(کلیاتِ حمد و نعت)

انتہائے عشق



ڈاکٹر شہناز مزمّل



اللہ کے بابرکت نام سے جو مہربان اور رحیم ہے

کتاب نموئے زندگی کی ضامن ہے
اس سے محبت کیجئے

زیرِ مطالعہ کتاب ڈاکٹر شہناز مزملؔ کے ایما پر شائع کی گئی ہے اور اس کے متن کی تمام تر ذمہ داری انہی کو مستحسن ہے۔ پبلشر یا پرنٹر قطعاً ذمہ دار نہیں۔ ادارہ اردو سخن ڈاٹ کام کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ قارئین تک بہترین اور اغلاط سے پاک ادبی مواد پہنچایا جائے اور اس ضمن میں ہر امکانی کوشش کو بروئے کار لایا جاتا ہے تاہم غلطی کی نشاندہی کا خیر مقدم کیا جاتا ہے تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی درستی کی جائے۔ (ادارہ)

کلیاتِ نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

انتہائے عشق

ڈاکٹر شہناز مزملؔ

www.urdusukhan.com

u اردو سخن

آرٹ لینڈ، گرلز کالج روڈ، اردو بازار چوک اعظم (لیہ) فون: 0302-7844094

اسٹاکسٹ: ادارہ فکر و دانش، الحمد پلازہ، اردو بازار لاہور

انتہائے عشق

ڈاکٹر شہناز مزمل

125۔ایف،ماڈل ٹاؤن،لاہور۔(پنجاب۔پاکستان)

رابطہ فون:0300-4275692

ناشر: اردو سخن پاکستان و ادب سرائے پبلیکیشن لاہور

نمودِ اول: 2020ء

کمپوزنگ: محمد شہریار ناصر

تدوین و تزئین: میاں وقار الاسلام

اہتمام/سرورق: ناصر ملک

طباعت: شیر ربانی پریس، ملتان

قیمت: 800 روپے

www.urdusukhan.com

u اردو سخن

آرٹ لینڈ، گرلز کالج روڈ، اردو بازار چوک اعظم (لیہ) فون:0302-7844094

اسٹاکسٹ: ادارہ فکر و دانش، الحمد پلازہ، اردو بازار لاہور



ڈاکٹر شہناز مزمل کی ادبی مسافت

چیئرپرسن؛ ادب سرائے انٹرنیشنل لاہور---مادرِ دبستانِ ادب لاہور

ڈاکٹر شہناز مُزَمِّل کی تخلیقات و تحقیقات:

- 1۔ابتدائے عشق — 2۔عشق تماشا (مجموعہ کلام)
- 3۔عشق مسافت — 4۔عشقِ مسلسل (مجموعۂ کلام)
- 5۔عشق دا دیوا (پنجابی مجموعہ کلام)
- 6۔عشق دا بھانبھڑ (پنجابی مجموعہ کلام)
- 7۔عشقِ کل — 8۔انتہائے عشق (مجموعہ کلام)
- 9۔نورِ کل (مجموعہ کلام)
- 10۔جادۂ عرفاں (مجموعہ کلام)
- 11۔بعد تیرے — 12۔قرضِ وفا (مجموعہ کلام)
- 13۔میرے خواب ادھورے ہیں — 14۔موم کے سائباں (مجموعہ کلام)
- 15۔جراتِ اظہار — 16۔جذب و حروف (مجموعہ کلام)
- 17۔پیامِ نو — 18۔عکس دِیوار پہ تصویر (مجموعہ کلام)
- 19۔شہناز مُزَمِّل کے منتخب اشعار (انتخابِ شعر)
- 20۔کھلتی کلیاں مہکتے پھول (مجموعہ کلام)
- 21۔Ten poets of today (تحقیق)

22۔قرآن پاک کامنظوم مفہوم (تحقیق)

23۔کتابیاتِ اقبال (تحقیق)

24۔کتابیات مقالہ جات (تحقیق)

25۔لائبریریوں کاشہر لاہور (تحقیق)

26۔فروغِ مطالعہ کے بنیادی کردار (تحقیق)

27۔عکسِ خیال (مضامین کا مجموعہ)

28۔دوستی کاسفر (سفر نامہ)

29۔نماز (بچوں کے لیے)

30۔منتہائے عشق کلیاتِ شہناز مُزّمِل (غزلیات)

31۔ندائے عشق کلیاتِ شہناز مُزّمِل (نظمیات)

32۔کلیاتِ شہناز مُزّمِل (ادبِ اطفال)

33۔کلیاتِ شہناز مُزّمِل (پنجابی کلام)

34۔کلیاتِ عشق (تصوف)

35۔سفرِ عشق (سفر نامہ حرمین شریفین وجدہ)

36۔اجلاکون میلاکون (کالموں کا مجموعہ)

37۔بریف کیس (کہانیاں)

38۔عشق مزمل مجموعہ نعتِ مبارکہ (کلام)

38۔متاعِ عشق حمد،نعت ومدحتِ اہلِ بیت (کلام)

39۔رمزِ عشق مجموعہ نعتِ مبارکہ (کلام)

40۔ثنائے عشق حمد،نعت ومنقبت (کلام)

41۔انتہائے عشق کلیاتِ نعت (کلام)

برقی کتب:

1۔تلاشِ حق

2۔تلاشِ نور

3۔تلاشِ شفا

4۔تلاشِ جذب

ڈاکٹر شہناز مُزّمِل پر کیا جانے والا تحقیقی کام:

1۔عکسِ خیال؛شہناز مُزّمِل ایک تعارف — نعمانہ فاروق

2۔مثلِ کلیات شاعری: ڈاکٹر شہناز مُزّمِل — میاں وقارالاسلام

3۔شخصیت وفن؛شہناز مُزّمِل (اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور) — صدف رانی

4۔شہناز مُزّمِل کے سفر نامے''دوستی کاسفر'' کا تجزیاتی مطالعہ (جی پی جی سی،سمن آباد لاہور) — ثنا خاور

5۔شہناز مُزّمِل کی شاعری کے مطالعات (پنجاب یونیورسٹی لاہور) — مقدس ستار

6۔شہناز مُزّمِل کی اردو غزل اور نظم کا فکری وفنی مطالعہ (منہاج یونیورسٹی،لاہور) — حنا نعمان

ڈاکٹر شہناز مُزّمِل کے لیے اعترافِ کمالِ فن:

1۔ ادب سرائے انٹرنیشنل پورٹ فولیو2018ء

2۔ بک اینڈ پبلی کیشنز2018ء

3۔ ایوارڈ اینڈ سرٹیفیکیٹس2018ء

4۔ پریس اینڈ میڈیا2018ء

5۔ پروگرامز اینڈ ایونٹس2018ء

www.adabsaraae.com
www.shahnazmuzammil.com

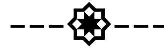


ضروری گزارش

الحمدللہ! سجدۂ شکر کہ ''انتہائے عشق'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ تخلیقات سے مزین زیرِ مطالعہ کلیاتِ نعت ایک مسافتِ فیض وکشف کا احوالِ دل پذیر ہے جس پر عازمِ سفر ہونا سعادت وخوش بختی کہلاتا ہے۔ ربِ کون ومکاں کی عطائے خاص سے یہ گوشہ سعادت مجھے نصیب ہوا اور یہی میرا حاصل زندگی ٹھہرا۔ دنیائے سخن کے معتبر وموقر دانشوروں کی آراء کے بعد مجھے صرف یہی کہنا ہے کہ ربِ کاغذ وقلم ان توصیفی جملوں کو مقبول دعا کا درجہ دے دے جو ان عظیم سخن وروں نے میرے لیے تحریر کیے۔

آپ سب کی آراء کی منتظر

ڈاکٹر شہناز مزملؔ



فہرست



نعت گو شاعرہ کی پہلی کلیاتِ حمد و نعت: انتہائے عشق

ڈاکٹر شہناز مزملؔ صاحبہ زندگی کی کئی خوبصورت بہاروں کی امین ہیں۔ معروف شاعرہ اور قابلِ ذکر نثر نگار ہیں۔ تعلیمی کیفیات کا دائرہ وسیع اور ہمہ جہت ہے۔ ہر دو شعبہ جات نظم و نثر میں متعدد گواہیاں اور شہادتیں مطبوعہ کتابی صورت میں اظہر من الشمس ہیں۔

نعت کے سرمدی نغمات ان کی اولین شناخت کا مظہر ہیں۔ غزل و نظم کی بھی دلدادہ ہیں۔ قرآنی بصارت و بصیرت کے ضمن میں قرآنِ مجید و فرقانِ حمید کا منظوم مفہوم (مکمل) قابلِ صد ستائش اور لائقِ تحسین ہے۔ لفظ ''عشق'' اب ڈاکٹر صاحبہ کی زندگی کا محور ہے۔ ہر جگہ عشق کی گہرائی و گیرائی کی رمز آشنائی موجود ہے۔

''جادۂ عرفاں'' سے نعتیہ شعری سفر کا حسنِ آغاز ''انتہائے عشق'' (کلیاتِ حمد و نعت) تک لے گیا ہے۔ ''سفرِ عشق'' مکہ و مدینہ کی رودادِ عشق ہے۔ ''انتہائے عشق'' ابھی تھما نہیں، بلکہ اب تحریک کی صورت میں ڈھل گیا ہے۔ اس سے طبقۂ نسواں کی کثیر تعداد مستفید ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر صاحبہ کی دیرینہ خدمات کے حوالے سے ایم اے اور ایم فل کی سطح پر مقالے بھی لکھے گئے ہیں۔ مختلف القاب و خطابات سے بھی نوازا گیا ہے۔ متفرق ایوارڈز اور گولڈ میڈل کے علاوہ بے شمار

اسناد کی بھی امین ہیں۔ ستائش اور انعامات کا سلسلہ جاری ہے۔

ڈاکٹر شہناز مزملؔ صاحبہ ''جادۂ عرفاں'' یعنی راہِ نعت پر کیا گامزن ہوئیں، کہ ان پر ''نورِ کل'' (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ثنا و توصیف کے سرمدی نغمے مچلنے لگے۔ نعت کے عشق نے انہیں دیارِ ''عشقِ مزمل'' (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں پہنچا دیا۔ ''عشقِ مزمل'' کے ذکر نے انہیں ''رمزِ عشق'' کے کوچے سے آشنا کر دیا۔ عشق کا رمز اب ''ثنائے عشق'' میں ڈھل چکا ہے۔

عشقِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پانچ گواہیاں جب نعت کے رنگ میں رنگ جائیں تو اس سلسلہ کو دوام دینے کے لیے ''متاعِ عشق'' (مجموعۂ حمد) بھی توشۂ سخن میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ان کا کشکولِ سخن اب حمد و نعت کے نور سے جگمگا رہا ہے۔

''جادۂ عشق، نورِ کل، عشقِ مزمل، رمزِ عشق، ثنائے عشق'' جب اعتبار حاصل کر لیں تو ''متاعِ عشق'' میں حمد کی چاندنی چٹکنے لگتی ہے۔ راہِ عشق کی یہ تمام منازل جب طے ہو جائیں تو ''انتہائے عشق'' کی وادیٔ رنگ و بو میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

الحمدللہ! خواتین کی نعت گوئی روز بروز اوجِ ثریا کو چھو رہی ہے۔ نعت گو شاعرات کے نعتیہ مجموعہ ہائے کلام تیزی سے نعتیہ ادب کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ مقامِ مسرت ہے کہ اب خواتین نعت گو کے حمدیہ مجموعوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ حمد گو شاعرات کے حوالے سے راقم الحروف کا ایک مقالہ شائع بھی ہو چکا ہے۔

صنفِ نازک یعنی تصویرِ کائنات میں رنگ بھرنے والی خواتین کی نعتیہ شاعری بھی ادبِ نعت میں وقار، قرار، ثبات و دوام کا باعث ہے۔ نعت گو شاعرات نے ہر دور میں اپنے جادۂ نعت کو رواں دواں رکھا ہے۔ کسی نے ایک نعت تو کسی نے چند نعتیں کہہ کر اپنی عقیدتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دوام و مدام بخشا ہے۔

نعتیہ ادب میں یہ خبر انتہائی مسرت سے سنی جائے گی کہ اب تسلسل و تواتر کے ساتھ شاعرات کے نعتیہ مجموعے منظرِ عام پر آرہے ہیں۔ ایک ایک مجموعہ کلامِ نعتیہ تو بہت ساری خواتین کے موجود

ہیں۔ دو دو اور تین تین کے علاوہ ہماری لائق وفائق شاعرہ ڈاکٹر شہناز مزمل صاحبہ کے چھ مجموعہ ہائے کلام ہیں۔ پانچ مجموعے نعتیہ کلام سے مزین ہیں۔ ایک مجموعہ پروردگارو پالنہار کی حمدوں کا شاہکار ہے۔

نعت گو شاعرات میں ڈاکٹر شہناز مزمل صاحبہ وہ خوش نصیب شاعرہ ہیں جن کی سب سے پہلی کلیاتِ حمد ونعت ''انتہائے عشق'' منظر عام پر آئی ہے۔ یوں تو کئی نعت گو شاعرات ہیں جن کے پانچ پانچ اور چھ چھ نعتیہ مجموعہء کلام اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔ ایک خاتون نعت گو کے تو گیارہ نعتیہ مجموعہ ہائے کلام طبع شدہ ہیں۔ مگر پہلی کلیاتِ حمد ونعت کا اعزاز ہماری قابلِ صد ستائش ولائقِ احترام ممدوحہ محترمہ ڈاکٹر شہناز مزمل صاحبہ کے حصے میں آیا ہے۔

راقم الحروف شہزاد احمد کا زیرِ ترتیب تذکرہء نعت گو شاعرات ابھی تکمیل کے مراحل میں ہے جس میں ڈاکٹر شہناز مزمل صاحبہ کا مکمل تعارف ابتدائی معلومات کے ساتھ موجود ہے۔ کتابی صورت میں شائع ہونے والا یہ تذکرہ خواتین کی نعت گوئی کے حوالے سے ایک تحقیقی شاہکار ہے۔

ڈاکٹر شہزاد احمد

(ایم اے، پی ایچ۔ ڈی)

مدیر ''حمد ونعت'' کراچی

22 اگست 2020ء (ہفتہ)



عشق کی انتہاؤں کا سفر

اردو شاعری کے موجودہ منظر نامے پر نظر دوڑائیں تو تانیثی ادب کی مقدار مردوں کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ اسی تناظر میں جب اردو نعت نگاری کی بات کریں تو باقاعدہ نعت گو خواتین کے تناسب میں بھی کچھ ایسی ہی صورت نظر آئے گی اور ان میں سے بھی صاحب کتاب خواتین کی فہرست مرتب کی جائے تو چند اہم نام باقی رہ جائیں گے لیکن اگر ان میں صاحب کلیات کا تخصص کر لیا جائے تو محترمہ شہناز مزمل صاحبہ کی ادبی انفرادیت کو سمجھنا مزید آسان ہو جائے گا۔ قرآن پاک کا منظوم ترجمہ کرنے کی سعادت پانا ان کا ایک ایسا اعزاز ہے جو ان کے امتیازات میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ کتب کثیرہ کی تصنیف اور علم وادب کے فروغ کے لئے ان کا قائم کردہ ادارہ ''ادب سرائے'' پچھلی چار دہائیوں سے قابلِ رشک خدمات سر انجام دے رہا ہے۔

محبت رسول ﷺ اپنے موضوع کی مرکزیت کے اعتبار سے جذبے اور محبت کی ایک ایسی اکائی ہے جس میں ہر کلمہ گو پرویا ہوا ہے۔ اس محبت کے اظہار کے لئے اگر شعر کا قرینہ میسر آجائے تو فکر کے ایسے ایسے خوشنما اور دلآویز رنگ نمایاں ہوتے ہیں کہ اس کے سامنے حسن و زیبائی کی ساری رنگینیاں بے اثر لگنے لگتی ہیں۔ دیگر ادبی تخلیقات کے ساتھ ساتھ ان کی نعتیہ شاعری اپنے حجم

کے اعتبار سے بھی انفرادیت کی حامل ہے۔اس سے قبل ان کی کتابیں ''متاعِ عشق''(حمد)، ''جادہءعرفاں''(حمد ونعت)، ''نورکل''(حمد ونعت)، ''عشقِ مزمل''(مجموعہءنعت)، ''رمزِ عشق'' (مجموعہءنعت)، ''ثنائے عشق''(حمد ونعت) منظر عام پر آچکی ہیں اور اب حمد ونعت پر مشتمل کلیات ''انتہائے عشق'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

نعت نگاری میں ان کی شعری لفظیات اور مضامین وموضوعات جمالیات تخیل کی آئینہ دار ہیں۔ ان کی شعری کائنات جذبے کی فراوانی،عقیدت کی پھوار اور محبت کے سائبان سے ترتیب پاتی ہے۔عشق ان کی شاعری کا مرکزی دائرہ ہے جس کے گرد عقیدتوں کے گلاب کھلائے گئے ہیں۔ عشق محبت کے نقطہءکمال کا استعارہ ہے اور جب یہ عشق رسول ﷺ کا پیراہن زیب تن کرتا ہے تو گویا معراج عشق کی منزل کو پالیتا ہے۔اس عشق کی کوئی ایک شمع دل میں روشن ہو جائے تو نسلوں کے مقدر سنور جاتے ہیں۔محترمہ شہناز مزمل صاحبہ نے اس کلیات کو''انتہائے عشق'' کا نام دیا ہے جو معنوی اعتبار سے بہت سی گرہیں کھولتا محسوس ہوتا ہے۔

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں کوئی ایک حرف محبت قبولیت کے درجے پر پہنچ کر شاعر کے لئے توشہءآخرت بن جاتا ہے اور اس کلیات میں نہ جانے کتنے اشکِ عقیدت جذب ہو کر لفظ کا روپ دھارے ہوئے ہیں،خیال کے کتنے سفینے سوئے حجاز رواں دواں ہوئے ہیں اور عشق ومحبت کے کتنے چراغ اپنی لو دے رہے ہیں۔کلیات کی اشاعت پر انہیں تہہ دل سے ہدیہءتبریک پیش کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ ان کا سفر نعت جاری وساری رہے اور وہ عشق کی انتہاؤں کے اس مشکبو سفر پر پوری فکری توانائی سے رواں دواں رہیں۔

سرور حسین نقشبندی

مدیر''مدحت''

چیئرمین''نعت فورم''

متاعِ عشق

شہناز مزمل



انتساب

متاعِ عشق کے نام

مقدس مسافتوں کے زادِ راہ کے نام

گویا سب کچھ اسی کے نام



فہرست



جادۂ عرفاں سے متاعِ عشق تک

''سفرِ عشق'' کا آغاز تو نہ جانے کب ہوا اور ''جادۂ عرفاں'' پہ چلتے زمانہ گزر گیا۔ عشق ''نورِ کل'' بن کر رگ و پے میں سرایت کر گیا اور پھر اللہ نے حج کے بعد تواتر سے درِ اقدس پر اذنِ حاضری بخشا اور عشقِ الٰہی اور عشقِ محمدؐ جان و روح کا حصہ بن گیا۔ ''عشق تماشا'' شروع ہو گیا جو ''عشق سمندر'' تک لے گیا اور عشق کی ناؤ بہتی رہی۔ اور اس ناؤ میں ''عشق دا دیوا'' جلتا رہا جو بھڑک کر ''عشق بھانبھڑ'' بن گیا۔ ''ندائے عشق'' ملتی رہی، ''منتہائے عشق'' تک پہنچنے کی کوشش ''عشقِ مزمل'' تک لے آئی اور پھر ''رمزِ عشق'' کی سمجھ آ سکی تو ''متاعِ عشق'' کو یکجا کر کے آپ سب میں بانٹنے کے لیے حاضر ہوں اور یہی میرا کل اثاثہ ہے لیکن ''سفرِ عشق'' جاری ہے۔ اور آگے اس میں کیا عطائے خداوندی ہوتی ہے، یہ تو وقت بتائے گا۔

خود ہی باہر نہیں آتے کبھی عشقِ مسلسل سے
متاعِ عشق کو قبضے میں کب صیاد رکھتے ہیں

دعا گو: شہناز مزملؔ

ادب سرائے، 125۔ایف، ماڈل ٹاؤن، لاہور

فون: 0300-4275692



مجھے ہے کس لئے بھیجا گیا یہاں مولا
مجھے تو اپنا بھی ملتا نہیں نشاں مولا

اگر کبھی مجھے اپنا سراغ مل جائے
جو مجھ پہ ہوگا عیاں پھر نہ ہو نہاں مولا

جو دیکھوں یار کا جلوہ تو چھلکے پیمانہ
ہے چشمِ شوق نے دیکھا نیا جہاں مولا

نہیں ہے خواہشِ دنیا کہ اس میں کھو جاؤں
دوبارہ پاؤں گی خود کو بھلا کہاں مولا

رہے گی کیسے یہ شہنازؔ تجھ سے دور بھلا
یقین بھی ہے مرا اور ہے گماں مولا



جانے کیا سوچ رہا ہے یہ مجیب الدعوات
منتظر ہیں کہ ہو معبود کی مشہود سے بات

ہم کلامی سے دریچے ہوں ذہن کے روشن
ارتقا فکر بھی پائے اسے حاصل ہو ثبات

تجھے دیکھا تجھے چاہا تجھے پایا میں نے
تو مری روح ہے وابستہ تجھی سے یہ ذات

تشنگی دید کی مٹتی ہی نہیں ہے پھر بھی
در پہ آتے ہیں ترے بارِ دگر ربِ مماتت

بس اچانک کبھی شہناز کو تو آئے نظر
محوِ حیرت میں رہوں اور گزر جائے حیات



دیا رِلوح و قلم سے مجھے بھی کچھ ہو عطا
ہر ایک لفظ ہو تاثیر سے بھرا مولا

بلایا جب بھی مجھے پیار سے ہے آقا نے
بغیر مانگے ہی کشکول مرا بھرنے لگا

وہ خود ہی فکر کے دروازے کھول دے مجھ پر
بتائے خود ہی وہ تعبیر جو بھی خواب دکھا

میں خود سکندرِ قسمت ہوں ساتھ وہ میرے
اکیلا اس نے مجھے ایک پل نہیں چھوڑا

میں رات دن رہوں شہناز بس تصور میں
تو میری سانس بھی ہر دم کرے تری ہی ثنا



پہنے تقدیس ردا نور کے رستے پہ چلوں
پیکرِ شرم و حیا بن کے جہاں کو دیکھوں

ذکر ہر وقت زباں پر مری جاری رکھنا
تیری تسبیح کے دانوں پہ بھی کلمہ ہی پڑھوں

تو ہے رحمان ولی خالق و حیُّ القیوم
یاد و دود کی ہی آواز میں دھڑکن میں سنوں

نور ہو چاروں طرف اور مؤذن ہو فضا
شکر الحمد سے ہی بات کا آغاز کروں

راہ میں شہنازؔ کے روشن ہوں محبت کے چراغ
عشق منزل کے لئے نورِ مُزَمِلؔ کو چنوں



سوختہ جان بہ لب در پہ ترے آئے ہیں
زخم رسنے لگے دکھلانے تجھے آئے ہیں

کس لئے چھوڑا ہے عاصی کو جہاں میں تنہا
وقت مرہم نہ بنا دوڑے چلے آئے ہیں

شکر صد شکر ہر اک جان کا تو ہی ہے امیں
اے مسیحا یہ بتانے کے لئے آئے ہیں

پاس کچھ تھا ہی نہیں تیرے لئے کیا لاتے
سر جھکا شرم سے کہ ہاتھ کھلے آہے ہیں

دیکھ شہنازؔ کا محبس میں ہے دم گھٹنے لگا
جرم ہے بولنا تو لب بھی سلے آئے ہیں



تو تلاشِ یار میں بھٹکا ہوا
وہ تو اندر ہے ترے اترا ہوا

دیکھ لے تو جھانک کر دل میں ذرا
عشق تیرا ہے مکمل ہو گیا

کھول لے آنکھیں ذرا سا جاگ جا
خواب بھی تیرا مکمل ہو گیا

کھل گیا کیسا ہے یہ حیرت کدہ
کون تیرے سامنے جلوہ نما

ڈھونڈتی شہناز تھی تو ہر جگہ
تجھ سے ملنے عشق ہے خود آ گیا



میزباں بن کے تھا گھر اپنے بلایا شاہا
اور درِ کعبہ پہ جلوہ بھی دکھایا شاہا

بھول سکتے نہیں مہمان ترا لطف و کرم
نت نئے رنگ سے دل سب کا لبھایا شاہا

ایسے انوار نگاہوں نے کہاں تھے دیکھے
کیسی نیرنگی سے کعبے کو سجایا شاہا

اک عجب کیف سے مہمانوں کے دل لوٹ لیے
ایسی چاہت کا سحر کب کہاں پایا شاہا

یہ جبیں سجدے میں ہر لمحے جھکی ہو شہناز
ہر گھڑی سب پہ رہے تیرا ہی سایا شاہا



کبھی وہ لمحہ آئے گا کبھی وہ بھی گھڑی ہوگی
پھر ہوگا سامنے کعبہ جبیں در پہ جھکی ہوگی

ندائیں سن رہی ہوں میں مجھے رب نے پکارا ہے
پہنچ جاؤں گی مکہ میں وہاں پر حاضری ہوگی

جہاں پر اک سمندر نور کا دن رات بہتا ہے
کثافت اس سے دھل جائے گی کامل روشنی ہوگی

کروں گی شکر کیسے میں سخی رحمان آقا کا
عطاؤں سے جزاؤں سے مری جھولی بھری ہوگی

وصالِ عشق بھی شہناز رب کا معجزہ ہوگا
وہ خود جب سامنے ہوگا تو کیسی زندگی ہوگی



بڑھی جاتی ہے سرشاری
اے میرے خالق و باری

ثنا لبیک کی جاری
عجب سا کیف ہے طاری

بنا کے رکھا زادِ راہ
مسافر نے کی تیاری

ہٹا دے سارے کنکر اب
ذرا کر دے گوہر باری

لے آئی رنگ آخر کو
یہ میری گریہ و زاری

پہنچ شہناز اس در پر
بیاں کر کیفیت ساری



طوافِ آرزو کرنے لگی ہوں
درِ کعبہ کی جانب چل پڑی ہوں

مرے چاروں طرف اک نور پھیلا
چراغِ عشق روشن دیکھتی ہوں

مرے مرشد مرے صلِّ علیٰ ہیں
انہی کے نقشِ پا پر چل رہی ہوں

حرم ہے سجدہ گاہ میرے نبیؐ کا
شکر الحمد میں بھی آ گئی ہوں

کرشمہ ساز ہے یہ میری چاہت
میں بس شہناز اتنا جانتی ہوں



درِ کعبہ پہ پھر سے آ گئے ہیں
نظر نے جھک کے سجدے کر لئے ہیں

عجب اک روشنی دل میں ہوئی ہے
محبت کے انوکھے مرحلے ہیں

یہاں پر نور کا بہتا سمندر
نہا کر اس میں نوری ہو گئے ہیں

ابھی تو عشق کا نشہ چڑھا ہے
نہ جانے جام کتنے پی لئے ہیں

زباں گنگ ہو گئی الفاظ گم ہیں
بس خالی ہاتھ ہی پھیلا دیئے ہیں

مقدر پہ ہوئی شہناز نازاں
چھپے مخزن سے نذرانے ملے ہیں



مرے رحمان نے کُن کہہ دیا ہے
بنا مانگے ہی سب کچھ مل گیا ہے

عطاء عشق پہ گم صم کھڑی ہوں
ملائک سے ندائیں بھیجتا ہے

جو مل کے ہم نے مانگی تھیں دعائیں
یقیں کامل ہے اس نے سن لیا ہے

جبینِ شوق سجدہ ریز ہر دم
رضا پہ تیری سر کو خم کیا ہے

ہمیں کب روک پائے گی یہ ظلمت
چراغِ نور کب مدھم ہوا ہے

تجھے شہناز اب اک ماں کی صورت
یہاں بے لوث چاہت بانٹنا ہے



اس شہرِ بے مثال سے باہر نکل کے دیکھ
اب کوچہء وصال سے باہر نکل کے دیکھ

لے آیا ہے تجھے ترا جذب و جنوں کہاں
نیرنگیء جمال سے باہر نکل کے دیکھ

سجدوں کو مل گیا ترے پھر سے درِ اقدس
اب ذات کے تو جال سے باہر نکل کے دیکھ

اک اور ہی جہان ہے یہ مکہ مدینہ
اے دیدہ ور تو حال سے باہر نکل کے دیکھ

شہناز کے ہیں نورِ نظر شاہد و مشہود
تو بھی ذرا خیال سے باہر نکل کے دیکھ



اے مرے پردہ نشیں پردہ نشیں پردہ نشیں
پردے میں رہ کے بھی ہر جگہ تو ہی جلوہ نشیں

تجھ سے در پردہ ملاقات یہاں لے آئی
چھپ کے بھی آتا نظر کیسی جگہ پر ہے مکیں

مالک الملک جہانوں کو بنانے والے
خالق و باری مصور تری تخلیق حسیں

لم یلد تو ہے تو ہی تو ہے ولم یولد بھی
تیرا ہمسر ترا ثانی تو کہیں پر بھی نہیں

بعد مدت کے کیا سجدہ تری چوکھٹ پر
چومنا چاہتی شہناز مُزَّمِلؔ یہ جبیں



یا ودود کی دل میں جو گونجی صدا
شوقِ دیدار کچھ اور بھی بڑھ گیا

نور ہی نور رستے میں پھیلا دیا
رب نے عاشق کو در پر ہے بلوالیا

سب مؤذن فضاؤں کو مہکا دیا
میزباں پھر بنا میرا رب العلی

پہنچے کعبے جو عاشق تو آئی ندا
مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

سب دعاؤں کو شہناز کی سن لیا
کتنا رحمان ہے وہ سمیع الدعا



قربتیں، دوریاں، چاہتیں، رتجگا
پاس آ کر بھی ملنے کا ہے مرحلہ

ہے یقیں میرا کامل تو مجھ میں بسا
ڈھونڈنے کا مگر ہے عجب سلسلہ

تو ملے گا کہاں یہ ذرا دے بتا
مجنوں عاشق کو تو ہی دکھا راستہ

دل نے لبیک لبیک جب بھی کہا
رقصِ بسمل ہوا تو مٹا فاصلہ

ساقیا، ساقیا، مے پلا، مے پلا
تیری شہناز کا جام خالی ہوا



دل میں پھر عشق کے اک نور کا شعلہ بھڑکا
کیسے بتلاؤں مری آنکھ نے کیا کیا دیکھا

ہو گیا رقص کناں پل میں مرا سارا وجود
اک عجب کیف مری روح کو چھو کر گذرا

گم ہوئی ایسی کہ ملتا ہی نہیں اپنا سراغ
کون پھر آج مرے پاس ہے آ کر ٹھہرا

سامنے دیکھ کر منزل میں پلٹ آئی ہوں
کیسا نشہ ہے جو آگے نہیں جانے دیتا

کتنی مسرور ہے شہناز درِ اقدس پر
آج اس شہرِ تمنا سے ہٹا دے پہرہ



بندگی کرنا بھی عبادت ہے
کیسی پر کیف یہ سعادت ہے

ڈھونڈتے پھر رہے ہیں اپنا وجود
خود کو پانا بھی اک ریاضت ہے

جب بھی معبود کو پکارا ہے
عبد کو دیتا نیک ساعت ہے

کب برابر بصیر و نا بینا
اتری یہ آسماں سے آیت ہے

لائے شہناز جو صحیفہ نبیؐ
بے بصر کے لیے بصارت ہے



ملا اذن حضوری حاضری کا شرف جب پایا
عطا نورِ بصیرت کر دیا بالیدگی بخشی

میں تھی ناچیز ذرہ خاک کا، پارس بنا ڈالا
بڑھی توقیر لفظوں کی انہیں برجستگی بخشی

سکھایا مجھ کو جینے کا قرینہ نورِ قرآں نے
ہے کتنا شکر کی شہناز کو ہے بندگی بخشی



خالق و باری مصور ہے تو ہی ربّنا
گر قبول حاضری تو آئے ندا انظُر نا

گھیرے ہے چاروں طرف سے ہمیں طاغوت کی فوج
پا لیں ہم فتحِ مُبیں آپ کہیں فَانصُر نا

شکر صد شکر محمدؐ کو عطا کی ہے کتاب
ملتی ہے اس میں ہدایت رتّل القرآنَا

رب نے خود نور سے اپنے انہیں تجسیم کیا
جس نے بھی دیکھا کہا ربِّ علیٰ سُبحانَ

تو ہے رحمان، کرم عاصیوں پہ کر دے اب
سب طرف سے ہے صدا روزِ جزا ارحمنَا

آئی شہناز ترے در پہ بڑے مان کے ساتھ
مانگی جب کوئی دعا رب نے کہا سَمِعنَا



ہمیشہ وردِ زباں لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللہ
کہیں زمین و زماں لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

ہے لاَ اِلٰہَ بھی وہی اور وہ ہی اِلَّا للہ
فضا ہے مدح خواں لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

ازل سے تا بہ ابد الحفیظ و الرَّحماں
ہے متقی کا نشاں لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

بتاؤ کون ہے اس رازِ کُن فکاں کا امیں
ذرا کرو گے بیاں لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

قوی، عزیز، ہے شہناز میرا محور ہے
ہر اک یقیں کا گماں لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللہ



ہم تو ہیں محوِ تماشا ہمیں کچھ ہوش نہیں
رقصِ بسمل میں ہیں ڈوبے کوئی مدہوش نہیں

ہر گھڑی دید کی خواہش میں ہی گم رہتے ہیں
ذات کو اپنی یوں کرتے تو فراموش نہیں

ہے بصارت کی کمی اور سماعت محدود
کسے دیکھیں یا سنیں چشم نہیں گوش نہیں

چلتے پھرتے ہی نظر آتے ہیں مجنوں عاشق
وجد طاری ہے مگر عاشقی بردوش نہیں

بھول بیٹھے سبھی تسبیح نمازیں شہنازؔ
صاحبِ ہوش ہیں ایسے کہ کوئی ہوش نہیں



میری اے کاش در کعبہ پہ پڑ جائے نظر
دل کو تسکین میسر ہو درِ اقدس پر

نعمتِ عظمیٰ ہے مشروب یہ آبِ زم زم
تو عطا کرتا ہے کیسی سبھی مہمانوں پر

ملتزم بخشا دعاؤں کو تو سجدے کو حطیم
راہنمائی کے لیے دیتا ہر اک کو تو خضر

کوئی تکلیف مسافر کو نہیں ہوتی یہاں
دے کر آسانیاں آسان تو کر دیتا سفر

تشنہ لب ہوں میں کھڑی روح کو سیراب تو کر
لکھ دے شہنازؔ کی قسمت میں بھی حوضِ کوثر



سماعت پر مرے دستک درودوں کی سلاموں کی
صدائیں سن رہی ہوں عرش سے رب کی نداؤں کی

جنون و کیف و مستی میں ہیں گم سب دیکھ کر کعبہ
نشہ چھایا ہے پی کر مے محبت کی شرابوں کی

ملائک نے سجایا ہے حرم کو کتنی چاہت سے
کرے گا میزبانی رب محمدؐ کے غلاموں کی

بہت ہے جوش میں رحمت بہت ہے خوش مرا اللہ
کرو سجدے کرم مانگو کہ بخشش ہو گناہوں کی

اُٹھا شہناز تو کشکول دامن اپنا پھیلا دے
کہ برسے گی گھٹا جلدی عطاؤں کے سحابوں کی



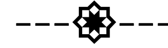
کیف و وجدان ریاضت تُو ہے
عشق میرا مری چاہت تُو ہے

چار سو پھیلی ہے تیری خوشبو
سبزہ و گل کی بھی نکہت تُو ہے

ذکرِ اللہ سے پائے روح سکوں
میرے رب عرش کی حکمت تُو ہے

ورد کرتے ہیں پرندے تیرا
رزق و اثمار کی لذت تُو ہے

نور سے تیرے منور شہناز
فیض ہے اسکا عبادت تُو ہے



قرآن بتاتا ہے تفسیر
نادانو سمجھو یہ تحریر
اس آیت کی کب کوئی نظیر
هَل يَستَوِى الاَعمىٰ وَالبَصِير

ان لفظوں میں پنہاں عرفاں
تابع ہیں رب کے انس وجاں
ہر شے میں ظاہر ہے وہ ظہیر
هَل يَستَوِى الاَعمىٰ وَالبَصِير

طاغوت نے سب کو اکسایا
چہرہ تھا اپنا دکھلایا
کام آئی نہ اس کی تدبیر
هَل يَستَوِى الاَعمىٰ وَالبَصِير

وہ واحد ہے وہ احد ہے
وہ قادرِ مطلق صمد ہے
خود کہتا خالق ربِ کبیر
هَل يَستَوِى الاَعمىٰ وَالبَصِير

کب دن اور رات برابر ہیں
سب کے اپنے ہی محور ہیں
دیتا ہے بشارتیں بشیر
هَل يَستَوِى الاَعمىٰ وَالبَصِير



عشق کو چین ہے اقرار کے بعد
ہے نیا رنگ اس کے پیار کے بعد

جب سے عاشق کو در ہے اسکا ملا
چاہتا کچھ نہیں بہار کے بعد

میں نے خود کو اسے ہی سونپ دیا
غم نہیں رب کے اختیار کے بعد

زندگی بھر کا عشق سرمایہ
بازی جیتی ہے اپنی ہار کے بعد

وقت جو ساتھ آپ کے گذرا
پھر میسر ہوا انتظار کے بعد

ذکر یوں عشق کا نہ کر شہناز
نشہ باقی تو رکھ خمار کے بعد



نظر میں ہیں اس کے سبھی متقین
وہ چن لیتا ان میں سے ہے عابدین

ناممکن کو ممکن بناتا ہے وہ
ہر اک کام اس کا ہے صد آفرین

نہ اعمالِ بد کو چھپا پاؤ گے
پکڑ لے گا پیشانی سے مجرمین

جو تسبیح ربِّ العلیٰ کی کرو
تو شامل ہو اس میں جو ہیں ساجدین

وہ واحد ہے اس کو احد مانو تم
یہ پیغام لائے سبھی مرسلین

پھر حق سچ کو پا لے گی شہناز تو
اگر تیرا اس پر ہے کامل یقین



یہ بتاؤ کس نے بھلا کہا
مرا عشق میرا نہیں رہا

میں ہوں ایک عاشقِ بے نوا
جو تلاشِ یار میں چل پڑا

نہیں منزلوں کا کوئی نشاں
نہ ہے راستوں کا مجھے پتا

میں نشے میں عشق کے چور ہوں
مجھے اور جام دے ساقیا

مجھے ہوش اب نہیں چاہیے
دے جنوں کے مجھ کو تو پر لگا

یہ زمانہ میرا نہیں رہا
مجھے کوئی بھی نہ سمجھ سکا

ہے کہاں وہ بستیِ عاشقاں
جہاں عشق کو ہے سکوں ملا

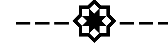
ہے کہاں پہ کُن کا وہ لامکاں
جہاں کوزہ گر ہے چھپا ہوا

وہ ملے تو اس سے میں پوچھ لوں
مجھے جذب خود میں ہی کرنا تھا

ترے رنگ میں تھا رنگا ہوا
تو ذات میں تھا مری بسا

مجھے اپنے سے کیا کیوں جدا
تو خمیر پھر سے مرا اٹھا

مجھے پھر سے چاک پہ دے سجا
مجھے صرف اپنے لیے بنا



یقیں کا رنگ دیکھا ہے
اگر یہ چڑھنے لگ جائے
بہت ہی تیز چڑھتا ہے
یقیں کامل ہو جس کا وہ
بہت تیزی سے بڑھتا ہے
کسی سے بھی نہیں ڈرتا
وہ پیچھے کو نہیں مڑتا
کبھی وہ گر نہیں سکتا
کبھی وہ مر نہیں سکتا
یقیں جس پر وہ رکھتا ہے
امر اس کو وہ کرتا ہے
ہمیشہ زندہ رکھتا ہے



جو بھی عاشق ہیں محبت سے دعا کرتے ہیں
کب برا سوچتے اور کچھ بھی برا کہتے ہیں

منفی سوچوں سے نکل آتے ہیں باہر عاشق
بات کہنے کے لیے لفظ چنا کرتے ہیں

شکر صد شکر ہوئے ''میں'' کی لطافت سے بری
کوئی کچھ بھی کہے چپ چاپ سنا کرتے ہیں

ہے کرم اس کا کی رتبہ دیا ماں کا تجھ کو
ایسے رتبے تو مقدر سے ملا کرتے ہیں

خود خدا بھرتا مرادوں سے ہے جھولی شہناز
جو بزرگوں کے لئے لاٹھی بنا کرتے ہیں



کرم سے اسے اپنے ہیرا بنا دے
تو اپنی ضیا کا اگر راستہ دے

محمدؐ کو اسریٰ کی شب جو دکھایا
ہمیں بھی کرشمہ وہی تو دکھا دے

ہمارے دلوں میں بھی ہو نور تیرا
مشعل کی طرح سے تو اس کو جِلا دے

تو رحمان عادل ہے تو کبریا ہے
ہمیں پاک مولا تو انساں بنا دے

یہ خواہش تمنا ہے شہناز کی بس
مُزّمِلؔ کی طرح سے چلنا سکھا دے



عجب سی روشنی دل میں ہوئی ہے
نئی اک زندگی پھر سے ملی ہے

وہی رحمان وہ خالق سمیع ہے
اُسی سے بات ہر دل کی کہی ہے

سکوں مکے مدینے میں ملا ہے
سرور و کیف ہے اک آگہی ہے

قلندر ہوں نہ میں عارف نہ سالک
مرا محور تو بس عشقِ نبیؐ ہے

جلیل و عالی ہے تو الودود
تجھے شہناز ہر سُو ڈھونڈتی ہے



ارادہ کچھ نہیں تیرا یا میرا
کہ ہر اک فیصلہ ہے بس اُسی کا

درِ کعبہ کو نظریں چومتی ہیں
تجلی سے دلوں کو نور دے گا

محافظ الحفیظؒ ہو گیا ہے
کہو شیطان سے دے چھوڑ پیچھا

ازل کی زندگی سے تا ابد تک
بتاؤ کون ہے میرے ولی سا

ہے میرے ہاتھوں میں نورِ مزملؐ
محمدؐ پر یہ اُترا ہے صحیفہ



عشق پیالے کو بھر دیا یارب!
کیسی عاشق کو دی جزا یارب!

آبِ زم زم سے تشنگی کی کم
ہجر بھانبھڑ تھا مچ رہا یارب!

روپ ممتا کو اُن کی بخشا ہے
ہاجرہ کی سنی دعا یارب!

سب نے لبیک کا ہے ورد کیا
سب پکارے خدا خدا یارب!

میرے سینے کو نور سے بھر دے
فیض کے چشمے دے بہا یارب!

پڑھنا چاہا حرم سے باہر تو
کیا قرآں بھی عطا یارب!

------

مسمار اپنی ہستی کو تو زندگی میں کر
پھر دیکھ تیرا رب تجھے دیتا ہے کیا ثمر

نادان تجھ میں پنہاں ہیروں کی کان ہے
تجھ کو وجودِ ظاہری پہ کتنا مان ہے

کھوجے گا تو نکالے گا ہیرے بھی کان سے
اور فیض خود ہی بانٹے گا اپنی دکان سے

مرنے کے بعد ہوں گی جب مسمار ہستیاں
نکلیں گی ہر وجود سے ہیروں کی بستیاں

لیکن وجود تیرا اگر ہو گا نہ باقی
تو مے پلائیں گے کسے یہ عشق کے ساقی

اس عشق کی مَے میں ہیں چھپے قیمتی ہیرے
عاشق نہ ہوں تو کس کو ملے قیمتی ہیرے

کر کھوج اپنے کھود کر ہیرے نکال لے
کشکول میں تو عاشقوں کے ان کو ڈال دے

تقسیم کرنا چاہتا ہے گر جیتے جی یہ مال
تو ہستی کو اپنی نہ یہاں اس قدر سنبھال



یقیں کو اتنا کامل کر کہ وہ الحمد ہو جائے
تو کہہ دے کُن تو یہ بندی تری رحمت میں کھو جائے

تمنا ہے مری آقا نفی کی ذات کی کر دوں
مری آنکھوں کا پانی سب کثافت دل کی دھو جائے

بہت منہ زور نفس و شر ہے قابو میں نہیں آتا
لگا چابک کہ سر اُٹھنے نہ پائے اور سو جائے

مرے خالق مرے مالک مرے آقا مرے مولا
ترے انوار کی بارش مری کٹیا بھگو جائے

بقا کے واسطے شہناز کو نورِ مزمّل دے
امر ہو جائے یہ قطرہ سمندر میں سمو جائے



اک نور کا دریا میرے اندر ہے بھر دیا
جلتا دیا ہوا نے بجھا بھی دیا تو کیا

اب تیرگی کی مجھ کو شکایت نہیں رہی
جب سے اک رابطہ ہے مرا اُس سے ہو گیا

دکھلاتا اپنے بندوں کو اک راہِ مستقیم
رحمت کی اک نوید بھی دیتا مرا خدا

کامل یقیں کے ساتھ سب قرآن تھام لو
"لاریب فیہ" غیب سے آتی ہے یہ ندا

صد شکر کہ وہاب نے بھر دی ہیں جھولیاں
سر کو جھکا کے ہاتھ اُٹھا کر جو کی دعا

اب اس سے بڑھ کے اور کیا ہو گی تری عطا
شہناز کو دیا ہے مزمّل کا آسرا



اس کو منجدھار سے پکارا ہے
جو مجھے جان سے پیارا ہے

پار ناؤ میری لگا دے گا
سامنے دیکھوں تو کنارا ہے

جس کی یادوں میں مست رہتی ہوں
میری سوچوں کا بہتا دھارا ہے

مجھ کو پیارے محب اور محبوبؐ
اپنا سب کچھ اُنہی پہ وارا ہے

راز کیسے کسی کو بتلاؤں
غیب سے ملتا ہر اشارہ ہے

روشنی نورِ فیض بس وہ ہی
بگڑی تقدیر کو سنوارا ہے

مجھ کو امید اپنے رب سے ہے
وہ بھی کہہ دے گا یہ ہمارا ہے



در کعبہ کو عاشق چھوڑ آئے
سکوں یہ دل بھلا اب کیسے پائے

ہمیں کب پھر سعادت ہوگی حاصل
کہ عاشق پھر حرم میں لوٹ آئے

ہے کتنی مہربانی تیری آقا
حضوری کی ندا بھی تو سنائے

پہنچتے طیبہ میں جب کوئی زائر
زیارت احمدِ مرسلؐ کی پائے

قرار آجائے سارے عاشقوں کو
تو پروانہ مدینے کا تھمائے

ابھی دیدار کی حسرت ہے باقی
پلٹ کر پھر یہاں شہناز آئے



داغ میں کعبہء دل کے ذرا دھو لوں آقا
چشمِ گریہ سے میں دامن کو بھگو لوں آقا

کعبے والے نے مجھے کعبے میں مہمان کیا
سِل گئے لب ہیں مرے کیسے میں بولوں آقا

شوق نے جلوے نگاہوں میں چھپا رکھے ہیں
چشمِ پرنم کو بھلا کیسے میں کھولوں آقا

نام لینے سے ترا شیریں دہن ہو جائے
کیف و انوار کو اب روح میں سمو لوں آقا

تیرے انوار و تجلی نے کیا ہے حیراں
پائے شہناز سکوں تھوڑا میں رو لوں آقا



میری چاہت کا مجھے خوب صلہ دیتا ہے
مجھ کو توبہ کے وہ الفاظ سکھا دیتا ہے

میں نے جب مانگا جو مانگا ہے وہی اس نے دیا
مجھ کو الحمد کے قابل بھی بنا دیتا ہے

بھانپ لیتا ہے مری دید کی خواہش آقا
گھر میں بیٹھے ہوئے دیدار کرا دیتا ہے

میرے دل میں ہیں اُتر آتے مدینہ و مکہ
اپنے انوار سے ویرانہ سجا دیتا ہے

مجھ کو بے تاب کیے رکھتے ہیں جلوے اُس کے
راستہ اک نئی منزل کا دکھا دیتا ہے

کبھی ہوتے نہیں رحمت کے خزانے خالی
جانے کیا کیا مجھے ہر بار تھما دیتا ہے

جب پڑھوں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
وہ شفاعت کے بھی وعدے کی ندا دیتا ہے

تو نے شہنازؔ کبھی دیکھے عطا کے جلوے
مانگنے والوں کو وہ اور سوا دیتا ہے



میں نے تو کوئی تمنا نہیں پالی آقا
ہوں گداگر میں ترے در کی سوالی آقا

بھر دیا پیار دعا سے مرے پیمانے کو
ان کو بھی بھر دے ہوئے جام جو خالی آقا

چومنے میں درِ کعبہ کو چلی آؤں گی
پھر دکھا روضہء اقدس کی وہ جالی آقا

ہر گھڑی رہتی ہوں مدہوش تری چاہت میں
بس تری ہوں میں تری چاہنے والی آقا

مجھ کو اک کیف دیا سوزِ تیقن بخشا
اور مزمل نے ہے شہناز اجالی آقا



الحمد! درِ کعبہ سے آیا ہے بلاوا
کیف و سرور زائرِ طیبہ پہ ہے چھایا

صد شکر کبھی بھی نہیں تو بھولتا ہمیں
ہر لمحہ ہمیں بخشا رحمت کا تو سایہ

تو نے کرم سے اپنے بھریں جھولیاں سب کی
جو فیض بھی پایا ہے تیرے در سے ہے پایا

شدت میں محبت کے ہوا اور اضافہ
سجدوں کے لیے مل گیا ہم کو وہ ٹھکانہ

ملتے نہیں شہناز کو الفاظ شکر کے
کر کے سعی طواف مقدر ہے جگایا



دیوانگی کی حد سے گزرنے لگی ہوں میں
مجھ کو سنبھال مولا بکھرنے لگی ہوں میں

تو نے پکارا مجھ کو ملی جب سے یہ ندا
ضو ریز ہو کے پھر سے بکھرنے لگی ہوں میں

ہر سمت فروزاں تری چاہت کے ہیں چراغ
پروانہ وار جلنے کو بڑھنے لگی ہوں میں

ہوتی ہے درِ کعبہ پہ انوار کی بارش
رحمت سے تیری جھولیاں بھرنے لگی ہوں میں

ہیں ساتھ مرے اور بھی کملے کئی عاشق
ہمراہ ان کے آگے کو بڑھنے لگی ہوں میں

خود کو سپرد کر دیا شہناز نے تجھے
جب تو ہے ساتھ کس لیے ڈرنے لگی ہوں میں



کون کہتا ہے کہ کبھی دور خدا ہوتا ہے
دل کی دھڑکن میں وہ ہر لمحے بسا ہوتا ہے

میری ہر سانس کی آواز کی مدھم لے میں
اس کی سرگوشی میں ہر راز چھپا ہوتا ہے

ہر گھڑی دیتا ہے وہ میرے سوالوں کے جواب
میری ہر بات کو اس نے تو سنا ہوتا ہے

اس کو معلوم ہے کیا کام ہے لینا کس سے
اپنے بندوں کو خود ہی اس نے چنا ہوتا ہے

خود بلاتا ہے درِ کعبہ پہ مہماں سب کو
میزباں سب کا وہاں ربِ علیٰ ہوتا ہے

جانتی ہے نا یہ شہناز کرم سے اس کے
جو بھی لکھتی ہے وہی حرفِ دعا ہوتا ہے



چپ چاپ ہے کیوں انمول پیا
کچھ بول پیا کچھ بول پیا

کملی ہوں کملی والے کی
مت دنیا میں تو رول پیا

تو رہتا کعبہء دل میں ہے
تو ماہی تو ہے ڈھول پیا

کانٹوں پہ چل کر آئی ہوں
رس جیون میں اب گھول پیا

دستک کو دعا کی سن بھی لے
در اپنا دے اب کھول پیا



بنایا مرے گرد اک دائرہ
مجھے اس کے اندر بٹھایا گیا

میں ڈوبی تھی الحمد کے کیف میں
مری روح ہر شئے سے تھی ماورا

بس اپنے ہی اندر اُترتی گئی
میں ہوں کون کیسی ہوں کب تھا پتا

نظر کیسے خیرہ نہ ہوتی مری
ہر اک سمت وہی تھا جلوہ نما

تو میرا ہے کہنے کی بس دیر تھی
حجاب اٹھ گیا معجزہ ہو گیا



سب درِکعبہ پہ بیٹھے ہیں سوالی آقا
عشق پیالہ نہ رہے کوئی بھی خالی آقا

آج انوار کی سب پر یہاں بارش کر دے
تو نے فریاد کسی کی نہیں ٹالی آقا

کوچہء عشق میں آ نکلے ہیں دیوانے سب
ہو گا کب عشق کو دیدارِ جمالی آقا

اپنی اوقات کہاں کچھ نہیں کر سکتے
دین اور دنیا سبھی تو نے سنبھالی آقا

بن رضا در کو ترے کوئی نہیں چھو سکتا
بیٹھی دہلیز کی ہوں تھام کے جالی آقا

پگلی شہناز کو بس تو ہی سہارا دینا
باغباں تو ہے تو ہی اپنا ہے مالی آقا



فقیری تیرگی سے روشنی تک
ہے کرتی ہجرتیں بالیدگی تک

بدل جاتے جہاں پر لفظ و معنی
ٹھہر جاتی ہے گردش زندگی تک

عدم سے معرفت کی سمت جا کر
پہنچ جاتے ہیں روح کی چاشنی تک

بدن سے روح تک کا یہ سفر پھر
اڑا لے جاتا حدِ آگہی تک

یہ روح جو صرف اللہ کا امر ہے
مجسم نور ہے بالیدگی تک

مکمل ہوتا ہجرت کا سفر پھر
پہنچتی روشنی ہے روشنی تک



مل جائے گا وہ مجھ کو یہیں اس کا یقیں ہے
رہتا ہے مرے پاس کہیں دل میں مکیں ہے

ہر روز گواہی مجھے ملتی ہے اذاں سے
معبود مرا اس کے سوا کوئی نہیں ہے

قرآن کی تفسیر محمدؐ کی ہے سیرت
لایا ہے جو قرآن وہی نورِ مبیں ہے

عقدہ ابھی کھل جائے گا گر غور کرو گے
لے جائے گا ان تک جو تمہیں جذبہ حسیں ہے

روضہ ہے درِ کعبہ ہے اس روئے زمیں پر
یہ مکہ مدینہ ہی تو فردوس بریں ہے



نورِ کل مل گیا معجزہ ہو گیا
عشقِ کل سے مرا رابطہ ہو گیا

وہ یقیں کی تھی صورت یا وجدان کی
جس نے دیکھی جھلک وہ ترا ہو گیا

خیمہ زن تو ہوا حجرہء جان میں
تیرا مشہود پھر ماورا ہو گیا

اس نے ڈالی تھی مجھ پہ نظر پیار کی
ایک پل میں یہ کیا سے ہے کیا ہو گیا

کب رہا درمیاں میں کوئی پھر حجاب
میں تری ہو گئی تو مرا ہو گیا

کی نفی ذات کی پیار بڑھتا گیا
وہ اتر آیا اندر یہ کیا ہو گیا؟



سچا عاشق مجھے بنا مولا!
عشق رستے پہ تو چلا مولا!

چار سو ظلمتوں کا ڈیرہ ہے
نور رستہ مجھے دکھا مولا!

ہر گھڑی تیرے نام ہو جائے
قرب اپنا تو کر عطا مولا!

میری رگ رگ میں تُو سمایا ہے
حالِ دل تو ہے جانتا مولا!

پہنچے مکے کے ہم قریں یارب!
پایا چاہت کا ہے صلہ مولا!

اب ترے در پہ آن پہنچے ہیں
پوری کرنا ہر اک دعا مولا!

ہوں مُزَمِّلؔ بھی شہنازؔ کے ساتھ
اب نصیب ایسا دے بنا مولا!



کوئی تہمت نہ اب قرضِ وفا ہے
کہ اوڑھی عشق کی جب سے ردا ہے

سپرد اس کے کیا ہے خود کو میں نے
میرے تو لب پہ بس حرفِ دعا ہے

کوئی بھی شر نہ ہو داخل کہ اس نے
مرے دل پہ محمدؐ لکھ دیا ہے

اتر آیا ہے کوئی میرے اندر
وہ میرا ہے وہ مجھ کو جانتا ہے

ذرا نظرِ کرم سائل کھڑے ہیں
تو داتا کام ترا تو عطا ہے

بھرے ہیں تیری رحمت کے خزانے
تو دے دے جو بھی جو کچھ مانگتا ہے

عطائے عشق حیراں کر رہی ہے
وہ شعروں کے سمندر بھیجتا ہے

اسی جرات پہ آگے بڑھے ہیں
تو خود کہتا ہے ماں ہے مامتا ہے



میرے آقا تجھے دیکھوں تجھے اتنا چاہوں
سر جھکا کر ترے در پر تری رحمت پاؤں

ہر مسافر کا سفر خیر سے گزرے آقا
سارے بچوں کے ہو سر پر تری ٹھنڈی چھاؤں

تجھ کو معلوم ہے آقا مرا سب کچھ تو ہے
عشق میں ڈوب کے میں گن ترے گاتی جاؤں

ہوں مرے گھر سے ترے فیض کے چشمے جاری
نور سے آقا ترے جھولیاں بھرتی جاؤں

آقا شہناز مُزَّمِلؔ پر کرم کر دینا
کلمہ ہو لب پہ ترے پاس میں جب بھی آؤں

جادۂ عرفاں

(گل رنگ مجموعہ عقیدت)

سمجھ جاؤ حقیقی عشق تو ناکامیاں کیسی
چلو گے جادۂ عرفاں پہ تو کٹھنائیاں کیسی



فہرست



جادہء عرفاں کی مسافر

خود آگہی کا مجھ کو نیا تجربہ ہوا
اپنی نظر سے آپ مرا سامنا ہوا
اپنی تلاش خود سے بہت دور لے گئی
اب سوچتی ہوں سامنے آنا برا ہوا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو متلاشی فطرت عطا فرما کر اپنی ذات و صفات کے ادراک اور عرفان کی صلاحیتیں بھی حسب مقدور ودیعت فرما دیں تاکہ نہ صرف وہ اپنے خالق حقیقی کے مالک الملک ہونے کا وقوف حاصل کر سکے۔ بلکہ احساس تشکر و عقیدت کے طریقے بھی اپنائے جو بتقاضائے عبودیت اس پر واجب ہیں۔

انسان روزِ ازل سے ہی اپنی تلاش میں سرگرداں نظر آتا۔ یہ تلاش اس پر رازِ نہاں منکشف کر کے اس کو مزید حیران و متجسس کر دیتی ہے۔ عرفانِ ذات کی خواہش ہو یا عرفانِ کائنات جادۂ عرفاں ضرور طے کرنا پڑتا ہے۔ میں بھی اسی جادۂ عرفاں کی مسافر ہوں۔ اس دشت حیرت کے سفر پر نکل کر مختلف مراحل سے گزر رہی ہوں۔ ہر مرحلہ دوسرے سے مختلف نظر آتا ہے۔

خالق کی تلاش کا یہ سفر، سفر خود آگہی بھی ہے، جو کہ کرب آگہی کی لذتوں سے روشناس کرواتا ہے۔ شوقِ دید کو ہوا دیتا ہے اور خواہش دید کی گونہ تکمیل کے بعد کیفِ حضوری کے سرور آگیں لمحات

میں جب جذبات حرفِ دعا میں ڈھل جاتے ہیں تو جادۂ عرفاں کا مسافر سوچتا ہے کہ وہ دستِ سوال دراز کر کے تو کیا مانگے؟۔۔۔کیونکہ جادۂ عرفاں تو ابھی طے ہی نہیں پایا۔ یہ تشنگی متلاشی مسافر کو پھر سفر پر اکساتی ہے جادۂ عرفاں کا مسافر دوران سفر جن لذتوں سے آشنا ہوتا ہے وہ ان ذائقوں سے محروم نہیں ہونا چاہتا۔اس لیے سفر کی صعوبتوں سے بھی نہیں گھبراتا۔

اب دیکھیں مجھ جیسی بے سروساماں مسافر کو خالق کون ومکاں دوران سفر کن کن مقامات کی سیر کرواتا ہے۔میرے شوق دید کو کیف حضوری کے کیف آگہی لمحات سے کب اور کیسے نوازتا ہے۔
آپ سے دعاؤں کی درخواست کے ساتھ ان جاوداں لمحوں کی تلاش میں دوبارہ جادۂ عرفاں کی طرف پلٹتی ہوں شاید منزل کا کوئی راستہ نظر آ ہی جائے۔

ڈاکٹر شہناز مزمل
125 ایف ماڈل ٹاؤن، لاہور
یکم رمضان المبارک
11 جنوری 1997

کُن فکاں

نہ کُن کہا تھا جو تو نے زمان میرے تھے
یہ آسماں یہ زمیں سب مکان میرے تھے

یوں کُن فکاں نے جہاں کر دیا مرا محدود
ہیں عرش پر تو ملائک زمیں پہ خاکی وجود

اے لا مکاں کے مکیں تو ہے ہر جگہ موجود
شہود و شاہد و مشہود صرف تو مسجود

میں اپنا آپ نہ کیوں اب چھپاؤں دنیا سے
مرے وجود میں آباد ہے ترا ہی وجود

جادۂ عرفاں

اندازۂ طوفان ہو نہ سکے
تو درد کا درماں کیسے ہو؟
آگاہ نہیں اپنے سے بشر
طے جادہ ء عرفاں کیسے ہو؟

سودا ہے سمایا مغرب کا
اقدار ہیں اپنی کھو بیٹھے
احساسِ زیاں جب مٹ جائے
انسان پشیماں کیسے ہو؟

پُرکھوں نے گنوا کر جاں اپنی
مضبوط فصلیں دیں تم کو
حق سمجھا تم نے ہر شے پر
اندازۂ احساں کیسے ہو؟



کڑی ہے دھوپ کوئی سائبان نہیں
سفر طویل ہے منزل کا بھی نشان نہیں

یہ بھوک پیاس شہادت انہی کا حصہ ہے
ہے عشق آلِ نبیؐ کوئی امتحان نہیں

نتیجہ نکلے گا میثاقِ عشق کا اک روز
یقیں کے رستے میں حائل کوئی گمان نہیں

آس کا جنگل

اک آس کے جنگل میں کھو کر
میں اپنا آپ گنوا بیٹھی
رخ موڑا سُکھ کی چھایا نے
نت جوت غموں کی جگا بیٹھی

اس جگ سے پریت لگا بیٹھی
میں کیسا دھوکا کھا بیٹھی
میں کاہے پیت لگا بیٹھی
تاریک تھا آسوں کا جنگل
منزل کی راہ بھلا بیٹھی
اک پیار کا دیپ جلا کر میں
اب سارے دیپ بجھا بیٹھی
میں کاہے روگ لگا بیٹھی
میں کاہے دھوکا کھا بیٹھی
میں کاہے پیت لگا بیٹھی
میں بے بس ہوں من بے قابو

ان نینوں میں تھا کیا جادو
بِن سوچ بن سمجھے آلی
میں اپنا اس کو بنا بیٹھی
تن من کی سُدھ بِسرا بیٹھی
میں کاہے دھوکا کھا بیٹھی
میں کاہے پیت لگا بیٹھی

مقصد پانے کی جلدی میں
میں ریت پہ نقش بنا بیٹھی
بن سوچے سمجھے منزل کی
سب رستے آپ مٹا بیٹھی
اس جگ سے پریت بڑھا بیٹھی
میں کاہے دھوکا کھا بیٹھی
میں کاہے پیت لگا بیٹھی

یادوں میں اس کی کھو گئی
چُپکے سے اس کی ہو گئی میں
میں آ کر اس کی باتوں میں
سُکھ اور چین گنوا بیٹھی

میں دل میں پریت بسا بیٹھی
میں کاہے دھوکا کھا بیٹھی
میں کاہے پیت لگا بیٹھی

من اندر بیٹھا پی میرا
رٹ پی پی کی میں لگا بیٹھی
من کا دروازہ بند کر کے
میں کاہے پی کو بھلا بیٹھی
انجان تھی دھوکا کھا بیٹھی
میں کاہے روگ لگا بیٹھی
میں کاہے پیت بڑھا بیٹھی

من کا دروازہ کھول پیا
تو اندر میرے بول پیا
سنگ ہے تیرا انمول پیا
اب بول پیا اب بول پیا
من کا دروازہ کھول پیا
سب رشتے ناطے توڑ چکی
میں دنیا سے منہ موڑ چکی

اب تیرے دوارے آ بیٹھی
اس جگ سے پریت ہٹا بیٹھی
انجان تھی دھوکا کھا بیٹھی
اب جگ سے پریت ہٹا بیٹھی
اب تیرے دوارے آ بیٹھی
مُکھ اب تو اپنا کھول پیا
نہ عمل کو میرے تول پیا
دکھ جیون میں نہ گھول پیا
اب بول پیا اب بول پیا

میں تیرے دوارے آ بیٹھی
اس جگ سے پریت بنا بیٹھی
نادان تھی دھوکا کھا بیٹھی
اب جگ سے پریت ہٹا بیٹھی

مُکھ اب تو اپنا کھول پیا
اب بول پیا اب بول پیا

کربلا کے نام

جب ایک مرکز و محوّر کو ماننے والے
حصارِ ذات میں محصور ہو گئے سارے
وہ چلچلاتی ہوئی دوپہر فرات کے پار
شب ِسیہ میں کوئی کارواں اترتا تھا
نہ منزلوں کے نشاں کوئی پاسبان نہ تھے
سروں پہ قافلوں والوں کے سائبان نہ تھے
فضا میں سارے پرندوں نے سانس روکی تھی
خموش آنکھوں سے تھے التجا کناں سارے
ہمیں بھی اپنے پروں کو بکھیر لینے دو
بدلتی رُت میں ہوائیں بکھیر لینے دو
تھے حکمِ ربّی کے واں منتظر فرشتے بھی
پروں کو اپنے جو پھیلاتے سائباں بنتے

اُمنڈتی موت کے رستے میں آسماں بنتے
تھا کون روکے جو منہ زور وقت کی ٹاپیں
فگار ہتی رہیں کربلا کی سب راتیں
تھے سر بریدہ کئی جسم بے کفن لاشے
اُگل رہی تھی زمیں آگ آسماں چُپ تھا
غسیل خوں جو ہوئی کربلا جہاں چُپ تھا
شہید ہونے کو آئے تھے صاحبانِ سجود
کہ سب گمان سے نکلیں یقیں رہے موجود
شہادتوں پہ کمر بستہ سب رہے مسجود
سکوتِ مرگِ مسلسل فضا پہ طاری تھا
لبوں پہ سب کے محمدؐ کا کلمہ جاری تھا

فغاں سے شق ہوئے سینے پہ لب رہے خاموش
ردائیں چھن گئیں ایسا بھی مرحلہ آیا
عجیب وقت میں کیسا یہ حوصلہ پایا
بساطِ جان کو سپردِ فرات کر ڈالا
یزیدوں کو شہادت سے مات کر ڈالا



ہر ایک منظر وہ کربلا کا مری نگاہوں میں گھومتا ہے
وہ چیختا بلبلاتا ماضی مرے حواسوں پہ چھا گیا ہے

بجھا دو سارے چراغ اب تم پلٹ کے اپنے گھروں کو جاؤ
یوں سوئے مقتل سے الوداع بھی علیؓ کا بیٹا ہی کر رہا ہے

نہ ایسا دنیا میں صبر دیکھا نہ آن دیکھی نا شان دیکھی
ہر ایک سر بس تری رضا پر زمیں پہ مسجود ہو گیا ہے

فضا معطر ہے آگ و خوں سے ردائیں سر سے اتر گئی ہیں
یہ قافلہ آلِ مصطفیٰؐ کا تو آگے آگے ہی بڑھ رہا ہے

نہ موت سے کوئی ڈر ہے ان کو ہر ایک سینہ سپر ہوا ہے
وہ فاطمہؓ کے جگر کا ٹکڑا شہادتوں کا امیں بنا ہے

لو دیکھو ابنِ علیؓ کی جرأت لڑا ہے لیکن جھکا نہیں ہے
یوں سوئے مقتل حسین سب کو خود اپنے ہاتھوں سے بھیجتا ہے

ہر اک کو بھیجا مقابلے پر وہ بن کے نگراں کھڑا ہوا تھا
جو سب کا سردار تھا جہاں میں خود ہی سرِ دار چل پڑا ہے

بتاؤ پیاسو یہ پیاس کیسی جو آج تک بھی بجھی نہیں ہے
یہ میری آنکھوں سے بہتا پانی فرات میں کیوں نہ جا ملا ہے



بھلا کے ذات کو اپنی ہم گنوا رہے ہیں یہاں
اور جان بوجھ کر دھوکا بھی کھا رہے ہیں یہاں

کسی پہ کیا ہے گزرتی کسی کو کیا معلوم
حقیقتوں سے نظر سب چرا رہے ہیں یہاں

زمیں پہ رہ کے بھی وہ آسمان جیسے ہیں
یہ لعل گدڑی میں خود کو چھپا رہے ہیں یہاں

سب عیب اپنی نظر میں سمیٹے بیٹھے ہیں
عیاں جو سب پہ ہے اس کو دبا رہے ہیں یہاں

سمجھ رہے ہیں اُسے اپنا جو نہیں اپنا
جو آگے بھیجنا ہے وہ بچا رہے یہاں

کیا ہے عشق تو اس عشق کو سنبھال کے رکھ
ملا ہے درد تو اس درد کو تو پال کے رکھ

جو تیرے دل میں ہوا نور کا دیا روشن
شبِ فِراق کو اس نور سے اجال کے رکھ

فقیر ہے یا قلندر یا وقت ہے ولی
ہو محوِ رقص ذرا اک دھمال ڈال کے رکھ



یہ کس نے مری روح کو گھنگرو پہنا دیے
سارا وجود ہو گیا محو دھمال یار



الف بھی تیرا ہے اور لام میم بھی تیرا
اٹھے نہ راز سے پردہ خیال میں نے کیا

نکالا تونے یہاں سے ذرا سی لغزش پر
بچھڑ کے تجھ سے سوالِ وصال میں نے کیا

مری اکائی بھی تو ہے مرا سمندر بھی
مٹا کے خود کو تجھے بے مثال میں نے کیا



اپنی تلاش کرتے زمانہ گزر گیا
میں کون ہوں میں کس لئے دنیا میں آ گئی

مجھ کو شعورِ ذات نے حیران کر دیا
دوڑا رہا ہے مجھ کو میرا ذوقِ آگہی

تو نے تو اپنے نور سے ہم کو جدا کیا
نکلی جو روح جسم سے تجھ میں سما گئی



زندگی میں کب تسلسل کو روا رکھا گیا
قربتوں میں دوریوں کا سانحہ رکھا گیا

خود جلائی جوت میرے دل میں اپنی دید کی
کیوں رخِ جلوہ نما پھر کم نما رکھا گیا

اے خدا تیری محبت کا عجب انداز ہے
بخش کر دنیا مجھے خود سے جدا رکھا گیا

حد رہے قائم حقیقت اور گماں میں اس لیے
تیرے میرے درمیاں اک فاصلہ رکھا گیا



تجھے اپنے وجودِ ذات کا عرفاں نہیں شاید
خودی کا سرمدی پیغام دنیا کو سنانا ہے

نہ آنے پائے تیرے پائے استقلال میں لغزش
ہے تو فولاد کی دیوار دنیا کو دکھانا ہے

ترا کردار یوں قرآن کے سانچے میں ڈھل جائے
تصنع سے بھری دنیا حقیقت میں بدل جائے



مرے ذہن کا مری سوچ کا
جدا راستہ تھا بنا ہوا

کسی بات کا نہ خیال تھا
کہ نظر میں تیرا جمال تھا

ترا قرب ہستیء نارسا
ابھی ڈھونڈتی ہے مرے خدا

میں تو اپنے آپ سے ہوں جدا
مجھے ڈھونڈنا ہے ترا پتا

مرے چارہ گر، مرے ناخدا
سنی کیوں گئی نہ مری دعا

مری تجھ سے ہے یہی التجا
مجھے اپنے آپ سے دے ملا



مجھ راہیء گمراہ کو منزل کا پتا دو
یا راہ میں جینے کا ہنر مجھ کو سکھا دو

پرواز کو بے تاب ہیں پھر پر مرے کتنے
اڑنے کے لیے مجھ کو مدینے کی فضا دو

ملتے ہی اشارا کوئی منجدھار سے نکلے
کشتی مری کاغذ کی سہی پار لگا دو

ہم رختِ سفر باندھ کے تیار کھڑے ہیں
حائل ہے جو رستے میں وہ دیوار گرا دو



زیست کو ایک نیا انداز دیا ہے میں نے
میں نے ہر شام نئی صبح کا چہرا دیکھا

روک سکتا ہے میری سوچ کی پرواز کو کون
وقت کے لمحوں کو تو نے کبھی ٹھہرا دیکھا

وقت کے ساتھ قدم میرے بڑھے ہیں ہر دم
ہر قدم نے کبھی دریا کبھی صحرا دیکھا

یہی اقوام نظر آتی ہیں اب بھی محکوم
اپنی تہذیب سے جن جن کو معرا دیکھا

لبِ ساحل ہی تو ڈوبا تھا سفینہ اپنا
پانی ساحل کے قریں اتنا بھی گہرا دیکھا

سر پر باندھے جو کفن حق کے لیے لڑتے ہیں
انہی افراد نے ہے فتح کا سہرا دیکھا

نور ہی نور ہوا جاتا ہے تھا جن کے آگے
گردشِ دہر نے ایسا کبھی چہرہ دیکھا

کیوں زلیخا ہوئی بے تاب ہو کر آئے یوسفؑ
عشق کا حسن پہ تو نے کبھی پہرہ دیکھا

نور ہی نور تھا سجدے میں گرے ارض وسما
پھر کسی شام نے ایسا نہ سویرا دیکھا



کرم یہ رحمت ربّ الآنام کر دینا
عطائے جلوۂ دارالسّلام کر دینا

پیام اذنِ حضوری مجھے ملے جس دم
زباں پہ جاری محمدؐ کا نام کر دینا

نہ لوں میں دولتِ کونین آپؐ کے بدلے
تو روزِ حشر، شفاعت امام کر دینا

ترس رہی ہوں میں انوارِ صُبحِ رحمت کو
ورودِ نورِ سحر میرے نام کر دینا

زمینِ کعبہ و بطحا پہ کرسکوں سجدے
نگاہِ لُطف سے یہ انتظام کر دینا

طوافِ روضۂ اقدس ہو میری قسمت میں
تو ایک صبح کی ایسی بھی شام کر دینا

نصیب تیرے ہیں مجھ سے بلند بادِ صبا!
درود پڑھ کے مرا بھی سلام کر دینا

ترے لئے کوئی مشکل نہیں مرے مولا!
سرورِ کیفِ حضوری دوام کر دینا

تمام عمر فقط مدحتِ رسولؐ کروں
عطا مقام یہ ربّ الآنام کر دینا



حضوری کا بہانہ چاہتے ہیں
درِ طیبہ پہ آنا چاہتے ہیں

سوالی کو بھلا کیا کیا ملے گا
مقدر آزمانا چاہتے ہیں

طلب اب دید کی بڑھنے لگی ہے
گرا پردہ اُٹھانا چاہتے ہیں

حطیم و ملتزم میں گڑگڑا کر
خطائیں بخشوانا چاہتے ہیں

نبیؐ کے عشق میں ہم مست ہو کر
جنوں اپنا بڑھانا چاہتے ہیں

صحابی ہم بھی ہوں صلّٰی علیٰ کے
پرانا وہ زمانہ چاہتے ہیں

موذن ہر طرف میرے ہوا ہو
وہ در وہ آستانہ چاہتے ہیں



یہ تیری ہستی تو بے کراں ہے
نہ خود کبھی اس کو پا سکیں گے

جو ہفت افلاک راہ میں ہیں
نہ اُڑ کے بھی تجھ تک آ سکیں گے

پرے افق کے ہے کیسی وادی
خیال تک بھی نہ لا سکیں گے

یہ راز تو راز ہی رہے گا
یہ راز ہرگز نہ پا سکیں گے

یقیں نہیں ہے، گماں نہیں ہے
کہاں ہے تو اور کہاں نہیں ہے



تیرے کوچے کی جانب کیا جب سفر
اجنبی کب لگی ہے کوئی رہ گذر

خالی کاسہ لیے میں کھڑی کب سے ہوں
مجھ پہ بھی اِک نظر اے میرے چارہ گرؐ

بند چوکھٹ پہ نظریں جمائے ہوئے
دید کی منتظر کب کُھلے گا یہ در

ہوش گم ہو گئے یاد کچھ نہ رہا
سبز گنبد پہ میری پڑی جب نظر

جادہ عرفان کا جلد کرلوں گی طے
آپؐ رہبر مرے آپؐ میرے خضر

مستجاب ہوگئی تیری ہر اک دعا
یہ ندا آ گئی اب نہیں کوئی ڈر



مہ و خورشید نہ تاروں سا مقدر مانگوں
کعبہ و بختِ حرم اور ترا در مانگوں

تشنگی دید کی بڑھتی ہی چلی جاتی ہے
تیری رحمت سے مزّین میں سمندر مانگوں

نارسائی کے مقدر میں رسائی لکھ دے
ذوق پروازِ جنوں اور فزوں تر مانگوں

عشق بے تاب جنوں خیز ہوا جاتا ہے
جذبہء شوقِ حضوری میں برابر مانگوں

روح میری ترے جلوؤں کی ازل سے پیاسی
میں تو اے شہرِ مدینہ ترے منظر مانگوں

اب تو شہنازؔ کے سجدوں کی بدل دے قسمت
سر جھکانے کیلئے آج ترا در مانگوں



طلسمِ جہل پھیلا دہر میں پھر تیرگی چھائی
ہوئی پھر قوم نابینا جسے بخشی تھی بینائی

ترے نقشِ کفِ پا کو بھلایا جب سے امت نے
شعورِ آدمیت کھو گیا کیسی گھڑی آئی

طلب دیدارِ کعبہ کی کبھی مٹنے نہیں پائی
مجھے بے چین رکھتا ہے مرا شوقِ جبیں سائی

بھڑکتی لو محبت کی بجھانا ہے بہت مشکل
چراغِ جاں نے انوارِ محمدؐ سے جِلا پائی

حرام اس پر ہوئی نارِ جہنم جس مسلماں نے
پڑھا قرآن اور تفسیر سے رکھی شناسائی



کیوں کوچہء جاناں سے اشارہ نہیں جاتا
مجھ کو درِ کعبہ سے پکارا نہیں جاتا

ہوں گوش بر آواز ملے اذنِ حضوری
دکھ دوری ء بطحا میں ہمارا نہیں جاتا

قطعات



دل کی کالک چھپ سکتی ہے
منہ کی کالک چھپ نہ پائے
منہ کی کالک دھل سکتی ہے
دل کی کالک دھل نہ پائے



دیکھ رہی ہوں آج میں ہر سو
دو دو چہرے والے لوگ
من کے میلے تن کے اجلے
اندھے بہرے کالے لوگ

کافر کو ہو کفر مبارک
دینِ مومن باقی ہے
عاشق کو تو عشق کا صاحب
اک ذرہ ہی کافی ہے

☆

یقین لے کر چلا ہے مجھے سوئے منزل
گماں رستہ پرانا ہو گیا ہے
کسی بھی روپ میں پھر سامنے آ
تجھے دیکھے زمانہ ہو گیا ہے

☆

وہ اسم پاک جب سے سنائی دیا مجھے
پھر اس کے بعد کچھ نہ دکھائی دیا مجھے
رقصاں تھی میرے سامنے منزل جو عشق کی
رستہ نہ کوئی اور سجھائی دیا مجھے

☆

میں خود میں ڈوبتی ہی جا رہی ہوں
کوئی بتلاؤ یہ کیا ہو گیا ہے
بہت مدت میں کچھ میں نے سنا ہے
سماعت پر نشہ سا چھا گیا ہے

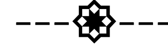
☆

اب یہ زنجیرِ پا کرلے گی کیا
جب سفر کا ہے اہتمام کیا
جس نے اوڑھی ردا تقدس کی
سر جھکے سب نے احترام کیا

☆

روزِ الست کس لئے وعدہ کیا گیا
اور آج اپنی ذات کی خاطر بھلا دیا
اک جیسی روحیں آسماں پہ ایک ہو گئیں
دنیا میں آ کے کیسا تماشہ بنا دیا

فردیات



اور اکثر دوستی کی آڑ میں ایسا ہوا
ہم دعا دیتے رہے اور وہ دغا دیتے رہے



حق جب تک یاں پر باقی ہے
وہ راضی ہے وہ راضی ہے



مے عشق کی تھوڑی سی ہمیں بھی عطا کریں
ہے کیف بہت کیسے نہ ان کی ثنا کریں



عشق میں ہجر کی حقیقت سے مجھے معلوم ہوئی
تو ہے ہرجائی تو ہر جا پہ نظر آتا ہے



وہ کیف وہ سرور اتر آیا ہے اندر
بے سدھ پڑی ہوں دیکھوں بھلا کیسے میں باہر

مریضِ عشق تو مجنوں ہے کیا خبر اس کو
کہ اس کو عشق ہے جس سے طبیب بھی وہ ہے



ہوئے ہیں عشقِ سمندر میں غوطہ زن ایسے
نہیں یہ علم وہ کب ملا، ملا کیسے



کوئی تو زندگی کے رنگ دے دے
بچے تصویر بن گئے کیسے



خالی کشکول لئے در پہ چلی آئی ہوں
جانے کیا کیا مجھے کشکول میں بھر دے گا



کافی ہے اپنے واسطے چاہت حضورؐ کی
لکھ دے نصیب میں تو شفاعت حضورؐ کی



تو اپنے نور سے آنکھوں کو منور کر دے
جو لکھے نام ترا ایسا سخنور کر دے

روح سے روح میں اتر کر ہی سمایا جائے
اور یہ راز کسی کو نہ بتایا جائے

☆

میں ہوں اک ذرۂ ناتواں
مجھے بس تو اوجِ کمال دے

☆

لگتے ہیں یوں تو خواب ہمیشہ بہت اچھے
پر خوابوں کے پیچھے کبھی بھاگا نہیں کرتے

☆

گلہ لوگوں سے اتنا مت کرو تم
خود اپنے آپ کو مصروف کردو

☆

طور اور تجلی میں دوستی تو ہوتی ہے
کون کتنا جلتا ہے یہ پتہ نہیں ہوتا

☆

اتنا کرم کہ آپؐ نے در پہ بلا لیا
نعلین چومنے کا مجھے حوصلہ تو دیں

سمجھ آئے بتاؤ اب کہاں سے
نکل آئے ہیں ہر اک گماں سے

☆

جھکا کہ رکھتی ہوں آنکھیں بڑی محبت سے
مکیں جب سے ہوا دل میں لامکاں کا عکس

☆

سمجھ جاؤ حقیقی عشق تو ناکامیاں کیسی
چلو گے جادۂ عرفاں پہ تو کٹھنائیاں کیسی

☆

آگہی عشق علم ساتھ ہو تو
پھر وہ ہوتا ہے کچھ نہیں ہوتا

☆

تو بات اس سے کیا کرا رے او دیوانی
جو تیری سوچ کا تجھ کو جواب دیتا ہے

☆

ہم کو تلاشِ یار نے بیگانہ کر دیا
کچھ ہم بھی کھو گئے کبھی اس کا پتہ نہیں

عشق سودائی ہے ہر سو ترا جلوہ دیکھے
اور نہ ملنے پر وہ اپنا تماشہ دیکھے



مٹ جائے گناہوں کا تصور ہی جہاں سے
گر ہو یقین دل میں خدا دیکھ رہا ہے



مجھے تو نور سے اپنے عطا وہ کر ٹھنڈک
تپش ہے جن میں انہیں بھی سکون مل جائے



اپنی ہی نفی کرنے میں نقصان نہیں ہے
بندے کے لئے بندگی آسان نہیں ہے



وہ جلتی دھوپ میں اک سائبان جیسی تھی
خدا کا نور تھی اک آسمان جیسی تھی



دعا نے ماں کی مجھے یہ مقام بخشا ہے
دکھا کے عشق کا رستہ دوام بخشا ہے

جو یہاں ہے وہ سب فنا ہو جائے گا
باقی بس میرا خدا رہ جائے گا



وہ جب اندر آ جاتا ہے
جگ سے پریت ہٹا جاتا ہے



کر لیا جب سے ع ش اور ق
میں کو اور تو کو ہے مٹا ڈالا



مجھ کو زمیں پہ بھیج کر خود سے کیا جدا
عاشق کو اس کے عشق کی کیسی سزا ملی



سرکارؐ کے در پر آ پہنچے
امید ہر اک بر آئے گی



سرکارؐ کے در پر آ پہنچے
امید ہر اک بر آئے گی

کرتی ہوں پیار اتنا محمدؐ کی ذات سے
ہیں یار علیؓ ان پہ بھی یہ جان نثار ہے



جسے انساں ہر سو ڈھونڈتا ہے
وہ خوں بن کر رگوں میں دوڑتا ہے



فضاء میں چار سو پھیلی ہے خوشبو
ہوا کے ہاتھ میں اب تو فیصلہ ہے



وفورِ وجد نے بے حال کر دیا شہنازؔ
اب آنکھ ایسی لگی کے کہ کھل نہیں پاتی



یار دیکھا ہے جا بجا دیکھا
کیسے بتلائیں کیا نہیں دیکھا



بس میں اپنے نہیں ہے بات کوئی
اس نے بس بات بنا رکھی ہے

اس عاشقی میں کیسی فقیری ملی مجھے
اک دردِ نہاں وہ بھی کسی کا دیا ہوا



نفی اپنی ذات کی اپنی جس نے بھی کی
اسے دین دنیا کی حکمت ملی



صل علیٰ کے ساتھ جو رہتے ہیں سب فقیر
ان کا کہا ہی دنیا میں کہتے ہیں سب فقیر



کیوں ہوش میں آنے کے لیے کہہ رہے ہیں آپ
جو ہے سرور اسکا وہ دئے پائیں گے جناب



عشقِ محمدیؐ ہمیں کیا کیا سکھا گیا
شعلہ جلا کے نور کا عاشق بنا گیا



عجب ہے کیفیت کہ عشق کی تفسیر ہے مشکل
کبھی اس کو چھپاتے ہیں کبھی اس کو دکھاتے ہیں

اللہ ممتا اللہ پیار
ہم عاشق وہ اپنا یار



ہمارے دل میں اُمیدِ خیال باقی ہے
شب فِراق ہے صبحِ وصال باقی ہے



دل میں ہے جو بھی کھوٹ اسے بھی نکال دے
یارب تو اپنے نور سے اس کو اجال دے



کوچہء عشق سے پہنچے ہیں سلامت لیکن
کب کہاں کیسے چلے آئے ہیں دل جانتا ہے



منصور نکل آئے جو سڑکوں پہ تو سن لو
الفت کے تماشے کو نہیں دیکھ سکو گئے



بنا کے گردِشِ دوراں جو انتہا کی تھی
مرے خدا نے محبت کی ابتدا کی تھی

نورِ کل

(گل رنگ مجموعہء عقیدت)

شہناز مزمل



فہرست

اذنِ کلام

خوشبوؤں کے پیرہن میں خوبصورت رات تھی
نور کی برسات میں وہ نور کی سوغات تھی
نور کے ہالے میں پنہاں آپؐ ہی کی ذات تھی
نور کے پیکر نے مجھ سے بات کی وہ نعتؐ تھی

اور جب اِذنِ نعت عطا ہوا تو سوچ میں ڈوب گئی

ذہن دریچے کھول کے بیٹھی
ہاتھ پہ رکھے ہاتھ
کیسے لکھوں نعت
بھیگا چہرہ بھیگی پلکیں
بھیگ رہی ہے رات
کیسے لکھوں نعت
چشم بینا نور بصیرت
کوئی نہ دے گا ساتھ

کیسے لکھوں نعت
دل پہ جو اترے اسمِ محمدؐ
پھر ہی بنے گی بات

اور پھر بات بن گئی رمضان المبارک کا آغاز ہوا۔ بوجہ بیماری ڈاکٹر نے روزے رکھنے سے منع کیا۔ دل تڑپ گیا۔اعتکاف کی سعادت سے بھی محروم ہوگئی۔ بارگاہِ ربّ العزت میں دعا کی کہ روزوں کے بدلے نعتیں عطا فرما۔ربّ العزت نے میری دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور ہر روز ایک نعتِ مبارکؐ تحفے میں ملتی رہی۔اس سے قبل کچھ نعتیں عطا ہوئی تھیں جس سے نعتیہ مجموعہ ترتیب دیا۔

اس مجموعے کی آخری نعت ایک سال قبل رمضان المبارک میں اعتکاف کے دوران عطا ہوئی اس میں میری سب کتابوں کے نام ہیں بعد میں شائع ہونے والی کتب کے لئے نعتیہ اشعار بعد میں ہوتے رہے۔میں اللہ تعالیٰ کی اس محبت پر سجدہ ریز رہتی ہوں کہ وہ مالک فضل و کرم کی بارش کرتا رہتا ہے۔میں اُس کی رحمتوں میں بھیگ کر چشم پُرنم کے ساتھ یہ تحفہ جو منجانب اللہ تعالیٰ ہے عقیدتوں اور محبتوں کے ساتھ آپ کی نذر کر رہی ہوں اُمید کرتی ہوں کہ ابوابِ رحمت یونہی کھلے رہیں گے۔خزانے ملتے رہیں گے اور میں گوہرِ نایاب سمیٹ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی رہوں گی۔

دعاؤں میں یاد رکھیئے گا۔

ڈاکٹر شہناز مزملؔ
چیئر پرسن ادب سرائے
125 ایف ماڈل ٹاؤن لاہور

اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذہن دریچے کھول کے بیٹھی
ہاتھ پہ رکھے ہاتھ
کیسے لکھوں نعت
بھیگا چہرہ بھیگی پلکیں
بھیگ رہی ہے رات
چشمِ بینا نور بصیرت
کوئی نہ دے گا ساتھ
دل پہ جو اترے اسمِ محمدؐ
پھر ہی بنے گی بات

لوحِ بصارت

وہ منظر نقش ہے اب تک
مری لوحِ بصارت پر
دبی سب حسرتیں سب خواہشیں
سب خواب پورے تھے
نگہ کے سامنے وہ تھا
کہ جس کی آرزو کی تھی
مرے یزداں نے میرے جذب کی تکمیل کر دی تھی!



ابتدا و انتہا صلِ علیٰ صلِ علیٰ
مصطفیؐ و مرتضیؑ صلِ علیٰ صلِ علیٰ

خود خدا کہتا ہے یہ صلِ علیٰ صلِ علیٰ
سب کہیں یہ برملا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

خیر اُس کے واسطے مانگے ہے ہر دنیا کی شے
جو بھی دیتا ہے صدا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

آپ نے کی تھی امامت جب شبِ معراج میں
سارے نبیوں نے کہا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

آپ کے پاءِ مبارک جب زمیں پر آئے تھے
کنکروں نے بھی پڑھا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

میرے آقاؐ نے مجھے بخشی تھی خود اپنی ردا
میرے منہ سے جب سنا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

مجھ کو روضے پر اگر بلوائیں گے آقاؐ مرے
ہو گا چاہت کا صلہ صلِ علیٰ صلِ علیٰ

میرے دل کی دھڑکنوں میں بس رہے ہیں آپؐ ہی
دل سے آئی ہے صدا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

عشق میں اُن کے دوانی ہو کے اب شہنازؔ بھی
ورد کرتی ہے سدا صلِ علیٰ صلِ علیٰ

یکم رمضان المبارک 2008ء

نور ہی نور چار سو پایا
خود کو ہر لمحے باوضو پایا

دیکھئے میری خوبیِ قسمت
ان کو ہی اپنے روبرو پایا

اس منزّہ فضا میں رہ کر ہی
میری بھی فکر نے نمو پایا

تشنگی اور بھی بڑھی میری
جب بھی زم زم کا اک سبو پایا

پھر کہاں آنکھ سے تھمے آنسو
سامنے اُن کو ہوبہو پایا

نام جب بھی لیا محمدؐ کا
خود کو ہر جا پہ سرخرو پایا

2 رمضان المبارک 2008ء

جانتا کوئی نہ تھا کیا ہے مقامِ کبریا
منکشف تو نے کیا سب کچھ مرے عقدہ کشا

حق کی خاطر ہر اذیت ہنس کے وہ سہتے رہے
پھر زمانہ ہو گیا رطب اللسانِ مصطفیٰؐ

ایک مدت سے تلاشِ یار میں ہیں دربدر
ہفت خواں کیسے کریں طے اے ہمارے رہنماؐ

جھولی پھیلائے کھڑی ہوں روضۂ اقدس پہ میں
فخر ہے مجھ کو کہ ہوں صلِّ علیٰ کی میں گدا

یہ مری توقیر ہے کہ چھو لیئے ہیں نقشِ پا
فیض جو مجھ کو ملا وہ آپؐ ہی کی ہے عطا

پھر مدینے بُلا شہنازؔ کی ہے یہ دعا
دل سے آتی ہے صدا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

3 رمضان المبارک 2008ء

ان ظلمتوں میں مطلعِ انوار آپؐ ہیں
علم و سلامتی کے علمدار آپؐ ہیں

توحیدِ کبریا کو بیاں آپؐ نے کیا
انسانیت کے مونس و غمخوار آپؐ ہیں

اُترا ہے آسماں سے صحیفہ بھی آپؐ پر
کون و مکاں میں صاحبِ اسرار آپؐ ہیں

اُمیؐ نے اس جہاں کو دیا عقل اور شعور
دانشوروں کے قافلہ سالار آپؐ ہیں

کاش مکّے کا میں وہ گھر ہوتی
ساتھ اُنؐ کے گذر بسر ہوتی

پھر گذر جاتے یونہی روز و شب
ساتھ ہی آپؐ کے سحر ہوتی

اپنی آنکھوں سے دیکھتی سب کچھ
ہر گھڑی آپؐ پر نظر ہوتی

سامنے میرے جبرائیلؑ آتے
ہر وحی کی مجھے خبر ہوتی

تھکنے دیتی کبھی نہ آپؐ کو میں
رات سجدوں میں جب بسر ہوتی

جوتیاں گانٹھتے تھے ہاتھوں سے
اُنؐ کے ہاتھوں کا میں ہنر ہوتی

4 رمضان المبارک 2008ء

سنگ سنگ اُنؐ کے میں اگر چلتی
پھر کبھی بھی میں نہ دربدر ہوتی

مجھ پہ رکھ کر قدم بڑھاتے آپؐ
کاش ایسی میں رہ گزر ہوتی

کاش ایسا زمانہ مل جاتا
آپؐ کے ساتھ عمر بھر ہوتی

ساتھ ساتھ آپؐ کے جو کٹ جاتی
زندگی کتنی بے ضرر ہوتی

کاش ہوتی غلام آقاؐ کی
سب غلاموں میں تاجور ہوتی

آپؐ کے بعد ایسا ہو جاتا
کاش روضے کا اُنؐ کے در ہوتی

اُنؐ کے قدموں کی خاک بن جاتی
پھر تو شہناز اک گہر ہوتی

5 رمضان المبارک 2008ء

قدموں کے اُنؐ کی دھول ہوں
میں عاشقِ رسولؐ ہوں

مجھ کو ملے ہیں نقشِ پا
میں کس لیے ملول ہوں

روضے کو جا کے چوم لوں
اک اَدھ کھلا سا پھول ہوں

دیدار اُنؐ کا ہو گا کب
دیوانیء بتولؓ ہوں

جیسی بھی ہوں میں جو بھی ہوں
کیا آپؐ کو قبول ہوں

6 رمضان المبارک 2008ء

ہے نور سے بنا ہوا چہرہ حضورؐ کا
دیکھا نہیں کسی نے بھی سایہ حضورؐ کا

کام آ ہی گیا آپؐ کی اُمت کے واسطے
شب کے طویل سجدوں میں رونا حضورؐ کا

سب کچھ سمجھ کے پھر بھی نہ سمجھے تو اور بات
دنیا میں سب سے اعلیٰ ہے رتبہ حضورؐ کا

عشقِ علیؓ مثال ہے آقاؐ سے عشق کی
یاد آ رہا ہے مکّے سے جانا حضورؐ کا

مشکل پھر اُس کے واسطے مشکل نہیں رہی
جس نے کبھی بھی نام پکارا حضورؐ کا

بے چین کر دیا ہے اسے شوقِ دید نے
شہنازؔ کو دکھا دے سراپا حضورؐ کا

7 رمضان المبارک2008ء

جب بھی لکھوں میں اپنے محمدؐ کا نام
اُنؐ پر بھیجوں میں لاکھوں درود وسلام

کہتے کہتے تھکی کب میں صلِّ علیٰ
دل نے ان کو پکارا یونہی صبح وشام

کوئی بھی درمیاں میں نہ حائل ہوا
جب خدا سے ہوئے مصطفیٰؐ ہم کلام

آپ نورِ خدا مصطفیٰؐ مجتبیٰؐ
اُن کے نقشِ کفِ پا پہ چلنا مدام

فاطمہ سیدہؓ نورِ عینِ نبیؐ
آپ پر ہوگئیں رحمتیں سب تمام

ذکر کے اُن سے ملتا ہے کتنا سکوں
اُن کی محفل کا مل کر کریں اہتمام

8 رمضان المبارک2008ء

اُن ظلمتوں میں صبح کو آتا ضرور تھا
اُس تیرگی میں نورِ نبیؐ کا ظہور تھا

تھے جان بوجھ کر سبھی اُمّی بنے ہوئے
بے شک ہر آدمی کو میسر شعور تھا

پہچان کر بھی اُن کو وہ پہچان کب سکے
بھیجا بنا کے جس کو نبیؐ رشکِ طور تھا

اُسؐ بوریا نشین کے سجدے طویل تھے
اللہ کے قرب میں اُسے ملتا سرور تھا

ہر لحظہ شکر کرتی تھی طیبہ کی سرزمین
غارِ حرا کو اپنے مکیں پر غرور تھا

9 رمضان المبارک 2008ء

ابتداء انتہاء ہیں رحمت اللعالمینؐ
مظہرِ نورِ خدا ہیں رحمت اللعالمینؐ

راہنمائی کے لئے بھیجی گئی اُنؐ پر وحی
راہنماؤ! رہنما ہیں رحمت اللعالمینؐ

کس قدر نازاں ہے اُنؐ پر خالقِ کون و مکاں
اپنے خالق کی ثناء ہیں رحمت اللعالمینؐ

اپنے رب کے عشق میں ہیں مبتلا صلی علیٰ
اور محبوبِ خدا ہیں رحمت اللعالمینؐ

مصطفیؐ کے سلسلے انوار کے ہیں چار سو
کب جمالِ کم نما ہیں رحمت اللعالمینؐ

گردش دوراں بھی اُنؐ کی شان میں ہے مدح خواں
سب کے ہی صلی علیٰ ہیں رحمت اللعالمینؐ

10 رمضان المبارک 2008ء

ہر سانس لاالٰہ کی مجھ کو گواہی دے
دھڑکن میں دل کی مجھ کو محمدؐ سنائی دے

صدقے میں مصطفیؐ کے تو اُمّت کو بخش دے
میری دعا کو عرش تلک تو رسائی دے

دشمن نے چاروں سمت سے گھیرا ہے ہم کو آج
یارب ہمیں تو ہمت خیبر کشائی دے

بس ایک لمحے کیلئے دیدار اُنؐ کا ہو
مجھ کو تو ایک لمحے کی مولا خدائی دے

صلی علیٰ کے ساتھ ہو شہنازؔ ہو گھڑی
جھانکے جو اپنے دل میں تو وہؐ ہی دکھائی دے

11 رمضان المبارک 2008ء

قسمت میں میری ہو کبھی دیدارِ محمدؐ
دیکھوں کھلی میں آنکھوں سے انوارِ محمدؐ

جی چاہتا ہے اپنی جبیں کو میں چوم لوں
سجدے کو مل گیا اسے دربارِ محمدؐ

کوئی بھی انؐ کا ثانی نہیں اس جہان میں
ہے اک مثال اسوۂ کردارِ محمدؐ

سب اولیاء و صوفیا ہیں محوِ جستجو
اُن پر بھی کھل نہ پائے ہیں اسرارِ محمدؐ

ہے چشمِ بینا گر تو نظر آئیں گے تمہیں
طیبہ کے ذرے ذرے میں آثارِ محمدؐ

12 رمضان المبارک 2008ء

اِس دل پہ جب سے اسمِ محمدؐ رقم ہوا
کیف و سرور دونوں جہاں کا بہم ہوا

بے شک قرآن پاک کی تفسیر آپؐ ہیں
سمجھایا سب دلیل سے کتنا کرم ہوا

صد شکر مجھ کو اُس نے مدینہ دِکھا دیا
دیدار اُنؐ کے روضے کا با چشمِ نم ہوا

مجھ کو عطا کیا گیا تحفہ درود کا
مشکل گھڑی میں وہ مرا درمانِ غم ہوا

13 رمضان المبارک 2008ء

مجھ کو قسمت سے ملی اب ہے فراغت آقاؐ
ہر گھڑی نعت کہوں ہے مری چاہت آقاؐ

مجھ کو اب اپنے غلاموں میں ہی شامل کرلیں
ہو گی یہ میرے لئے ایک فضیلت آقاؐ

آپؐ کو بھیج کے دنیا پہ کرم اُس نے کیا
کوئی سمجھا ہی نہیں کیا ہے حقیقت آقاؐ

شوق کم ہوتا نہیں تشنگی مٹتی ہی نہیں
آؤں گی روضے پہ دیں گے جو اجازت آقاؐ

بند آنکھیں جو کروں آپؐ نظر آئیں مجھے
میرے دل میں نہ رہے کوئی بھی حسرت آقاؐ

14 رمضان المبارک 2008ء

ذرا دیکھیے کیسی قسمت ملی
نبیؐ جی کی ہم کو قیادت ملی

انہیںؐ پر ہی قرآن نازل ہوا
انہیںؐ سے ہے اس کی وضاحت ملی

وہ سجدوں میں روتے رہے عمر بھر
تب اُمت کو اُنؐ کی شفاعت ملی

شہنشاہ عالم ہیں اپنے نبیؐ
انبیاءؑ کی اُنہیںؐ ہے امامت ملی

صحابہؓ کریں فخر جتنا ہے کم
محمدؐ کی اُن کو رفاقت ملی

15رمضان المبارک2008ء

ترے نام سے ابتدا کر رہی ہوں
میں عاشق ہوں حمد و ثنا کر رہی ہوں

محمدؐ کے روضے پہ سر کو جھکا کر
میں یزداں سے اپنے دعا کر رہی ہوں

عطا ہو مجھے بھی محمدؐ کا صدقہ
محمدؐ کے در پر صدا کر رہی ہوں

ہوں ہر وقت میں تیری خدمت میں حاضر
میں فرض اپنا آقاؐ ادا کر رہی ہوں

ملے گا تُو مجھ کو یہ کامل یقیں ہے
فنا ہو کے اپنی بقا کر رہی ہوں

17 رمضان المبارک 2008ء

طور میں کب تاب تھی وہ جل کے کالا ہوگیا
روبرو معراج میں وہ کملیؐ والا ہوگیا

نورؐ تھے اور نور ہی کو بانٹنے آئے تھے وہ
نورِ ایماں پھیلا تو یکدم اُجالا ہوگیا

اس سے پہلے مرتبہ ایسا کسی کو کب ملا
تا ابد انسانیت کا وہ حوالہ ہو گیا

ہر کسی کے دل میں گھر کرتے گئے خیر الوریٰؐ
جگ میں پھر خیر الوریٰؐ کا بول بالا ہوگیا

آپؐ کے آنے سے روشن ہو گئے کوہ و دمن
روشنیؐ کا روشنی کے گرد ہالہ ہو گیا

کاش اُن کی خاکِ پا کو چوم سکتے ہم کبھی
جس نے اُنؐ قدموں کو چوما وہ ہمالہ ہوگیا

جب زمین و آسماں پڑھنے لگے صلِ علیٰ
کیف پھر صلِ علیٰ کا بھی دوبالا ہوگیا

18 رمضان المبارک 2008ء

میری چاہت کا مجھے خوب صلہ دیتا ہے
مجھ کو توبہ کے وہ الفاظ سکھا دیتا ہے

میں نے جب مانگا جو مانگا ہے وہی اُس نے دیا
مجھ کو الحمد کے قابل بھی بنا دیتا ہے

بھانپ لیتا ہے مری دید کی خواہش آقا
گھر میں بیٹھے ہوئے دیدار کرا دیتا ہے

میرے دل میں ہیں اُتر آتے مدینہ مکہ
اپنے انوار سے ویرانہ سجا دیتا ہے

مجھ کو بے تاب کیے رکھتے ہیں جلوے اُس کے
راستہ اک نئی منزل کا دکھا دیتا ہے

کبھی ہوتے نہیں رحمت کے خزانے خالی
جانے کیا کیا مجھے ہر بار تھما دیتا ہے

جب پڑھوں صلی علیٰ صلی علیٰ صلی علیٰ
وہ شفاعت کے بھی وعدے کی ندا دیتا ہے

تو نے شہنازؔ کبھی دیکھے عطا کے جلوے
مانگنے والوں کو وہ اور سوا دیتا ہے

19 رمضان المبارک 2008ء

سر میں سودا ہے کہ پھر گنبدِ خضریٰ دیکھوں
اپنے سجدوں کے مقدر میں بھی کعبہ دیکھوں

ہوک سی اُٹھتی ہے اس دلِ بے تاب میں آج
لوٹ کر جاؤں وہاں وادیٔ بطحا دیکھوں

کتنا مشکل ہے وہاں جا کے پلٹ کر آنا
اپنا جانا وہاں اور جا کے پلٹنا دیکھوں

سر جھکانے کو میسّر ہو ریاض الجنّہ
اور تصور میں محمدؐ کا سراپا دیکھوں

ملتزم پر میں کھڑے ہو کے دعائیں مانگوں
آبِ زم زم میں نہاں وسعتِ دریا دیکھوں

کس طرح آپؐ کیا کرتے تھے منبر پہ کلام
سامنے اپنے میں گذرا وہ زمانہ دیکھوں

اک تجلّی ہے اور اک نور ہے ہر شے میں وہاں
دیدۂ بینا عطا کر کہ میں ہر جا دیکھوں

20 رمضان المبارک 2008ء

ہوا پھر مہرباں ہم پر خدا ہے
میّسر پھر مدینے کی ہوا ہے

رہے مسجود تھے جس جا پہ آقاؐ
زمیں کا فخر وہ غارِ حرا ہے

جہاں سے روشنی سی پھوٹتی ہے
وہ مسکن ہے جہاں نورالہدیٰ ہے

محمدؐ کے ہیں پیارے مجھ کو پیارے
خدا نے بھی یہ وعدہ کرلیا ہے

رسول اللہؐ کے در پر ہیں بیٹھے
ہمارا اب خدا مشکل کشا ہے

تمہاری ہر دعا مقبول ہو گی
فرشتوں نے یہ دی ہم کو ندا ہے

21رمضان المبارک 2008ء

تیرا دَر کھٹکھٹانے آ گئے ہیں
مقدّر جگمگانے آ گئے ہیں

ذرا اِن کی طرف نظرِ کرم ہو
تجھے اپنا بنانے آ گئے ہیں

دعائیں ان کی سب مقبول کرنا
جو دل میں ہے بتانے آ گئے ہیں

محبت آپؐ سے کرتے ہیں کتنی
محبت کے بہانے آ گئے ہیں

ترِے در پر یہ دو معصوم بچے
تجلّی میں نہانے آ گئے ہیں

بہت مدت سے ہیں آقاؐ سوالی
جو مانگا ہے لے جانے آ گئے ہیں

مرادوں سے تو ان کی جھولی بھر دے
عطا کے اب زمانے آ گئے ہیں

رسول اللہؐ کے عاشق ہیں دونوں
تیرے در پر دِوانے آ گئے ہیں

کہا ہے فون پر کہ پاری کر لیں
مجھے آنسو ستانے آ گئے ہیں

تو بھر کے کس طرح کشکول دے گا
محبت آزمانے آ گئے ہیں

22 رمضان المبارک 2008ء

مرے مولا رسول اللہؐ سی ہم کو وجاہت دے
صباحت دے لیاقت دے مرّوت دے شرافت دے

کسی کا کچھ رویہ ہو ہمارا طور مت بدلے
الٰہی تو رسول اللہؐ سی ہم کو حلاوت دے

جھکائیں سر کو سجدے میں کریں سب گریہ وزاری
ہمیں شوقِ ریاضت ہمیں شوقِ عبادت دے

بھلا دیں سارے رشتے اور ہمیں بس یاد ہو تو ہی
ہمیں تو اپنی چاہت دے ہمیں ذوقِ اطاعت دے

یقیں ہے ہم کو یہ سب عاصیوں کو تو ہی بخشے گا
سرِ محشر شفیع المذنبینؐ کی تو شفاعت ہو

محمدؐ کے ہی ہم نقشِ قدم پر چلنے والے ہوں
رہیں قربِ الٰہی میں ہمیں ایماں میں راحت دے

23 رمضان المبارک 2008ء

نظروں کے سامنے رہے صورت رسولؐ کی
کرتی رہوں میں ہر گھڑی مِدحت رسولؐ کی

دونوں جہاں کی رحمتیں اُس نے سمیٹ لیں
جو شخص کر رہا ہے اطاعت رسولؐ کی

اللہ کا معجزہ تو قرآنِ کریم ہے
تفسیر ہے قرآن کی سیرت رسولؐ کی

ہے معترف نبیؐ کی یہ ساری ہی کائنات
پیشِ نظر سبھی کے ہے عظمت رسولؐ کی

طے کر رہی ہوں زیرِ تجلّی میں راہِ زیست
تھکنے نہیں دیتی ہے محبت رسولؐ کی

24 رمضان المبارک 2008ء

ہر بشر ڈھونڈتا ہے درِ مصطفیٰؐ
آپؐ بدر الدّجیٰ آپؐ صلی علیٰ

آپؐ کے دم سے آباد کون و مکاں
آپؐ نور الھدیٰ آپؐ صلی علیٰ

آپؐ کے در سے ہر اک کو چاہت ملی
مرکزِ عشق ہیں آپؐ صلی علیٰ

ہیں مزمل مدثر شہ دوسرا
آپ یٰسین و طہٰ ہیں صلی علیٰ

میں بھی ہر پل رہوں یوں ہی رطب اللساں
ہر گھڑی میرے لب پہ ہو صلی علیٰ

25 رمضان المبارک 2008ء

کب بتا در پہ ترے میری رسائی ہو گی
کب بتا دور تری میری جدائی ہو گی

ہر گھڑی جستجو کرتی ہوں کہاں پرتو ہے
جب تو مل جائے گا قبضے میں خدائی ہو گی

میں شہنشاؤں سے بڑھ جاؤں گی آقا میرے
جب مقدر میں ترے در کی گدائی ہو گی

وِرد کرتی ہے فضا صلی علیٰ صلی علیٰ
ان ہواؤں نے میری نعت سنائی ہو گی

دوڑتی آؤں گی آقاؐ میں ترے روضے پر
خاک پلکوں پہ مدینے کی سجائی ہو گی

26 رمضان المبارک 2008ء

توصیف بیاں کیسے ہو سرکارِ مدینہ
ہے خوب عطا آ گیا جینے کا قرینہ

قدرت نے دیا روز سے مجھے نعت کا تحفہ
انعام ہے میرے لئے رمضاں کا مہینہ

خوشبو سی یہ خوشبو ہے مثال اس کی نہیں ہے
پھولوں سا مہکتا ہے محمدؐ کا پسینہ

پیدا نہ ہو آپؐ سا کوئی بھی جہاں میں
اے ختم الرّسل آپؐ ہیں تابندہ نگینہ

جب حکمِ خدا ہو گا تب ہی پار لگیں گے
پہنچے گا کرم سے تیرے ساحل پہ سفینہ

جی چاہتا ہے ساتھ رہوں صلِّ علیٰ کے
معمور ہو انوار، سے شہناز کا سینہ

27 رمضان المبارک 2008ء

شرک ہو رہا تھا شعلہ فشاں آپؐ سے پہلے
توحید کے جلوے تھے نہاں آپؐ سے پہلے

واضح نہ کوئی راستہ انساں کے لئے تھا
گم کردہ تھا منزل کا نشاں آپؐ سے پہلے

جلاد تھے سفاک تھے ظالم تھے سب انسان
بس حکمراں تھی نوک سناں آپؐ سے پہلے

عورت کی کوئی عزت و حرمت ہی نہیں تھی
عورت تھی اک ذلت کا نشاں آپؐ سے پہلے

انسان کو شیطان نے قبضے میں کیا تھا
پردے میں یقیں کے تھا گماں آپؐ سے پہلے

خیز اور شر میں فرق تھا کرنا بہت مشکل
تھا ایک تذبذب کا سماں آپؐ سے پہلے

نورِ خداؐ کے آنے سے اک نور سا پھیلا
گم تیرگی میں تھا یہ جہاں آپؐ سے پہلے

حکمت سے سارے مسئلے حل آپؐ نے کئے
تھا جہل حکمراں یہاں آپؐ سے پہلے

قرآن اور رسولؐ ہی رہبر ہیں ہمارے
کب ہم یہ حقیقت تھی عیاں آپؐ سے پہلے

28 رمضان المبارک 2008ء

صد شکر مری اِن آنکھوں نے سرکارؐ کا روضہ دیکھ لیا
جو صلی ِعلیٰ کا مسکن ہے وہ گنبدِ خضریٰ دیکھ لیا

سجدوں میں گزاری تھیں راتیں جس جگہ نورِ مجسمؐ نے
ہم سب نے جاگتی آنکھوں سے اُس غارِ حرا کو دیکھ لیا

ہر لمحے دید کی طالب ہوں ہر لمحے شوق حضوری کا
کیا بیتے گی اُس لمحے میں جب کملی والاؐ دیکھ لیا

پر جبرائیل کے جلتے تھے کب تاب تھی آگے جانے کی
سرکارؐ نے تو معراج کی شب اللہ کا جلوہ دیکھ لیا

مکہ کی شان نرالی ہے کیا کہنے شہر مدینے کے
اس فرش پر ہی شہنازؔ نے اک عرشِ معلی دیکھ لیا

29 رمضان المبارک 2008ء

الٰہی مجھ میں تو ایسا کوئی ہنر دے دے
جو میری ذات کو چمکا دے وہ شرر دے دے

عیاں بھی ہوتا ہے تو اور نہاں بھی رہتا ہے
جو ڈھونڈ پائے تجھے وہ مجھے منظر دے دے

تڑپ رہی ہوں کہ میں پھر سے دیکھوں کعبے کو
جبینِ شوق کے سجدوں کو اپنا در دے دے

میں کھوئی رہتی ہوں ہر پل تیرے خیالوں میں
شبِ فراق کی قسمت میں اک سحر دے دے

میں ڈوب جاؤں تری رحمتوں کی بارش میں
جو تیری یاد میں روئے وہ چشمِ تر دے دے

جہاں پہ خیر ہو شر پر کوئی نہ مائل ہو
تو اپنی شان کریمی سے ایسا گھر دے دے

بھٹک رہی ہے اندھیروں میں ملتِ بیضاء
جو ان کو راہ دکھا دے وہ راہبر دے دے

30 رمضان المبارک 2008ء

رحمت ہو عطا رحمتِ غفارؑ کے صدقے
ہو جائے کرم اب شہ ابرارؑ کے صدقے

ہر سمت میرے ملک میں پھیلی ہے بتاہی
ہو امن و اماں احمد مختارؑ کے صدقے

پتھر میں بدل دیتے ہیں ہیروں کو یہ ظالم
پھیلا دے گوہر شاہ گوہر بارؑ کے صدقے

ہو نور کی بارش کہ اندھیروں میں ملے راہ
راہبر بھی ملے ہادیءِ انوارؑ کے صدقے

دے کر ذرا دیکھیں تو محمدؑ کا حوالہ
حالات بدل جائیں گے سرکارؑ کے صدقے

ہم اُنؑ کے ہیں ہم کو یہی مان بہت ہے
رہ جائے بھرم عظمتِ کردارؑ کے صدقے

دیکھے ہے بری آنکھ سے دشمن مری دھرتی
یہ ملک بچا حیدرِ کرّارؑ کے صدقے



اللہ مبتدا تھی کہاں تھی خبر کہاں
بھٹکی ہوئی تھی اُمتِ خیرالبشر کہاں

جو آپؐ کا نہیں وہ خدا کا بھی کب ہوا
گر آپؐ پر نہیں تو خدا پر نظر کہاں

میں تو تلاش یار میں مدہوش ہو گئی
پروانہ وار جاؤں مگر بال و پر کہاں

کشکول تھام عشق کو دیتی پھروں صدا
آگے بڑھوں تو کیسے کس اُمید پر کہاں

گم ہو چکی ہوں میں تو تصور میں آپؐ کے
دیدار آپؐ کا ہو مری نظر کہاں

پہنچا دیا خدا نے درِ مصطفیٰؐ پہ آج
ہے جالیوں سے آگے نظر کا گزر کہاں

اے آفتاب دیکھے بنا نور کی کرن
لے کر چلا ہے خالی بیاضِ سحر کہاں

کیسے میں جاؤں چھوڑ کے در کو حضورؐ کے
کب جانتی ہوں در ہے کہاں اور گھر کہاں



بتا کون ہے وہ بتا کون ہے
مرے عشق کی انتہا کون ہے

بتا میم پردے چھپا کون ہے
نبیؐ سب ہیں صلی علیٰ کون ہے

اندھیروں میں بدر الدجیٰ کون ہے
جو بھٹکیں تو نور الھدیٰ کون ہے

ستاروں میں نورِ ضیاؐ کون ہے
زمانے میں صدر العلیٰؐ کون ہے

بتا کون ہے وہ بتا کون ہے
مرے عشق کی انتہا کون ہے

بتا میم پردے چھپا کون ہے
نبیؐ سب ہیں صلی علیٰ کون ہے

مِری دھڑکنوں میں بسا کون ہے
سنگھاسن پہ دل کے سجا کون ہے

میرے کبریا کی ثناء کون ہے
خدا نے جو مانگی دعا کون ہے

بتا میم پردے چھپا کون ہے
نبیؐ سب ہیں صلی علیٰ کون ہے

مرے عشق کی انتہا کون ہے
شفاعت کی دیتا ندا کون ہے

مصیبت میں مشکل کشا کون ہے
ہمارے دکھوں کی دوا کون ہے

بتا میم پردے چھپا کون ہے
نبیؐ سب ہیں صلی علیٰ کون ہے

مرے عشق کی انتہا کون ہے
بتا وجہ ارض و سماء کون ہے

بنا اشرف الانبیا کون ہے
بتا دے نا تیری رضا کون ہے

خدا جس کو چاہے بتا کون ہے
بتا میم پردے چھپا کون ہے

نبیؐ سب ہیں صلی علیٰ کون ہے
مرے عشق کی انتہا کون ہے



راستے میں تیرے اب دل جلا کے رکھا ہے
بے بصر تجھے شاہد کچھ کبھی دکھائی دے

رات کے اندھیروں میں گونجتے ہیں سناٹے
اپنے دل کی دھڑکن بھی کب مجھے سنائی دے

ایک شام گھر میرا نور سے منور تھا
روشنی کا وہ ہالہ پھر سے مجھے دکھائی دے

آسماں سے آگے جو لامکاں میں رہتا ہے
مجھ کو بھی ملے گا وہ دل مرا گواہی دے



نظر جب سے مدینہ آ گیا ہے
مجھے دنیا میں جینا آ گیا ہے

مجھے لے جائے گا آقاؐ کے در پر
میّسر وہ سفینہ آ گیا ہے

میری پھیلی ہوئی جھولی میں یکدم
محبت کا خزینہ آ گیا ہے

دکھائے گا مجھے منزل نشاں بھی
نظر مجھ کو وہ زینہ آ گیا ہے

ملا تھا مجھ کو جب اِذن حضوریؐ
دوبارہ وہ مہینہ آ گیا ہے

دل میں جب یاد تیری در آئی
آنسو کرنے لگے پذیرآئی

آئینہ دل کا توڑ کر دیکھا
تیری تصویر ہی نظر آئی

منحصر سب تیری عطا پر تھا
آخر اُمید میری بَر آئی

سامنے اب مِرا مقدر ہے
کس کے در پر میں کس کے گھر آئی

اب چُھپا لیں گے مجھ کو دامن میں
عشق کی ہو گئی ہے شُنوائی

نور اور خوشبوؤں میں پھر شہنازؔ
بھیگنے کو یہاں چلی آئی



مجھ سا فقیر تو نے قلندر بنا دیا
عشقِ رسولؐ میرا مقدر بنا دیا

ہر لمحہ میرے سامنے رہتے ہیں بس وہی
اس چشمِ تر میں اک نیا منظر بنا دیا

میری جبینِ شوق میں اک کیف بھر دیا
سجدوں کو میرے ایسا ثمر ور بنا دیا

در سے مجھے جو آپؐ کے ہے تربیت ملی
اس کو مری حیات کا رہبر بنا دیا

اک پل میں میرا ظاہر و باطن بدل دیا
کمتر تھی مجھ کو پہلے سے بہتر بنا دیا

گزرا وہاں جو وقت مجھے بھولتا نہیں
اس دل کو اپنی یادوں کا محور بنا دیا

اس عشق پر تو ناز ہے شہنازؔ کو بہت
نورِ محمدیؐ کو مقدر بنا دیا



ڈھونڈتی پھرتی ہیں پھر سے وہی منظر آنکھیں
دیکھنے سے یہ تھکی کب ہیں ترا گھر آنکھیں

پھر سے بلوائیں طلب دید کی ہے تشنہ ابھی
کتنی بیتاب ہیں پھر دیکھیں ترا در آنکھیں

اک عجب کیف سا طاری ہے بہت مدت سے
سامنے رہتی ہیں میرے وہ برابر آنکھیں

ہر گھڑی صلی علیٰ صلی علیٰ ورد کروں
ذکر سے آپؐ کے شہنازؔ کی ہوں تر آنکھیں



مجھ کو نادر سا کوئی تحفہ عطا ہو یارب
کوئی سوغات ترے کون و مکاں سے نکلے

سامنے دیکھ کر اُن کو میں ہوئی لب بستہ
کوئی بھی بات کہاں میری زباں سے نکلے



جلوہ آرا ہر سمت نورِ خدا
مرکزِ عشق میں ختم الانبیاء

ہر طرف سے یہ آنے لگی ہے صدا
آپؐ نور الھدیٰ آپؐ صلی علیٰ

دل کی دھڑکن کہے مصطفیؐ مصطفیؐ
عاشقی کا مری آج چرچا ہوا

دیکھیں اُنؐ کی عطا اُنؐ کی جود و سخا
میں ہوں اُنؐ کے لئے جن کا عاشق خدا

چاند تاروں نے رستہ دیا ہے سجا
کوئی جانے کو ہے سدرۃ المنتہیٰ

جب بھی ہم نے پکارا ہے صلی علیٰ
سب فرشتے پکارے یہ ہی برملا

اک بشر کو خدا نے یہ رتبہ دیا
ابتداء بھی وہی اور وہی انتہاء

اب تو شہناز کی بھی یہی ہے دعا
ساتھ ہر دم رہیں آپ صلی علیٰ



قرآن وہ بیاضِ حقیقت دکھائی دے
لفظوں میں جس کے آپؐ کی سیرت دکھائی دے



رہوں گی منتظرِ نور عمر بھر آقاؐ
سیاہ شب کے مقدر میں ہو سحر آقاؐ

مجھے زمین و زماں تک ہی کر دیا محدود
عطا ہوں مجھ کو مرے کھوئے بال و پر آقاؐ

ثنا ہو کیسے بیاں لفظ کھو گئے سارے
ہے اعتراف مجھے میں ہوں بے ہنر آقاؐ

ترے حضور سے مل جائے پھر اشارہ کوئی
زماں فراق کا ہو جائے مختصر آقاؐ

جھلس گئی ہوں تمازت سے گرم موسم کی
سحاب بھیجئے رحمت کا میرے گھر آقاؐ

دراز کیسے کروں کاسہ ء سوال حضورؐ
جھکا ہوا ہے ندامت سے میرا سِر آقاؐ

میں کیسے ہاتھ اٹھاؤں میں کیا سوال کروں
ہر اک دعا کو مری کر دے معتبر آقاؐ



مل جائے گا ہم کو تری رحمت کا اشارا
آ کر ترے در پہ ہے تجھے ہم نے پکارا

اس وادیٔ پُرخار میں ہے آبلہ پائی
گر تیرا کرم ہو تو ہمیں سب ہے گوارا

نظروں میں سمایا ہے درِ پاکِ محمدؐ
اب دوریٔ بطحا نہیں پل بھر کو گوارا

خواہش بڑی دیرینہ ہے اس قلبِ حزیں کی
مامورِ حرم ہونا مقدر ہو ہمارا

ہیں گوش برآواز ملے اذنِ حضوری
آئے گی نِدا کب کہ محمدؐ نے پکارا

باسط تیرے دربار میں کس شے کی کمی ہے
شہنازؔ کو مل جائے حضوری کا اشارا



نہاں تھی محبت عیاں ہو رہی ہے
میری دھڑکنوں میں اذاں ہو رہی ہے

تہجد کے گریہ میں شامل ہوا بھی
مرے عشق کی رازداں ہو رہی ہے

میں چُپ چاپ نظریں جھکائے کھڑی ہوں
خموشی مری اب زباں ہو رہی ہے

سراپاءِ اقدس دکھا نیم شب میں
یہ فرقت تو سنگِ گراں ہو رہی ہے

وہ شامل ہیں دھڑکن میں سانسوں میں خوں میں
عبادت یہاں سے وہاں ہو رہی ہے

پکارے ہے دھڑکن محمدؐ محمدؐ
حدیثِ محبت بیاں ہو رہی ہے



جسے انساں ہر سو ڈھونڈتا ہے
وہ خوں بن کر رگوں میں دوڑتا ہے

دریچے بند کر بھی لوں تو کیا ہے
جو مخفی ہے نظر سے دیکھتا ہے

دلِ مضطر کو اب چھیڑو نہ کوئی
کسی کی یاد میں کھویا ہوا ہے

نہیں ثانی کوئی دنیا میں جس کا
مرے پیشِ نظر وہ نقشِ پا ہے

طلب شہنازؔ کی ہے روز افزوں
سفر کا پھر ارادہ کر لیا ہے

میرے دل کے آئینے پر
ایک انوکھا نام لکھا ہے

اس کے گھر کو جانے والا
رستہ میں نے ڈھونڈ لیا ہے

دنیا کی ہر شے کے بدلے
میں نے اس کو مانگ لیا ہے

تھاما جب سے اس کا دامن
میں نے جینا سیکھ لیا ہے

ظُلمتِ شب میں اکثر میں نے
نور کا اک ہالہ دیکھا ہے

وہ خود میری جان کا محور
وہ ہی میرا قبلہ نما ہے

دنیا بھی ہے وہ خود میری
عقبیٰ بھی وہ ہی میرا ہے

سجدے آنکھوں سے ٹپکے ہیں
جب بھی اس کا ذکر کیا ہے

پیار ہے اس کا ایک سمندر
قطرے کو دریا کرتا ہے

اس کا ثانی کوئی نہیں ہے
ابنِ آدم وہ یکتا ہے

اس کے قدموں میں رہنے سے
خاکی کا رتبہ بڑھتا ہے

اس کے در سے بن مانگے ہی
کیا کچھ ہم سب کو ملتا ہے

ذکرِ خدا اور ذکرِ محمدؐ
لب پہ میرے صبح و مسا ہے



ہجومِ شوق میں رقصاں یہ پروانے کدھر جائیں
کہیں دیدار کی حسرت میں جل جل کر نہ مر جائیں

نظر بے تاب ہے سجدے جبیں سے پھر ٹپکتے ہیں
مری آنکھوں کے موتی سب تری رہ میں بکھر جائیں

میں جی بھر کے تمنا کے شبستانوں میں گھوموں گی
ذرا کچھ دیر کو لمحوں سے کہہ دیجئے ٹھہر جائیں

رہِ دشت جنوں میں ہوش کھو کر پیرِ میخانہ
کہیں جو تشنہ لب ہیں پیاس کے ہاتھوں نہ مر جائیں

ملے اذنِ حضوری کا اشارہ کوئے جاناںؐ سے
تو پھر شہنازؔ کے بگڑے مقدر بھی سنور جائیں



رمزِ آئینِ خیر البشر ہو عطا
مجھ کو اک علم افزا نظر ہو عطا

لب کشائی کی جرات کہاں مجھ میں ہے
جُنبشِ لب نہیں چشمِ تر ہو عطا

ربِ کعبہ ہے میری یہی التجا
مجھ کو فکرِ جہاں سے مفر ہو عطا

مرے سجدوں کی قسمت بدل جائے گی
سر جھکاؤں درِ معتبر ہو عطا

ہو موذّن صبا میرے اطراف میں
مجھ کو طیبہ کی گلیوں میں گھر ہو عطا



وہ لمحہ سولہ ستمبر کا نور لمحہ تھا
وجودِ خاک کے اطراف حُسن پھیلا تھا

دیارِ جسم منوّر رہا تھا کچھ ایام
پھر اس کے بعد وہی میں وہی اندھیرا تھا

تلاش کرتے جسے ایک عمر گزری تھی
جھلک دکھا کے مرا اس نے چین لوٹا تھا

کُھلا کہ رہتا ہے موجود ہر گھڑی دل میں
جسے نکل کے زمان و مکاں میں ڈھونڈا تھا

شعورِ اسمِ محمدؐ کی قید سے پہلے
دلِ شکستہ بہت بے قرار رہتا تھا



اس کی رضا سے اِذنِ تقرّب عطا ہوا
پھر فاصلہ بھی راہ میں حائل نہیں رہا

نظروں کے سامنے تھا مری خانہء خدا
عرضِ طلب کا مجھ میں مگر حوصلہ نہ تھا

نیرنگیء جمال نے مبہوت کر دیا
تھا شہر سارا آئینہ خانہ بنا ہوا

ہم کو پلک جھپکنے کی فرصت کہاں ملی
منزل قریب آئی تو رستہ ہی کھو گیا

ہم تو تلاشِ زیست سے بیگانہ ہو گئے
بے شک مٹا دو راہ سے سارے نقوشِ پا

ہم آخرش یقین کی سرحد پہ آ گئے
پردوں کو درمیان سے اُٹھنا ضرور تھا

پس ایک نقشِ پا پہ ہوئی خم جبینِ شوق
پھر اس کے بعد نقشِ تمنا مٹا دیا

اپنا گماں یقین میں بدلنے کے بعد بھی
کیوں آزما رہا ہے خداوند حوصلہ

شہنازؔ کو نصیب گیا لے کے اوج پر
ذرے کا آفتاب سے کب تھا مقابلہ



یہ مجھ پر خاص عنایت مرے خدا نے کی
جھلک نصیب ہوئی مجھ کو آستانے کی

طوافِ کعبہ مری زندگی کا حاصل تھا
میں بھول بیٹھی تھی سب گردشیں زمانے کی

جمالِ حُسنِ مدینہ میں کھو گئی ایسے
نہ مل سکی مجھے فرصت نظر اٹھانے کی

حدودِ طیبہ میں پوچھو نہ شوق کا عالم
بیان کیسے ہو حالت کسی دوانے کی

دلِ حزیں کو قرار آ گیا مدینے میں
رہی نہ باقی تمنا پلٹ کے جانے کی

گدا حطیم میں پہنچنے کہ ملتزم کے قریں
کلید آئے گی کشکول میں خزانے کی



بتاؤں کیسے سبب کیا ہے میری حیرت کا
نظر کے سامنے آئینہ ہے محبت کا

کھلی ہے جب سے حقیقت جہاں تماشا ہے
ہے انتظار مجھے ہر گھڑی قیامت کا

گدائے طیبہ کو اتنی ہی بھیک ہے کافی
عطا ہو وعدہ دمِ حشر بس شفاعت کا

ہوا جو رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری
یہ معجزہ ہے فقط آپ ؐ کی قیادت کا

پہنچ کے سرحدِ امکاں پہ رک گئی شہنازؔ
کرے گی سامنا کیسے بھلا حقیقت کا



عبد و معبود کے اَسرار بتانا مشکل
چھوڑ کر طیبہ و کعبہ کو ہے جانا مشکل

لوحِ دل پر ہے جو منقوش مٹانا مشکل
عالم شوقِ تمنا ہے دکھانا مشکل

حسرتِ دید میں چاہت نے کئے جو روشن
ان محبت کے چراغوں کو بجھانا مشکل

رہگزر بڑھ کے مرے پاؤں کی زنجیر ہوئی
کوئے جاناں سے مجھے لوٹ کے جانا مشکل



ایک صحرائی پھول کافی ہے
مجھ کو عشقِ رسولؐ کافی ہے

کیا کروں گی جہاں کی رنگینی
دشتِ طیبہ کی دھول کافی ہے

جگمگانے کو ظلمتِ شب میں
حُبِ آلِ بتولؓ کافی ہے

معتکف ہوں حطیمِ کعبہ میں
رحمتوں کا نزول کافی ہے



شرمساری کے پسینے سے شرابور جبیں
تیری دہلیز پہ سجدوں کی تمنائی تھی

میں حریمِ حرم پاک ہوئی جس لمحے
ساری دنیا مرے دامن میں سمٹ آئی تھی

میں خطاکار و گناہ گار بھلا کیا کہتی
بخشوانے کو مجھے اس کی عطا لائی تھی

میری آنکھوں میں وہی گنبدِ خضرا کا جمال
خاکِ طیبہ کی میں ماتھے پہ سجا لائی تھی

حاصلِ زیست ہیں شہنازؔ وہ ایام حسیں
خالقِ کون و مکاں تک مری شنوائی تھی



مجھ میں کہاں ہے جراتِ توصیفِ مصطفیٰؐ
یہ تو کرم ہے اس کا ملی حرف کو صدا

کیف و سرور و رفعتِ سجدہ ہوئے نصیب
عاصی کو سر جھکانے کو صحنِ حرم ملا

پچھلے برس بلایا تھا مجھ کو انہی دنوں
موسم وہی ہے پھر ہو ندائے سفر عطا

اپنی جبین شوق کا چاہا کہ چوم لوں
آئینہ رنگِ جذب مرا دیکھتا رہا

اب تو نظر میں ہیچ ہے سب دولت جہاں
شہنازؔ کو ہے کافی مزملؒ کا آسرا

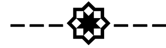


مرے حرف کو جو ملی صدا
میرے جذب نے مجھے دی ندا

ہوئے مہرباں شہؐ انبیاء
ذرا دیکھ روضے کا در کھلا

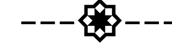
ہے سعادتوں کا یہ مدعا
تو بصد نیاز جبیں جھکا

ہوئی مستجاب تری دعا
تجھے مل گیا درِ مصطفیؐ



خواہش ہے ان کا روضہ نظر آئے
یارب بلندیوں پہ میرا پھر نصیب ہو

تو نے دیا ہے تحفے میں مجھ کو درودِ پاک
میری زباں پہ ہر لمحے ذکرِ حبیب ہو



ذات ارفع نور مجسّم
صلّی اللہ علیہ وسلّم

آپؐ کا ہر فیضان مکرّم
صلّی اللہ علیہ وسلّم

رہبرِ اعظم خُلقِ مجسم
صلّی اللہ علیہ وسلّم

آپ ہیں آقا شاہِ دوعالم
صلّی اللہ علیہ وسلّم

آپ کے دم سے دنیا محکم
صلّی اللہ علیہ وسلّم

مجھ کو عطا ہو دیدہِ پُر نم
صلّی اللہ علیہ وسلّم

لب پر ہو شہنازؔ کے ہر دم
صلّی اللہ علیہ وسلّم



احمد مرسلیںؐ انبیاء کے امام
آپؐ خیر البشر آپؐ خیر الانام
السّلام السّلام السّلام السّلام

آپؐ کے دم سے ہے بزمِ انجم سجی
آپؐ ماہ مبیں آپؐ ماہ تمام
السّلام السّلام السّلام السّلام

روشنی دو جہاں کو ملی آپؐ سے
آپؐ نور الزّماں آپؐ نور تمام
السّلام السّلام السّلام السّلام

رشکِ شانِ الرّسل فخرِ کون ومکاں
آپؐ نور الھدی آپؐ عالی مقام
السّلام السّلام السّلام السّلام

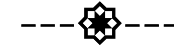
چشمِ بے نور کو روشنی مل گئی
آ گیا جب لبوں پہ محمدؐ کا نام
السّلام السّلام السّلام السّلام

ہوں گی سایہ فگن رحمتیں صبح شام
آ گیا لبوں پر محمدؐ کا نام

رو برو آپ کے سر جھکائے غلام
پیش کرتے ہیں آقا درود و سلام
گردشیں آج ہی ختم ہوں گی تمام
السّلام السّلام السّلام السّلام

میرے صلی علیٰ رحمتیں ہوں دوام
میرے صلی علیٰ پہ درود و سلام
السّلام السّلام السّلام السّلام

ہوں بسر یاد میں آپؐ کی صبح وشام
میرے لب پہ ہر دم محمدؐ کا نام
بھیجیں صلی علیٰ پہ درود و سلام
السّلام السّلام السّلام السّلام



اللّٰھمَّ صلِّ علٰی سیّدنا و مولانا محمدٍ

ادنیٰ سی اک کنیز کو ارفع بنا دیا
یہ کس مقام پر مجھے لا کر بٹھا دیا
اللّٰھمَّ صلِّ علٰی سیّدنا و مولانا محمدٍ

چاہت کو میری دیکھ کے پروردگار نے
کلمہ درودِ پاک کا مجھ کو سکھا دیا
اللّٰھمَّ صلِّ علٰی سیّدنا و مولانا محمدٍ

دنیا کی چاہتوں سے آزاد ہو گئی
عشقِ نبیؐ میں میں نے تو سب کچھ بھلا دیا
اللّٰھمَّ صلِّ علٰی سیّدنا و مولانا محمدٍ

اللہ تیرا شکر میں کیسے ادا کروں
تو نے رسول اللہؐ کی اُمت بنا دیا
اللّٰھمَّ صلِّ علٰی سیّدنا و مولانا محمدٍ

عاشق کے واسطے کوئی مشکل نہیں رہی
پردہ جو درمیان تھا وہ بھی اُٹھا دیا
اللّٰھمَّ صلِّ علٰی سیّدنا و مولانا محمدٍ

روشن رہا ازل سے چہرہ جو چاند سا
مجھ کو خدا نے وہ رخِ روشن دکھا دیا
اللّٰھمَّ صلِّ علٰی سیّدنا و مولانا محمدٍ

شہنازؔ مانگتی ہے بس ساتھ آپؐ کا
اس نے حضورؐ پاک کو دل میں بسا لیا
اللّٰھمَّ صلِّ علٰی سیّدنا و مولانا محمدٍ

وعلیٰ آلہٖ و بارک وَسَلَم

اللّٰھمَّہ صلِّ علٰی



قلب حزیں پہ آیتِ رحمت رقم ہوئی
مجھ سے بھی عاصیوں پہ نگاہِ کرم ہوئی

خالی تھی ہاتھ اشکِ ندامت تھے آنکھ میں
لاریب تیری ذات ہی اپنا بھرم ہوئی

مجھ کو دیارِ کعبہ و طیبہ دکھا دیا
میری طرف بھی رحمتِ شاہِ اممؐ ہوئی

بخشا درودِ پاک کا تحفہ حضورؐ نے
آسان مجھ پہ مشکلِ راہِ عدم ہوئی

اس شام اوج پہ تھا ستارہ نصیب کا
شہنازؔ جب کہ عازمِ بزمِ حرم ہوئی

کربلا کے نام

کربل کا ہے میدان ہے جہاں آج اپنا
گم کردہ ہے منزل کا نشان آج بھی اپنا

پیدا نہ ہوا کوئی حسینؓ ابنِ علیؓ سا
مانگے ہے لہو نوکِ سناں آج بھی اپنا



ظلم ہے جبر ہے اک حشر بپا آج بھی ہے
حق پرستوں کے لئے کرب و بلا آج بھی ہے

شہہ مسجود کے پاکیزہ لہو کی رنگینی
تپتی پتھریلی زمیں خاکِ شفا آج بھی ہے

کیوں بجھائے نہ دیئے کیوں نہ تپش کم کی تھی
اپنی مجبوری پہ شرمندہ ہوا آج بھی ہے

کیوں مرے بھائی تقدس کے ہوئے تھے دشمن
پوچھی پھرتی یہ زینبؓ کی رِدا آج بھی ہے

قافلہ کوئی نہ اب آکے یہاں پر ٹھہرے
اب تلک نوحہ کناں بادصباء آج بھی ہے

بھول پائی نہ کبھی شامِ عزیباں شہنازؔ
گونجتی دشت میں پیاسوں کی صدا آج بھی ہے



وارثِ قرآں آلِ احمدِ مختارؐ ہیں
کربلا والے ہی راہ عشق کے معیار ہیں

قصہء کرب و بلا ہے عاشقی کی انتہاء
عشق کے سب مرحلے مانا بہت دشوار ہیں

اس کو منزل کی طلب کب جستجو منزل کی ہے
سیّدِ شبیرؓ جس کے قافلہ سالار ہیں

ہے سکوتِ شام طاری شام کے دربار میں
نوحہ خواں اس شہر کے سارے درو دیوار ہیں

آج کیسے زینبؓ و کلثومؓ بن چادر کے ہیں
اس ستم کے واسطے حوصلے درکار ہیں

موت بھی وقت شہادت نوحہ خواں مقتل میں تھی
ظالمو نیزے پہ آئے سیّدِ ابرارؓ ہیں



سرداروں کے سردار حسینؓ ابنِ علیؓ ہیں
پہنچے جو سرِ دار حسینؓ ابنِ علیؓ ہیں

جب اُن کو ملا جام شہادت تو پکارے
لبیک ہیں تیار حسینؓ ابنِ علیؓ ہیں

عاشق کو رضا کے سوا کچھ بھی نہیں درکار
سب کچھ ہے دیا وار حسینؓ ابنِ علیؓ ہیں

کب جاہ و حشم رفعت و عظمت کی طلب ہے
تیرے ہیں طلب گار حسینؓ ابنِ علیؓ ہیں

مانگا نہیں احمدؐ کے نواسےؓ نے گلستاں
راہوں سے چُنے خار حسینؓ ابنِ علیؓ ہیں

ہم جادۂ عرفاں کے مسافر ہیں یہ سن لو
منزل نہیں درکار حسینؓ ابنِ علیؓ ہیں



عشق منزل سفر محبت ہے
اک عجب سلسلہ محبت ہے

آسماں سے زمیں پہ اُترا ہے
اک عجب دائرہ محبت ہے

ہم نے عشق علیؓ سے سیکھا ہے
عاشقی کیا ہے محبت ہے

جان دے کر یہ بات سمجھا دی
اصل میں کربلا محبت ہے

ہو محبت فنا تو عشق ہے
عشق اللہ خدا محبت ہے



سلسلہ جب سے جڑا ہے آپؐ سے بس آپؐ سے
رابطہ پیہم مرا ہے آپؐ سے بس آپؐ سے

''حرف جذبوں'' کو ملے ہیں ''جراتِ اظہار'' بھی
مان لفظوں کو ملا ہے آپؐ سے بس آپؐ سے

''عکس پہ دیوار کے تصو''یر ہے بس آپؐ کی
رازِ ہستی پالیا ہے آپؐ سے بس آپؐ سے

''موم کے یہ سائباں'' پگھلا نہ پائیں گے مجھے
فیض مجھ کو مل رہا ہے آپؐ سے بس آپؐ سے

ہر ''ادھورے خواب'' کی تکمیل ہو جائے گی اب
ہر گھڑی یہ التجا ہے آپؐ سے بس آپؐ سے

''جادۂ عرفاں'' پہ چلنا اب نہیں مشکل مجھے
راستہ منزل ہوا ہے آپؐ سے بس آپؐ سے

''عشق کا رنگیں تماشا'' ختم اب ہونے کو ہے
عشق کامل ہو گیا ہے آپؐ سے بس آپؐ سے

''بعد تیرے'' اب مجھے رونا نہیں آتا مجھے
رابطہ جب سے ہوا ہے آپؐ سے بس آپؐ سے

آپؐ سے سیکھا ہے ''اُجلا کون میلا کون'' ہے
مل گیا ہے سیدھا راستہ ہے آپؐ سے بس آپؐ سے

اب ادا کرنا نہیں مجھ کو کوئی ''قرضِ وفا''
اک بھرم مجھ کو ملا ہے آپؐ سے بس آپؐ سے

میں نے بھی ہر روز مانگی نعت اک رمضان میں
''نورِ کل'' تحفہ ملا ہے آپؐ سے بس آپؐ سے

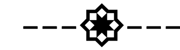
''عشق دا دیوا'' سدا روشن رہے شہنازؔ کا
نور اُس کو مل رہا ہے آپؐ سے بس آپؐ سے



عرفان کے اسرار کی تعبیر علیؓ ہیں
بابِ عدل ہیں علم کی توقیر علیؓ ہیں

حق سے نہ جدا ہوں گے کبھی یوم جزا تک
تقدیر ہو مشکل میں تو تدبیر علیؓ ہیں

کعبہ و مدینہ و نجف دیں گے شہادت
غزوات سے تا کربلا شمشیر علیؓ ہیں



عاشق سبھی اب سر پہ کفن باندھے کھڑے ہیں
اللہ کی رضا کیلئے گھر سے چلے ہیں

کوئی بھی تمنا نہیں سب چھوڑ چکے ہیں
مسجود ہیں کربل میں بہتّر جو بچے ہیں

عشقِ مزمل

(گل رنگ مجموعہءعقیدت)

شہناز مزمل



فہرست

تیسرا حصہ: درود وسلام

چوتھا حصہ: حرفِ دُعا



عشقِ مزمل، سفرِ آگہی

اللہ تعالیٰ نے عورت کو سراپا ہی کچھ ایسا عطا فرمایا ہے کہ دنیا میں کوئی ثقہ ترین شخصیت بھی اسے نظر انداز کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔ عورت کی یہی جبلی مقناطیسیت ہے کہ دنیا میں کسی شُعبۂ حیات کا جائزہ لیا جائے کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی طور پر کسی نہ کسی رنگ میں عورت اپنے وجود کا یقین دلاتی نظر آتی ہے۔ کائنات میں عورت کی نفی ذات کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا کہ اسے پیدا کرنے والے خالق کُل نے خدوخال ہی ایسے عنائیت فرمائے ہیں کہ جنت کی حوریں بھی عورت کا جمال دیکھتے ہوئے انسانی وجود میں عورت نہ ہونے کی مایوسی کا شکار نظر آئیں گی۔

الحمدللہ محترمہ شہناز مزمل کا تخلیقی نعتیہ مجموعہ ''عشقِ مُزمّل ﷺ'' زیرِ نظر ہے۔ اور وہ اسے جادۂ عرفاں طے کرنے بعد ضبطِ تحریر میں لائی ہیں۔ عرفاں کے بغیر نروان کس نے حاصل کیا مگر یہ عرفاں کسی بڑ کے درخت کے نیچے گوتم کا نہیں۔ شہناز مزمل کا تعلق اُمتِ مسلمہ اور مُخدرات اسلام سے ہے۔ اس لئے ان کی نگاہِ خرد و معرفت کی منزلیں طے کرتے ہوئے دوربینی اور خوردبینی صلاحیتوں سے بیک وقت متصف ہے۔ دوربینی صلاحیتوں سے کام لے کر عورتوں کی انفرادی سوچوں کی پرتیں کھول دیں اور خوردبینی اعجازِ نگاہ سے اپنے جذبات و احساسات کی تیز و تند اور دبی سمٹی تمام لہریں اچھال دیں کہ قاری کا ذہن ان میں غسل کر سکے اور یہ غسلِ عرفان اسے نسوانی عرفان کی نعمت و قوف سے بہرہ مند کر دے۔

عورت اور عشقِ الٰہی ایک جداگانہ موضوع ہے۔ اس پر بہت کم ژرف میں حضرات نے توجہ کی

ضرورت محسوس کی۔ کیونکہ عورت کا ذہن رسا جن اتھاہ گہرائیوں تک جا پہنچا اس تک رسائی مرد کے بس کی بات نہیں۔ تخلیق فن کے اعتبار سے بھی کوئی مرد قاری صرف اتنا ہی مطالعہ کر سکتا ہے کہ جیسا مطالعاتی موزانہ فراہم کرنا وہ خود مناسب جانے۔ باقی باتیں کسی مخفی قرینے کی طرح ہمیشہ متلاشی نگاہوں کی پہنچ سے محفوظ رہتی ہیں۔

عورت جیسے ہی پیدا کی گئی، خدا آشنا اور آدم شناس ہو گئی۔ جب تک حوا روبرو نہیں آ گئیں آدم کو اپنی مستقل بے چینی کا سبب ہی سمجھ نہ آ سکا۔ حوا کو دیکھا تو یوں ہوش میں آئے کہ پھر ہوش ہی اڑ گئے اور آج تک ہر اِبن آدم اپنے گمشدہ ہوش و حواس پر گرفت کے لئے مضطرب ہے۔

عورت نے بذات خود ہی خدا آشنائی کی منزلیں طے نہیں کیں مرد کو بھی قدم قدم اپنے ساتھ ان مناظر کی سیر کروائی۔ نومولود کو آغوش میں لے کر ممتا کا رس ٹپکایا تو کانوں میں خدا آگاہی کی لوریاں بھی ٹپکائیں اور ہمیشہ کے لئے ابن آدم کے لاشعور کا حصہ بنا دیا۔ عورت مرد سے کہیں زیادہ فرامین الٰہی کی تابع نظر آتی ہے۔ ماں باپ کی خدمت، بہن بھائیوں سے محبت، شوہر پرستی اور ممتا کا نور نچھاور کرنے والے عوام کے علاوہ وہ زندگی میں اپنا ہر کردار نسبتاً زیادہ ذمہ داری سے ادا کرنے پر قادر ہے۔

یہ بجا کہ عورت انسانی تاریخ کے طویل زمانوں تک بذات خود موضوعِ سُخن رہی۔ ایسی عورتیں ضرور پیدا ہوئیں۔ جن کی دانش، عقل، انہیں قدیم زمانوں میں بھی تاج و تخت کا مالک بنا گئیں۔ عورت کی حکمرانی کا تو عالم ہی جداگانہ ہے۔ وہ تاج تخت کے مالکوں، حکمرانوں، کجکلا ہوں اور بڑے بڑے شہزور، سلاطین کے دلوں پر حکمرانی کرتی چلی آ رہی ہے۔ ہمہ شما کا تو ذکر ہی کیا۔ عورت کے تخلیقی میلانات کی وسعتیں پوری کائنات انسانی پر محیط ہیں۔ اس نے انبیاءؑ اولیاءؒ اصفیاءؒ اذکیاءؒ کو ہی جنم نہیں دیا، بڑے بڑے عظیم المرتبت حکمرانوں کو بھی اس کی مادرانہ شفقتوں نے اپنی آغوش میں تھپکیاں دی ہیں لیکن اس کی دانش و عقل نے دانائی اور ذہانت نے سلطنتوں کی تاریخ کا رخ موڑا۔ اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ نے جب چاہا نئی تاریخ مرتب کی لیکن اس کی توجہ صفحۂ قرطاس پر مبذول ہونے سے گریزاں رہی۔ عرب شاعرات و محقق مستورات نے یہ روائت بھی

تبدیل کر دی۔ بعد کے ترقی یافتہ ادوار میں فارسی اور اس کے زیر اثر اردو غزل نے اس روائت سے پہلوتہی اختیار کی اور زبان کو غیر فطری چیستاں بنا دیا۔

دنیا کی دیگر زبانوں میں عورت ہمیشہ عورت ہی رہی۔ عرب شاعرات نے جو محبت آمیز اور عشق انگیز جذبات پیش کیے۔ ان میں براہ راست مرد ہی ان کا مخاطب رہا۔

فارسی میں شعر کہنے والی چند ایسی خواتین سامنے آئیں جو اسے عرب روائت کی پاسداری ضرور سمجھتی رہیں۔ موجودہ جدیدیت پسند فارس شاعرات نے تو اپنی جنسی و منفی جذباتیت کے نہایت عریاں اظہار میں بھی کوئی باک محسوس نہیں کیا۔

عرب شاعرات کی روائیت میں یہ امر بطور خاص نمایاں ہے کہ اگر وہ اپنے مرد مطلوب کو مخاطب کرتی ہے تو براہ راست اپنی محبت کے اظہار میں کوئی باک محسوس نہیں کرتی اور محبوب کی حیثیت میں ہی اسے مخاطب کرتی نظر آتی ہے۔ اس کے مردانہ اوصاف کی توصیف کے لئے اپنے فطری نسائی لہجے سے گریز بھی نہیں کرتی۔ یعنی جیسے عرب شاعری میں عورت سے مرد براہ راست مخاطب ہوتا ہے۔ بعینہ عورت بھی مرد سے واشگاف الفاظ میں اظہار محبت کرنا یا اپنے معیارِ نظر و معیارِ پسند کے مطابق اس کی خوبیوں کا بالمشافہ معنوی اظہار ضروری سمجھتی ہے۔ فارسی غزل کی طرح منافقت سے کام نہیں لیتی کہ مرد اظہار محبت کرتے ہوئے اس امر کا خیال رکھتا ہے کہ عورت کس طرح محبوبہ کی صورت میں نمایاں نہ ہو جائے۔ جبیں و ابرو، چشم و گیسو، عارض و لب غرض خدوخال کی مدح سرائی میں لہجہ یہ ثابت نہیں کرتا کہ مخاطب کوئی مرد ہے یا مخنث۔

اردو غزل کی یہی بدقسمتی رہی کہ ولی کے بعد دہلی کے غزل گو بانکوں نے عورت کے اصل روپ کو تو کہیں چھپا دیا لیکن اس کے حسن کی تعریف میں قصیدے پڑھنے میں لگے رہے۔ پھر عورت سے اردو غزل کو جو بیر ہوا اس نے فارسی کے آمر پرستانہ رجحانات کو مزید فروغ دینا اپنا ایمان بنا لیا۔

اللہ تعالی نے جرأت و رنگین جیسے جرأت مند شاعر پیدا کیے جو قلی قطب شاہ سے ولی تک عربی زبان کی خالص فطری شاعری کا مزاج اپناتے ہوئے اردو غزل کو اسی کی اصل مطالباتی فکر کے قریب لے آئے۔ عورتوں کی زبان غزل میں آ گئی۔ عورت محبوبہ کی صورت میں نمایاں ہوئی۔ غرض

عورت، عورت نظر آنے لگی۔ فرق صرف یہ رہا کہ عورت کی زبان، اس کے لہجے، اس کے احساسات اور نسوانی جذبات کی تصویر کشی مرد شعرا کے تخیل نے اپنے ذمے لے لی۔ یہ بھی غزل کا نسبتاً ایک دوسرا غیر فطری چہرہ محسوس ہونے لگا۔ لیکن یہ ضرور ہوا کہ دکن کی مہ لقا بائی چندا جیسی شاعرہ کے بعد لکھنو کی بیشتر شاعرات نے وہی زبان اپنا لی جو ریختی گو شعرا نے اختیار کی تھی۔ یہاں بات فطرت کے عین مطابق ثابت ہوئی کہ عورت، عورت کے لہجے میں بات کرتی ہے اور نسوانیت کا بھرپور اظہار کرتی نظر آنے لگتی ہے۔ آج کی غزل بھی ایسے ہی غیر فطری میلانات سے مملو دکھائی دیتی ہے۔ ٹی وی پر جب گلو کارہ مردانہ لہجے والی غزل پڑھتی ہے تو لاحول پڑھنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ یعنی عورت مردانہ لہجے میں گاتی نظر آتی ہے یا دوہے گانے والے مرد نسوانی لہجے کو مردانہ آواز میں ادا کرنے پر مجبور نظر آتے ہیں۔ بھلا ہو جدید شاعری کے اس فطری میلان کا جن نے عورت کو عورت ہی رہنے دیا اور اسے مردانہ لہجے میں عورت سے مخاطب ہونے کے آداب سکھا دیئے، شہناز مزمل نے الحمد للہ اسی فطری جبلی اور صنفی پاسداری کا فریضہ انجام دیا۔ ان کے اشعار پڑھ کر صریحاً یہی محسوس ہوتا ہے کہ اظہار محبت ایک شریف عورت کا اظہارِ محبت ہے۔

خواہ وہ بعنوانِ معرفت ہو یا بعنوانِ فطرت!

الفاظ بھی اپنی مخصوص اور منفرد سوتیاتی کارپردازی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مضمون اور موضوع خود اپنے اظہار کے لئے یہ مناسبت اظہار الفاظ قبول یا رد کرتا چلا جاتا ہے۔ لہجے کے بلند یا مدھم اثرات مرتب کرنے کے لئے بلاشبہ لفظ لفظ اپنا اپنا جداگانہ کردار ادا کرتا ہے۔ بات بڑھتی پھیلتی چلی جائے گی۔ نرم و نازک اور لطیف احساسات کو طنطنہ و طمطراق والی زبان قبول کرنے میں عار اور دھڑلے یا دھوم دھڑکے والی معنوی عکاسی کو نرم و نازک لفظوں کی ترتیب و نشست ناقبول۔ حتی کہ شعر کہنے والوں نے کوئی قرینہ اظہار ایسا نہیں چھوڑا جس میں رنگ برنگے لہنگے دار لباس، چولستانی رقاصاؤں کی اٹھک بیٹھک نظرِ فریب ثابت نہ ہو۔ شہناز مزمل نے اپنے طرزِ اظہار میں جو اصل کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ یہ کہ ہر موضوع کے ساتھ صاف ستھرے انداز میں الفاظ کی موزونیت کا لحاظ رکھا ہے۔ اس لئے ان کی شاعری میں نہیں کہیں رقاص الفاظ نہ کہیں رقاصہ معنویت۔ کبھی تو یوں لگتا ہے کہ رشتہ و معنی و

لفظ کو بھی موصوفہ نے کسی دلہن کی طرح چھپر کھٹ پر گھونگھٹ اوڑھائے بٹھا رکھا ہے تاکہ دیکھنے والی آنکھیں اندازِ حجاب و حیا کی تماشائی بن کر تڑپ اٹھیں۔

عورت کا جادۂ عرفاں پر گامزن ہونا تاریخ انسانی میں ہر دور کا خاصہ رہا ہے۔ ہر مذہب کی مخصوص عورتیں عرفاں و آگہی کی منزلوں سے گزرتی ہیں۔ مسلمان خواتین میں اولیت امہات المومنین کو حاصل، ان کا عرفان صحابیات کے عرفان کا موجب ثابت ہوا جو قرآنی فرمودات اور سیرت رسول ﷺ سے مستنبط رہا۔ ظہورِ اسلام سے قبل عرب کی خواتین تمام تر تاریخی جبر و ظلم کے باوجود بھی مردوں کو رجز آمادہ کرنے کا سلیقہ جانتیں۔ عکاظ کے میلے میں نیلام کی جانے والی خواتین بھی مردوں کے عرفان و آگہی کے لئے امتحان و آزمائش کا موجب ثابت ہوئیں۔ اور مردوں کو ان کے قصیدے کہنے پر مجبور ہونا پڑتا۔ ہر زیرک عورت مرد آشنا بھی رہی اور تسخیرِ مرد کی ہنر آزما بھی۔ بڑے بڑے کجکلا ہوں اور آمردوں نے بھی اسی کے دامن وفا پر سجدے کئے۔ عورت ہمیشہ عالمی سطح پر شعراء کی موضع فکر و سخن رہی ہے اور عربی قصائد بغیر تشبیب کبھی مکمل نہ کئے جاسکے۔ اور تو اور نعتیہ قصائد میں تشبیب کا عمل دخل خود عہدِ رسالت میں بھی ثابت ہوا۔ تشبیب عورت کے سراپا کا خود ایک حسن لفظی و معنوی سراپا ہے۔ خالق کل نے جب عورت کی تخلیق فرمائی تو بذاتِ خود عورت کا لفظ بھی حسین بنا دیا اس کے وجود سراپا کی تو بات ہی کیا۔ دنیا کا ہر شاعر عورت کو منانے اسے اپنا محبوب بنانے کی آرزوؤں میں فکر و تخیل کی انتہا میں صرف کرتا چلا آ رہا ہے۔ لیکن ان ظالموں نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ اس لطیف و حسین سراپا رکھنے والے وجودِ زن میں صرف کائنات کا رنگ ہی سمویا ہوا نہیں۔ ایک دھڑکتا دل بھی موجود ہے جو صرف چاہے جانے کی ہی آرزو نہیں رکھتا۔ کسی کو چاہنے کی آرزو، چاہتے رہنے کی طلب سے بھی کسی ماہئی بے آب کی طرح مضطرب اور بے چین رہتا ہے۔ جب ایسے جذبے اور جذبوں کی انتہائیں اپنی روح میں سمو لینے والی عورت بذات خود فکر و دانش اور غیرت و آگہی کی علامت بن جائے تو معرفتِ الٰہی معرفتِ ذات اور معرفتِ ادوار کی وہ سچی تصویریں صفحۂ قرطاس پر منتقل ہو جاتی ہیں جو مرد کی سوچ کے دائروں میں کبھی از خود سما نہیں سکتی۔ چونکہ مرد کی نگاہ عورت کے سراپا سے ہٹنے کی نازیبا گستاخی کی مرتکب نہیں ہوتی اس لئے مرد کبھی عورت کا ذہن

پڑھنے کے لئے یا اس کے دل کی دھڑکنیں گنتے رہنے کے لئے آمادہ نظر نہیں آتا۔ مجبوراً موضوع سخن، عورت جب خود صاحبہِ سُخن بن جائے اور اپنے جذبوں کی تڑپتی بھڑکتی سچی تصویریں ورق ورق بکھیر دے تو پتہ چلے کہ اس کا موضوعِ سخن کون ہے اور کتنا عظیم نصیب ور ہے۔ عورت کو چاہنا بہت عام روائتی فعل ہے کہ مرد اس کے لئے فطرتاً مجبور ہے۔

مرد کی اصل فتح اور کامیابی یہ ہے کہ عورت اسے چاہے، وہ عورت کا مقصودِ نظر بھی ہو اور مطلوبِ تمنا بھی۔ اسی لئے تو ایک من چلی شاعرہ نے کہا تھا۔

اے ری میں تو پریم دیوانی مرا درد نہ جانے کوئی

شائد یہی وہ لطیف نکتہ ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی محبت کے اظہار کی خاطر عورت کی تمثیل کو بصورتِ معیار پسند فرمایا اور اپنے بندوں سے ایک دو نہیں ستر ماؤں سے بھی زیادہ محبت کا اظہار پیش کیا۔

عرب کی عورتیں تو براہ راست مرد کو مخاطب کرتی ہوئی اظہارِ عشق کر گزرتی تھیں۔ ہندی عورت نے بھی یہ کیا عورت شرم و حجاب کے تمام جذبوں کو بے زبان رکھنے اور صبر و ضبط کی طنابیں کھینچی رکھنے کے باوجود فطرتاً ایک ترنم غزل بنی رہتی ہے۔ اس کی ہر ادا احساس کی تمام تر شدتوں کے ساتھ خطاب و تکلم کے وہ قرینے جانتی ہے جو مرد کی تر زبانی کو بھی نصیب نہیں۔ جب ایسی عورت شہناز مزمل بن کر اپنی سوچوں اور سوچوں سے پیدا ہونے والی تیز و تند لہروں کے جزر و مد کو الفاظ و معنی کا جامہ پہنائے، تھپکیاں دے اور لوریاں سنائے تو جو پھڑکتی پھڑ پھڑاتی، تڑپتی تڑپاتی، چیختی چلاتی ادائیں آزماتی اور کسماتی فکر تخلیقی عمل سے گزر کر مجسم ہو جائے تو لفظوں کی تیز کاٹ قاری کے ذہن و دل میں زلزلہ آفرینیاں پیدا کرے۔ اور پھر دنیا کو علم ہو کہ عورت بھی کیا کیا سوچتی رہتی ہے۔ کیا کیا سوچ سکتی ہے اور اس نے زیر نظر فن پارے میں اپنی کن ڈھکی چھپی سوچوں کو اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے بے نقاب کیا ہے۔

اس نعتیہ مجموعہ میں اپنے خالق کے درمیانی فاصلے کو سمجھنے اور دونوں کے تعلق میں چھپے ہوئے راز کی دریافت کا تجسس موجود ہے۔ عرض عشقِ مزمل ﷺ کا پہلا حصہ کئی ملی جلی کیفیتوں کا مختلف

الزوایہ اظہار ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ سے براہ راست گفتگو بھی ہو رہی ہے اور اس تک نارسائی کا عرفان بھی دیدار جو نگاہوں کو بے چین اور حیرت آنکھیں دل کو مضطرب کئے ہوئے ہے کہیں خالق مخلوق کے درمیانی راز کا ایک سرا ہاتھ آتا ہے تو باقی ڈور ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے لیکن تجسس عرفان کی خبر کسی توقف کے بغیر ایک موجِ رواں بنی ہوئی ہے۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ عرفاں کسی مراقبہ و مکاشفہ میں گم شخصیت کا عرفاں نہیں۔ عرفانِ کائنات رکھنے والی ایک عورت کا عرفان ہے۔ شہناز مزمل نے دارۂ عرفاں پر اپنی پیش رفت سے عرفانِ کائنات اور عرفانِ ذات کا سفر طے کرتے ہوئے خالق حقیقی کے عرفان کی منزلوں کو چھونے کیلئے اپنے تمام رویہ آگہی کو رخت سفر بنا رکھا ہے۔

"شوق دید اور کیفِ حضوری" نعتیہ کلام کا وہ دل بدست آور اور راحت معنوی کا خزینہ ہے جس کا دروازہ عشقِ نبی ﷺ رکھنے والے ہر دل و دماغ کے لئے کھول دیا گیا ہے۔ بیشتر علامتی انداز ایک عاشق رسول ﷺ شاعرہ "عشق رسول ﷺ اور ذات رسول ﷺ کا مثلث بنائے اپنی شفق رنگی لٹا رہا ہے۔ اگر جادۂ عرفاں کی مسافر عورت نے عشقِ الٰہی کی نور آفرینیاں اپنی چھپھاتی کرنیں بکھیرتی نظر آتی ہیں تو شوقِ دید میں عورت اور عشقِ رسول ﷺ کی وہ نسبت مقوی جلوہ گر ہے جو عورت کو بہر منصب اپنے کردار میں نورِ ازل کی جلوہ پرائیاں سمو لینے کے لئے بے چین کئے ہوئے ہے۔ عورت زاہدہ، ساجدہ، عابدہ، ذاکرہ، ہو یا رابعہ بصری، امہات المومنین کے ابد آسا تصرفات سے کبھی محروم نہیں رہ سکتی۔ درون خانہ کوئی روپ دھارے، درون دل عشق نبی ﷺ کی چہچہاٹیں اس کے وجود کو سراپا نور بنائے رکھتی ہیں۔ مسلمان عورت کا تقرب شعور بھی عشق الٰہی اور عشقِ رسول ﷺ کی نیابت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ عورت نے یونان و ہندوستان کے دیومالائی تصورات میں بھی دیویوں کا روپ دھارا۔ مندروں کی داسیوں اور یو داسیوں کے مناصب اپنائے۔ شکتی پوجا کی اور اپنے اپنے ادوار میں عارفہ سوچ کا مظہر بنی۔ موجودہ عہد مذہب گریز قرار دیا جاتا ہے لیکن شہناز مزمل نے شوق دید کیف حضوری اور حرفِ دعا میں یہ ثابت کر دیا کہ بالخصوص آج کی مسلمان عورت بھی اس عارفانہ سوچ سے عاری نہیں جو اسے معاملاتِ حیات کے سبب دنیا گرفت رکھتے ہوئے بھی عرش بخت بنا دیتی

ہے یہ فیضان رسول ﷺ عورت کی اعلیٰ درجاتی ثابت کر دیتی ہے کہ یہ صرف موح گویان رسول ﷺ کی ماں ہی نہیں۔ بذات خود مدحتِ سرائے رسول ﷺ بھی ہے۔ ازواج مطہرات نے اپنے بعد آنے والی مخدرات اسلام کے لئے سیرت رسول ﷺ کے جتنے چمچماتے آئینے دکھائے ان سے کوئی مسلمان عورت محروم انعکاس نہیں۔ شہناز مزمل نے خوبصورت الفاظ میں سچے صاف ستھرے اور پاکیزہ جذبات کی ان مٹ روشنیاں سموتے ہوئے موجودہ عورت کو بھی دامن اسلام سے وابستہ کیا ہے۔

درود و سلام اور حرفِ دعا بھی دراصل شوق دید اور کیف حضوری کا معنوی تسلسل ہے۔ آدم و حوا بھی بدست دعا رہے۔ دیگر انبیا بھی دعا بہ لب نظر آئے اور خاتم النبیین کا تو ہر لمحہ زیست بلاتخصیص امت واعداء تمام زمانوں اور تمام عالموں کے لئے مجسم دعا بنا رہا کہ وہ رحمت اللعالمین بھی ہیں۔ انہی کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ستر ماؤں سے بھی زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔

ہم آج ناگفتہ بہ صورت احوال کے باوجود جو کچھ بھی ہیں اور جیسے کچھ بھی ہیں۔ عورتوں کی ہی دعاؤں کے طفیل ہیں۔ خاندان کی بزرگ خواتین ہوں، مائیں ہوں، بہنیں ہوں، بیویاں ہوں، بیٹیاں ہوں، نواسیاں پوتیاں ہوں۔

سب کو اللہ تعالیٰ نے فطرتاً بھی دعاؤں کے معاملے میں سنّت رسول ﷺ کا پیرو کار بنا رکھا ہے صرف موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور حضرت اسماعیل کی والدہ نے اپنے بیٹوں کے لئے دعائیں نہیں کی تھیں۔ یہ سنّتِ جاریہ قائم و دائم ہے۔ عورت نے صرف نسل آدم کو ہی جنم نہیں دیا۔ اس کی دعاؤں نے لہلہاتی فصلیں اگائی ہیں، مہکتی بہاریں لٹائی ہیں، ورماحول کی آلودگیوں سے قطع نظر دنیا کو ہر دور میں گل و گلزار بنایا ہے۔ شہناز مزمل دست بدعا نظر آتی ہیں اور دعائیں ان کے لبوں پر کھیلتی نظر آتی ہیں تو صاف محسوس ہوتا ہے کہ ان کی ممتا نہایت کرب و سوز کے ساتھ مستقل دعا گو ہے۔ کسی فرد کا اپنے دعا کا گویا معاشرے کی اکائی کو درست کرنے کا پہلا قرینہ ہے بطور خاص جب عورت کا عرفان دعا گو ہو تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ دعا اس کی ذات سے مخصوص نہیں کہ ایک عورت ایک خاندان اور تمام قبیلے کو سدھارنے سنوارنے کا سلیقہ جنتی ہے تو خیزوں کو انگلی پکڑ کر پہلوان بناتی ہے۔ ودوان

بناتی ہے۔شوہر کے لئے سجدہ ریز ہوتی ہے۔تو اسے معاشرے کا ایک جیتا جاگتا صاف ستھرا سچا انسان بناتی ہے۔بھائیوں کو اس کی دعائیں اونچی اڑاتی ہیں۔اسی کی دعائیں بہنوں کو دلشاد خانہ آباد رکھتی ہیں۔اور جب دعا بہ لبی بوسیلۂ رسول ﷺ یہ بحضور ﷺ ہو تو اس کی عرش گیری کسی اشتباہ کے بغیر یقینِ کامل کی فخرِ صادق "حرفِ دعا" اسی تناظر میں ہم سب کے لئے ایک عظیم المعانی مخبر صادق ہے۔

عرضِ عشقِ مزمل ﷺ ایک ایسا شعری وتخلیقی مجموعہ ہے جس میں عام عرفان پنجتن کی مناسبت سے پانچ معنوی عناصر فکر مقصدی ومعنوی ربط والتزام سے ایک ہاتھ کی پانچ انگلیوں کی طرح بظاہر مختلف لیکن باہمی اتصال میں درحقیقت مربوط ومنضبط صورت میں پیش کیا گیا ہے۔اس اعتبار سے یہ مجموعہ اصحابِ فکرو دانش اور عام قاری کے لئے حقیقتاً ایسا معنوی ارمغانِ فکر ہے جو از آغاز تا بہ اختتام اپنی بھرپور معنویت کی نورافروز کرنیں لٹا رہا ہے۔جیسے کسی مواج قلزم کے سینے پر کھیلنے والی تیز وتند لہریں۔جزوقلزم ہوتے ہوئے بھی جدا جدا صورت میں دیکھی اور گنی جا سکتی ہیں۔شہناز مزمل نے عصر نو کے عمومی تاثر کے برعکس کہ عورت بہت ایڈوانس اور ماڈرن بلکہ "سپر ماڈرن" ہو چکی ہے اور اسلام سے اپنے رشتے ناتے نہیں رکھتی۔یہ ثابت کر دیا ہے کہ آج کی مسلمان عورت بھی اعلیٰ تعلیمافتہ اور کسی منصب جلیلہ پر فائز ہونے کے باوجود جسم و روح اور دل و دماغ کی تمام گہرائیوں کے ساتھ اپنے اندر کی ایمانی سوچ رکھنے والی مسلمان عورت کو زندہ رکھے ہوئے ہے وہ ساڑھی اور بلاؤز پہنے یا شلوار اور قمیض لیکن سراپا مسلمان تھی۔سراپا مسلمان ہے اور سراپا مسلمان رہے گی۔یہی شہناز مزمل کی سب سے فکری بڑی خدمت اور اسلام سے ایمانی محبت کی صرف ایک دلیل ہی نہیں مکمل ناقابل تردید ثبوت بنی ہوئی ہے۔میری دعا ہے وہ اپنی معنوی اور اسلامی فکر عام کرنے والی اس معانی آفریں جادۂ عرفاں کی تخلیق پر عنداللہ ماموررہوں۔جس کے ذریعے شہناز مزمل نے آج کی مسلمان عورت کی اسلامی سوچ کے چمچماتے آئینے دکھلا دئے ہیں کہ ان میں اپنے عکس جمیل کا بذات خود مشاہدہ کر سکے۔

علامہ سید انوار ظہوری

حمد باری تعالیٰ

وہی واحد وہی احد ٹھہرا
حد نہیں ماورائے حد ٹھہرا

اُس کا عرفان بھی ضروری ہے
لَم یَلِدْ اور وَلَم یُوْلَدْ ٹھہرا

مالکُ المُلک بھی اُسے کہیے
بے نیازی میں وہ صمد ٹھہرا

جو عیاں ہو کے ہے نہاں سب سے
وہ ہی آغاز سے ابد ٹھہرا

کُن فکاں پر ہے اختیار اُسے
الودود ہی المدد ٹھہرا

پہلا حصہ:

شوقِ دید



اک نور مرے کعبۂ دل میں جو بسا ہے
ہر لمحہ مجھے دیتا محبت کی ندا ہے

سب کچھ ہے ملا عشقِ محمد ﷺ کی بدولت
ہر سجدہ مرا احمدِ مرسل ﷺ کی عطا ہے

گھیرے میں لیے رکھتا ہے اک نور کا ہالہ
چھو لیتی عرش کو مری نعتوں کی صدا ہے

جرأت نہیں ظلمت کی مرا راستہ روکے
روح میں مری وجدان کا جلتا جو دیا ہے

جب پیش اس کنیز کا ان ﷺ کو کیا سلام
ہے کتنا کرم آئی ندا میں نے سنا ہے

اس نے بھی تو ہر نقشِ تمنا کو مٹا کر
انوار میں سے نورِ مزمل ﷺ ہی دیا ہے



سب کی قسمت سنوار دیں آقاؐ
میرے سر پر بھی پیار دیں آقاؐ

دور رکھیں ہمیں تکبر سے
جو چھپی ''میں'' ہے مار دیں آقاؐ

آپ ہی آپ بس نظر آئیں
نور دل میں اتار دیں آقاؐ

عشق کی آگ میں بھی ٹھنڈک ہے
کیف و مستی خُمار دیں آقاؐ

ختم کر دیں جہاں سے نفرت کو
سب کو ایسا قرار دیں آقاؐ

دل میں اک پیار کا سمندر ہے
مجھ کو اس میں اُتار دیں آقاؐ

ملک سے میرے اب خزاں جائے
اس چمن کو بہار دیں آقاؐ



تو عشق ہے اللہ کا، اللہ کی محبت ہے
تو نور کا پیکر ہے تو نورِ حقیقت ہے

کوئی بھی بشر تجھ سا کب رب نے بنایا ہے
معشوق ہے تو رب کا تو رب کی بشارت ہے

دعویٰ ہی نہیں کرتے ہم عشقِ محمدؐ کا
بس وصفِ محمدؐ ہی اپنی تو بصارت ہے

سیکھا ہے درود ہم نے قران کی آیت سے
یہ آیتِ قرانی جنت کی ضمانت ہے

اک چلتا پھرتا قراں ہے ذاتِ محمدؐ کی
فرمایا محمدؐ نے وہ ہی تو شریعت ہے

بھٹکا ہی نہیں کوئی جس نے ہے تجھے پایا
تو راہبر و ہادی ہے تو ختمِ نبوت ہے



خاک میں نور بھر دیا آقاؐ
کیا تجلی ہے کی عطا آقاؐ

میری ہر سانس کے تسلسل میں
اسمِ احمدؐ ہے گونجتا آقاؐ

دورِ ظلمت کا لوٹ آیا ہے
معجزہ کوئی تو دکھا آقاؐ

روح سیراب پھر سے ہو جائے
پھر مدینے میں تو بلا آقاؐ

ہے بشارت کی منتظر شہناز
کب ملے گی اُسے ندا آقاؐ



تھی طلب تو میری صادق کیوں وہاں پہنچ نہ پائی
میرے ہوش چھین لے گا مرا کربِ نارسائی

مرا جذب مجھ سے مانگے وہی سجدہ گہ پھر سے
تو کرے گا پھر سے پورا مرا شوقِ جبیں سائی

بڑھی دید کی تمنا تو میں چشمِ تر کو اپنی
تجھے دیکھنے کی خاطر ترے در پہ چھوڑ آئی

وہی دن تھے خوبصورت وہی راتیں ضوفشاں تھیں
تھا سفر نصیب میرا رہِ عشق کی تھی راہی

میرا دل بنا مدینہ یہیں مکہ جلوہ گر ہے
ہے نصیب کتنے ارفع ملا عشقِ مُصطفائی

ترا رب ہے تجھ سے راضی ترے ساتھ ہیں مزملؒ
مجھے بے قرار دیکھا تو ندا صبا یہ لائی



ڈھونڈتی پھرتی ہیں پھر سے وہی منظر آنکھیں
دیکھنے سے یہ تھکی کب ہیں ترا گھر آنکھیں

پھر سے بلوائیں طلب دید کی ہے تشنہ ابھی
کتنی بیتاب ہیں پھر دیکھیں ترا در آنکھیں

اک عجب کیف ساطاری ہے بہت مدت سے
سامنے رہتی ہیں میرے وہ برابر آنکھیں

ہر گھڑی صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ ورد کروں
ذکر سے آپ کے شہناز کی ہوں تر آنکھیں



مل جائے گا ہم کو تری رحمت کا اشارہ
آ کر ترے در پہ ہے تجھے ہم نے پکارا

اس وادیٔ پُرخار میں ہے آبلہ پائی
گر تیرا کرم ہو تو ہمیں سب ہے گوارا

نظروں میں سمایا ہے درِ پاکِ محمدؐ
اب دوریٔ بطحا نہیں پل بھر کو گوارا

خواہش بڑی دیرینہ ہے اس قلبِ حزیں کی
مامورِ حرم ہونا مقدر ہو ہمارا

ہیں گوش برآواز ملے اِذنِ حضوری
آئے گی نِدا کب کہ محمدؐ نے پکارا

باسط تیرے دربار میں کس شے کی کمی ہے
شہنازؔ کو مل جائے حضوری کا اشارہ



نظر جب سے مدینہ آ گیا ہے
مجھے دنیا میں جینا آ گیا ہے

مجھے لے جائے گا آقاؐ کے در پر
میّسر وہ سفینہ آ گیا ہے

مِری پھیلی ہوئی جھولی میں یکدم
محبت کا خزینہ آ گیا ہے

دکھائے گا مجھے منزل نشاں بھی
نظر مجھ کو وہ زینہ آ گیا ہے

ملا تھا مجھ کو جب اِذنِ حضوریؐ
دوبارہ وہ مہینہ آ گیا ہے



غمِ ہجراں میں جاں پارہ سہارا یا رسول اللہؐ
ہے من عصیاں کا گہوارہ سہارا یا رسول اللہؐ

کیا ہے لذتِ دنیا نے ناکارہ مرے دل کو
گناہوں نے مجھے مارا سہارا یا رسول اللہؐ

کیئے پہ اپنے حیراں ہوں سیہ کاری پہ شرمندہ
ہے برگِ گُل یہ آوارہ سہارا یا رسول اللہؐ

قدم رنجہ جو فرمائیں تو نقشِ پا کو میں چوموں
جدائی کا نہیں یارا سہارا یا رسول اللہؐ

شفاعت کے لئے پھیلائیں جب بازو مرے آقاؐ
کریں عاصی کا بھی چارہ سہارا یا رسول اللہؐ

پشیماں ہو کے طیبہ کی مسافر بن گئی شہنازؔ
درِ اقدس اسے پیارا سہارا یا رسول اللہؐ



غریب و بے نوا پر بھی کرم ہو یا رسول اللہؐ
محبت خاکساروں کو بہم ہو یا رسول اللہؐ

بہت سے داغ سینے پر جدائی کے سجائے ہیں
اگر دیدار ہو جائے نہ غم ہو یا رسول اللہؐ

ہے عاشق کملی والے کی یہ کملی در پہ آئی ہے
حضوری حاضری اور چشمِ نم ہو یا رسول اللہؐ

مرے یٰسینؐ مرے طٰہٰؐ مرے ماہن مزملؐ ہیں
کبھی شہناز کی دوری بھی کم ہو یا رسول اللہؐ



یہ نیم شب یہ ساعتیں
الہام اور بشارتیں

درود اور صدائے کُن
ملائکہ کی آہٹیں

وہ اپنے نورِ ذات سے
عطا کرے بصارتیں

فردوسِ فکر کی نمو
لطافتیں وجاہتیں

اب حجرۂ وجود میں
دعا کی اُتری چاہتیں

وہاب نے یہ کہہ دیا
قبول سب ریاضتیں

ندائے فیکون سن
عنایتیں عنایتیں



پہنچنا چاہو جو لا مکاں تک
تو رفعتِ ذولجلال سمجھو

سمجھنا چاہو جو عشقِ کامل
تو وجہء عشقِ بلال سمجھو

تلاش مرشد بغیر ہوگی
تو راز کھلنا محال سمجھو

جواب خود ہی ملے گا تم کو
کیا جو اس نے سوال سمجھو

جو دیکھنا چاہو رقصِ بسمل
قلندروں کی دھمال سمجھو

فنا کی منزل کو پالیا گر
یہ لا ہوت کا ہے کمال سمجھو

نہ پرکھو عشقِ اویس قرنیؓ
صحابیءِ بے مثال سمجھو

ہے جس کی پرواز انتہا تک
تو اولیاء کا کمال سمجھو



مری خاک پہ جو کرم ہوا
تو ہر ایک رستہ تھا کھل گیا

مرے سامنے تھا مرا خدا
اسے اور کرنا تھا کچھ عطا

سوئے عرش گونجی تھی اک صدا
کریں پھر سے نظرِ کرم ذرا

یہ تو پیار ہے یہ تو ہے دعا
رہے جاری فیض کا سلسلہ

کہا رب نے اُٹھو ملائکہ
اسے پھر سے چاک پہ دو سجا

سنی کوزہ گر کی جو یہ ندا
کفِ چاک کو تھا گھما دیا

بھرا درد سے جو خمیر اٹھا
ترے عشق میں تھا گندھا ہوا

تھا عجیب کیسا یہ معاملہ
میں تو کچھ نہیں تھی یہ کیا ہوا



یہ کون روح میں اترا حجاب کی صورت
سحر دعا کا ہے پھیلا سحاب کی صورت

بدل گئی ہے سوال و جواب کی صورت
نقاب میں ہے وہ ملا بے نقاب کی صورت

ابھی تو ہوش بھی آیا نہیں دیوانے کو
ہے دل میں نور ترا ماہتاب کی صورت

سراپا پیار ہے وہ نور ہے وہ ممتا ہے
لگا کے آگ بجھائے سحاب کی صورت

وجود سے مجھے آزاد کر کے اکثر وہ
سمندروں پہ اتارے حباب کی صورت

یہ کیسا عشق ہے پہچان بھی نہیں اپنی
سمجھ نہ آئی مجھے انتخاب کی صورت

عطا ہے پیار محبت و نور کی سب کو
ہے ان میں آتی نظر آنجناب کی صورت

کروں میں شکر بھی کیسے کہ لفظ ہیں خاموش
بنا دے عاشقوں کو الکتاب کی صورت

یہ امتی ہیں محمدؐ کے سب مرے آقا
عطا کے جلوے ہوں رحمت کے باب کی صورت



دیتے ندا ملائکہ یہ عرش سے پکار کے
جس کو طلب ہے پیار کی رحمان اسکو پیار دے

دستِ دعا اُٹھائے جو تیرے حضور ہیں کھڑے
ان کی دعا قبول کر ان کو ذرا قرار دے

جو تیرے پاس آ گیا دل کی مراد پا گیا
ان کو خزاں سے دور رکھ نیرنگیء بہار دے

پیاسے کھڑے ہیں تشنۂ لب خالی ہوئے ہیں جام سب
عاشق ترے ہیں مست سب تو مے پلا خمار دے

ہوں ختم ساری ظلمتیں حاصل ہوں سب کو عظمتیں
مردہ دلوں کو رب مرے تو نور سے نکھار دے

در پہ فقیر ہیں ترے کشکول تھام کر کھڑے
بس منتظر کرم کے ہیں تو ان کو دستِ یار دے



کبھی عشق تیرا جمال ہے
کبھی عشق تیرا جلال ہے

کئی روپ ہیں ترے عشق کے
کبھی گہر ہے کبھی لعل ہے

میرا دل رہے سدا رقص میں
ترا عشق وجہء دھمال ہے

مجھے خود سے کیوں ہے جدا کیا
میں ہوں کون تجھ سے سوال ہے

کیا پیدا خاکی کو نور سے
ترے عشق کا یہ کمال ہے

جو دکھائی تو نے ہے اک جھلک
مرا جینا مرنا محال ہے



کون کرتا رہا تلاوت ہے
دی فضاؤں نے اک بشارت ہے

دھیرے دھیرے برس رہی پھوار
اتری پھر آسماں سے آیت ہے

آ رہی ہیں اذاں کی آوازیں
کر لو سجدہ اگر بصارت ہے

نکلیں شبنم سے باوضو ہو کر
گل و لالہ کی یہ روایت ہے

کیسے پی کو پکارتا پی ہو
دیکھی ایسی کہاں حلاوت ہے

اِس کو اپنا کبھی نہ سمجھو تم
زندگی موت کی امانت ہے

گر یقیں ہے تمہارا کامل تو
عشق کرنا بھی اک عبادت ہے



بہت شعلہ بیانی ہو رہی ہے
ہر اک سو نعت خوانی ہو رہی ہے

موذن اب ہوائیں ہو گئی ہیں
فضا کتنی نورانی ہو رہی ہے

نہیں حاصل ہے کچھ لا حاصلی کا
ہر اک شے نقشِ فانی ہو رہی ہے

یقیں نے چھو لیا ہے آسماں کو
گماں سے بدگمانی ہو رہی ہے

چھپا لیں گے وہ کملی میں مجھے بھی
طلب یہ جاودانی ہو رہی ہے

ہے دنیا نقشِ پا پیرِ مغاںؐ کا
ہر اِک سُو کُن فکانی ہو رہی ہے

شہنشائے دو عالم میرے آقاؐ
جھکا ہے سر غلامی ہو رہی ہے

تقدس کا نشّہ چھانے لگا ہے
عقیدت ضوفشانی ہو رہی ہے

دوسرا حصہ :

کیفِ حضوری

وجہِ کون ومکاں

وجہِ کون و مکاں
تاجدارِ زماں
تاجدارِ زماں

آپؐ کی چاہ میں
ہے بنایا جہاں
تاجدارِ زماں
تاجدارِ زماں

نوری پیکر بنا
ماورائے گماں
تاجدارِ زماں
تاجدارِ زماں

ذاتِ احمدؐ سے ہے
یہ زمیں آسماں
تاجدارِ زماں
تاجدارِ زماں

وصلِ شب راستہ
کہکشاں کہکشاں
تاجدارِ زماں
تاجدارِ زماں

ساتھ براق کے
نور کا کارواں
تاجدارِ زماں
تاجدارِ زماں

عرش ہے وجد میں
عرشی رطب اللساں
تاجدارِ زماں
تاجدارِ زماں

عشقِ آلِ نبیؐ
بیکراں بیکراں
تاجدارِ زماں
تاجدارِ زماں

گُم ہے شہنازؔ بھی
نہ زباں نہ بیاں
تاجدارِ زماں
تاجدارِ زماں



کتنے ہی قافلے جو مدینے کو چلے ہیں
ہم بھی تو اس کے اذن سے طیبہ میں کھڑے ہیں

یارب قدر کی رات ہمیں بھی عطا کرنا
کتنے ہی خوش نصیب محمد ﷺ سے جڑے ہیں

نظروں کو اُٹھانے کی کہاں مجھ میں جسارت
آقاؐ ہیں صحابہؓ ہیں سبھی رتبے بڑے ہیں

بخشا ہر اک نبیؐ کو خدا نے ہے تقدس
بس نور کے پیکر میں محمدؐ ہی ڈھلے ہیں

شہنازؔ کو لے آئی مزملؔ کی محبت
ساحل ہے مدینہ ہے کنارے پہ کھڑے ہیں

------

کب اُتر سکتا ہے پیکر سے مرے رنگ اُنؐ کا
اُنؐ کے قدموں کی ہی مٹی سے بنا جسم مرا

فیض و تسکیں کے لئے یاں پہ مجھے بھیجا ہے
اک ذرا اپنی جھلک کیجئے مجھ کو بھی عطا

کیف کی نور کی برسات جدھر بھی دیکھوں
کس محبت سے دیا مکہ مدینہ ہے سجا

تو ہے غفار گناہ سارے مرے بخشے گا
کوئی معبود نہیں میرے خدا تیرے سوا

مت ڈرا مجھ کو اندھیروں سے زمانے اب تو
میرے رحمٰن نے دی مجھ کو سویروں کی ندا

تیرگی ظلمتیں چھٹ جائیں گی اک ہی پل میں
روح میں اب تو مری نور کا روشن ہے دیا

سانس لیتی ہوں تو سنتی ہوں دَرودوں کی صدا
ساتھ پڑھتی ہے فضا صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ

خوش نصیبی ہے کہ شہنازؔ مزملؐ کی ہے غلام
سر جُھکانے کے لئے صحنِ حرم کعبہ ملا



اب اپنے عشق کو یوں مجھ کو آزمانا ہے
یقیں کا ایک نیا زاویہ بنانا ہے

چراغِ دل تو بجھا ہے طویل مدت سے
فضائے نور میں پھر سے دیا جلانا ہے

ہمیں وہ بخشے گا دیدارِ ذات کی لذت
اسی کی سمت ہی اپنا تو آنا جانا ہے

محبتوں کا امیں اور بے نظیر ایسا
نہیں ہے کوئی بھی ایسا ہمیں بتانا ہے

سو گوندھ کر مری مٹی کو کوزہ گر نے مرے
مٹا کے ایک نیا نقش پھر بنانا ہے

زباں پہ اسمِ محمدؐ کے ورد سے شہنازؔ
ہوا ہے دل کا مرے حال کیا سنانا ہے



معمور کعبہ دل کا کریں اور نور سے
دل تو ابھی بھرا نہیں کیف و سرور سے

اس طرح سے مدینے میں چاہت ملی مجھے
سرشاری کتنی بڑھ گئی حُبِ رسول سے

کچھ اور عطا کر دیں ہمیں آپ معرفت
آگاہ ہو سکیں ذرا حق و شعور سے

عشق نبیؐ کا بہتا رہے بحرِ بیکراں
عاشق ہوں فیض یاب کرم کے بحور سے

رنگ اپنا ہم پہ اور چڑھا دیں مرے حضورؐ
ہم بھی تو جھلک دیکھیں ذرا اس کی دور سے



جو عید کا سرورِ مدینے میں ملا ہے
ایسا تو کبھی کیف نہ جینے ملا ہے

موجود وہاں جتنے بھی تھے عاشق و زائر
روح الامینؑ اُن کو شبینے میں ملا ہے

سکھلائے آپ نے ہمیں آدابِ بندگی
اک زمزمۂ شوق قرینے میں ملا ہے

وہؐ ہیں امین کیسے سنبھالا ہے اثاثہ
جو کھو گیا احمدؐ کے خزینے میں ملا ہے

شہنازؔ ڈھونڈتی پھری انوارِ مزملؐ
وہ نورِ محمدؐ کے سفینے میں ملا ہے



خوشیوں بھری نوید ہے سرکار ہیں میں ہوں
ہر دن ہی جشنِ عید ہے سرکار ہیں میں ہوں

لے آیا کھینچ کر یہاں پھر عشقِ محمدؐ
چاہت بڑی شدید ہے سرکار ہیں میں ہوں

مانگی تھیں اپنے رب سے محمدؐ کی قربتیں
قربت ہے اُن کی دید ہے سرکار ہیں میں ہوں

اس طرح سے بنا دیا خالق نے سلسلہ
ہر لمحہ یہ شنید ہے سرکار ہیں میں ہوں

جی چاہتا ہے ان کو میں آنکھوں میں چھپا لوں
کتنی حسیں وعید ہے سرکار ہیں میں ہوں



وقت معراج کا دیا ٹھہرا
وصل کی شب لگا دیا پہرا

حد مقرر تھی جبریلؑ کی بھی
لا مکاں میں تھا نور کا ڈیرہ

باندھ کے صف کھڑے پیغمبر تھے
تھا ملائک کا ہر طرف گھیرا

کُن فیکوں کا بھید کھلنا تھا
بولا خالق کہ میں ہوں بس تیرا

سر جھکا کر کہا محمدؐ نے
میں بھی تیرا ہوں گر ہے تو میرا



قدر کی شب ملی حیات سے مجھے
کی عطا عشق کی سوغات سے مجھے

میرے چاروں طرف اُجالا تھا
گھیرے تھی نور کی برسات سے مجھے

جانے کس سمت مجھ کو لے آیا
یہ جنوں اور اسمِ ذات سے مجھے

خود کو کھویا تو تجھ کو پایا ہے
گردشِ وقت دے ثبات سے مجھے

ساتھ ان کے سفر ہو طے میرا
چھوڑیں دنیا کے معاملات سے مجھے



مرحبا شہرِ تمنا ترا خاکہ لکھوں
بخشا جس جگہ نے عرفان وہ جادہ لکھوں

عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ اور ابوبکرؓ ہیں ساتھ
ہے تقدس کی فضا ذکرِ صحابہؓ لکھوں

چوما تھا گنبدِ خضری کی ہواؤں نے مجھے
کیسا دیکھا ہے وہاں عشق تماشہ لکھوں

عشق کی مے کی جو لذت سے نہیں ہے واقف
کیا غرض اس کو کہ میں جام یا بادہ لکھوں

باوضو ہو کے میری فکر و جنوں تازہ ہو
کر عطا نورِ بصیرت کہ زیادہ لکھوں



لے آئی پھر مجھے یہاں چاہت حضورؐ کی
محسوس کر رہی ہوں رفاقت حضورؐ کی

کملی کو کملی والے نے پھر سے بلا لیا
ہے عشق میرے پاس امانت حضورؐ کی

طیبہ کے گوشے گوشے میں، میں دیکھتی رہی
جاہ و جلال اور وجاہت حضورؐ کی

کیسے بتاؤں کیفِ حضوری کی داستاں
خوش آ گئی تھی مجھ کو زیارت حضورؐ کی

اب اس سے بڑھ کے کس کو سعادت ملی یہاں
پائی ہے مومنوں نے قیادت حضورؐ کی



صد شکر شہرِ یار میں داخل ہوئے ہیں ہم
پھر خیمہء قرار میں داخل ہوئے ہیں ہم

مے عشق کی پی لی ہے نشہ ٹوٹتا نہیں
پھر لذتِ خمار میں داخل ہوئے ہیں ہم

مہکی ہوئی فضا ہے معطر ہوئی ہے سانس
پھر گوشۂ بہار میں داخل ہوئے ہیں ہم

یہ کس نے اتنے پیار سے مجھ کو ہے دی ندا
پھر چاہتِ حصار میں داخل ہوئے ہیں ہم

آؤ فقیرو جھولیاں بھر کر سمیٹ لو
پھر گنجِ بے شمار میں داخل ہوئے ہیں ہم

شہنازؔ پر کرم کیا کتنا نصیب نے
پھر بزمِ پُر وقار میں داخل ہوئے ہیں ہم



شہر میں آ کے بھی گر اُن کا مرا ساتھ نہ ہو
پاس رہ کے بھی مری اُن سے کوئی بات نہ ہو

ہے یقیں مجھ کو کہ دیدار کا تحفہ دیں گے
کیسے ہو سکتا یہاں رہ کے ملاقات نہ ہو

جب تقدّس کی فضاؤں میں وضو کر لے خیال
روح سجدے میں رہے اور کوئی نعت نہ ہو

جس جگہ آپ ہوں اور جذب و جنوں بڑھ جائے
ہو موذّن بھی ہوا نور کی برسات نہ ہو

کیسے ممکن ہے درِ یار سے واپس آؤں
میرے دامن میں رہِ عشق کی سوغات نہ ہو



حُسنِ جمالِ یار نے مسحور کر دیا
تھا شہر سارا آئینہ خانہ بنا ہوا

قرب و وصال پانے کا لمحہ عطا ہوا
نورِ ثبات سے ملا رستہ سجا ہوا

چوما نگاہِ شوق نے جلووں کو برملا
اور حجرۂ وجود مجسم دعا ہوا

پڑھ کر درود پھر سے مؤذن ہوئی فضا
دیکھا تو عاشقوں کا تھا میلہ لگا ہوا

بارش تجلّیات کی برسی تھی ہر جگہ
یاں میزبانِ عشق بھی نور الھدیٰ ہوا

ربِّ العلٰی نے عشقِ مزملؔ کو دی ندا
شہنازؔ تیرا عشق ہی تیری جزا ہوا



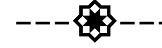
ہر اک ذرے ذرے میں تو ہی نہاں ہے
نظر ڈھونڈتی ہے چھپا تو کہاں ہے

وہ ہیں میری دھڑکن میں سانسوں میں شامل
بس اسمِ محمدؐ ہی وردِ زباں ہے

کہاں مجھ سا عاصی کہاں ذاتِ عالی
محبت کا اک فیض اُن سے رواں ہے

میں نظروں سے چوموں گی روضے کی جالی
تقدس ہے قربت مقدس سماں ہے

ثنا خواں ہے انہی کی شہنازؔ ہر دم
مدحت کر رہا ان کی کروبیاں ہے



میں کیسے بتاؤں کہ کیا دیکھتی ہوں
تصور میں صلّی علیٰ دیکھتی ہوں

مجھے اُنؐ کی رحمت صدا دے رہی ہے
محمدؐ کے در کو کھلا دیکھتی ہوں

کروں بند اپنی میں آنکھوں کو کیسے
حرم پاک میں ہوں خدا دیکھتی ہوں

یہ ماہِ مقدس ہے جھولی کو بھر لوں
خدا کی میں جود و سخا دیکھتی ہوں

شفاعت شفاعت شفاعت شفاعت
محمدؐ کے لب پر دعا دیکھتی ہوں

عطا رب کی کتنی ہے شہنازؔ دل پر
محمدؐ محمدؐ لکھا دیکھتی ہوں



مدینے سے مسافر آ گئے ہیں
مرادیں ساری دل کی پا گئے ہیں

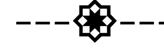
سلاموں اور درودوں سے سجا کر
جو تحفے لائے تھے پہنچا گئے ہیں

دعائیں مانگ لی ہیں عاشقوں نے
دل اپنا کھول کر دکھلا گئے ہیں

ہواؤ دیس جا کر یہ ندا دو
وہ سب کی حاضری لگوا گئے ہیں

ہوئے خالی تھے تھوڑے جام اُن کے
طہورہ جام وہ بھروا گئے ہیں

جو دیکھا عشق تو طہٰؐ مزملؐ
کیا رمزِ عشق ہے سمجھا گئے ہیں



میں ذرہء ناچیز کہاں شانِ محمدؐ
بس کعبۂ دل میں ہے عیاں شانِ محمدؐ

نادم ہوں اپنی ذات پہ لب کھولوں تو کیسے
کر پاؤں گی میں کیسے بیاں شانِ محمدؐ

یہ عشقِ نبیؐ روح میں کر جائے سرایت
اک پل نہ رہے اُس سے نہاں شانِ محمدؐ

خوشبو سے معطر ہیں مدینے کی فضائیں
مہکا دے مری روح کا مکاں شانِ محمدؐ

عاشق کے عشق کو ملے اظہار کی جرأت
ہر لمحہ رہے وردِ زباں شانِ محمدؐ

عاصی کی زندگی میں وہ لمحات بھی آئیں
شہنازؔ بھی کر پائے بیاں شانِ محمدؐ



شکر کیسے کروں تیرا ربِ اعلیٰ
کعبۂ دل میں عشقِ نبیؐ بھر دیا

مجھ کو دی ہے مری چاہتوں نے ندا
پیار سے پھر بلاتے ہیں صلِ علیٰ

دھڑکنوں میں درودوں کی گونجی صدا
میں تھی ذرہ مجھے تو نے چمکا دیا

ہے معطر فضا نغمہ زن ہے ہوا
سامنے اپنے ہے بابِ رحمت کھلا

دیکھو رب کا یہ کیسا کرم ہو گیا
قافلہ اک مدینے کا بننے لگا

سن لی رب نے سبھی عاشقوں کی دعا
عشق عاشق کو محبوب تک لے چلا



یارب درِ رسولؐ کی بن کر گدا رہوں
یارب ہر اک زبان پر بن کر دعا رہوں

تو پھر سے مجھ کو اذنِ حضوری ضرور دے
یارب ہمیشہ عشقِ نبیؐ میں فنا رہوں

یارب کریم ہے تو غفور الّرحیم ہے
رحمن رحمتوں کی میں بن کر صدا رہوں

تو بھر دے اپنی روشنی میرے وجود میں
میں تیری کائنات میں بن کر ضیا رہوں

شہنازؔ کو بنایا ہے ذرے سے آفتاب
بن کر چراغ دنیا و دیں میں سدا رہوں



سچ جس میں عیاں جتنا ہے وہ اتنا ولی ہے
انسانیت کی راہ محبت سے ملی ہے

دشمن کو دعا دینا فقیری کی ہے معراج
سیکھا جو معاف کرنا کلی دل کی کھلی ہے

کلمہ کوئی نازیبا زباں سے نہ ادا ہو
کہنے سے پہلے سوچو محمدؐ کی گلی ہے

مانگو پناہ رب ہمیں دوزخ سے بچائے
دنیا بھی ہو جنت تو وہ جنت بھی بھلی ہے

خوش بخت ہے شہنازؔ محمدؐ کی اُمتی
صد شکر کے انوارِ مزمّل میں پلی ہے



رب کے اَسرار کی ابتدا ہیں
آپ تحفہء رب العلیٰ ہیں

آپؐ کا کوئی ثانی نہیں ہے
آپؐ ہی خاتم الانبیاءؐ ہیں

رحمت العالمینؐ بن کے آئے
عرش سے اتری رب کی ندا ہیں

توڑ کر بتکدہ رب ملایا
کتنے پیارے حبیبِؐ خدا ہیں

آؤ سب کو میں طیبہ دکھا دوں
میرے دل میں مکیں مصطفیٰ ﷺ ہیں

کیوں نہ تقلید ان کی کریں ہم
جو محبت مجسم دعا ہیں

میری روح میں بسے ہیں ازل سے
عشقِ شہنازؔ کی انتہاء ہیں



سوزِ فراقِ ہجر نے بھی فیض پا لیا
صَلِّ عَلٰی نے در پہ ہمیں پھر بلا لیا

دھڑکن میں جس کی اسمِ محمدؐ کی گونج ہے
سمجھو کہ اُس نے نورِ مجسم کو پا لیا

کملی کے منہ سے ورد سنا جب درود کا
کملی کو کملی والے نے کیا کچھ عطا کیا

طیبہ کے ذرے ذرے میں انوار ہیں نہاں
خاکِ درِ رسولؐ سے چہرہ سجا لیا

بھڑکا جو عشقِ نورِ مزملؐ نے یہ کہا
شہناز ہم نے تجھ کو ہے اپنا بنا لیا



حضوری کی اجازت مل گئی ہے
درِ طیبہ سے دعوت مل گئی ہے

چلے آئے ہیں عاشق پھر حرم میں
محبت کو محبت مل گئی ہے

چلے جائیں گے پھر کعبہ کی جانب
سبحان اللہ فضیلت مل گئی ہے

کہوں گی حالِ دل اپنے نبیؐ سے
مجھے پھر سے رفاقت مل گئی ہے

عطا کیا کچھ کیا ہے عاشقوں کو
محمدؐ کی شفاعت مل گئی ہے



سوز و فراق و ہجر سے آگے کی بات ہے
یہ عشق مجنوؤں کے تماشے کی بات ہے

جانے سے پہلے دید کی حسرت مٹا بھی دیں
در پہ بلانا آپ کے وعدے کی بات ہے

ہیں کب سے کھڑے منتظر رستے میں یہ غلام
بس حاضری حضوری کی سجدے کی بات ہے

یہ ذرۂ زمین تو قدموں کی دھول ہے
صحنِ حرم میں داخلہ دعوے کی بات ہے

شہنازؔ کیسے نورِ مزملؐ سے ہو جدا
دشوار کام چھوڑ کے جانے کی بات ہے



ذرا دیکھیے کیسی قسمت ملی
نبیؐ جی کی ہم کو قیادت ملی

انہیںؐ پر ہی قرآن نازل ہوا
انہیںؐ سے ہے اس کی وضاحت ملی

وہ سجدوں میں روتے رہے عمر بھر
تب اُمت کو اُنؐ کی شفاعت ملی

شہنشاہِ عالم ہیں اپنے نبیؐ
انبیاءؑ کی انہیں ہے امامت ملی

صحابہؓ کریں فخر جتنا ہے کم
محمدؐ کی اُن کو رفاقت ملی



پھیلا ہوا ہے نورِ محمدؐ کہاں کہاں
بھٹکی ہوئی تھی اُمتِ خیر البشر کہاں

جو آپؐ کا نہیں وہ خدا کا بھی کب ہوا
گر آپؐ پر نہیں تو خدا پر نظر کہاں

میں تو تلاشِ یار میں مدہوش ہوگئی
پروانہ وار جاؤں مگر بال و پر کہاں

کشکول تھام عشق کو دیتی پھروں صدا
آگے بڑھوں تو کیسے ......کس اُمید پر کہاں

گم ہو چکی ہوں میں تو تصور میں آپؐ کے
دیدار آپؐ کا ہو مری وہ نظر کہاں

پہنچا دیا خدا نے درِ مصطفیٰؐ پہ آج
ہے جالیوں سے آگے نظر کا گزر کہاں

اے آفتاب دیکھے بنا نور کی کرن
لے کر چلا ہے خالی بیاضِ سحر کہاں

شہنازؔ کیسے ہو الگ در سے حضورؐ کے
کب جانتی ہے در ہے کہاں اور گھر کہاں



دل میں جب یاد تیری در آئی
آنسو کرنے لگے پذیرائی

آئینہ دل کا توڑ کر دیکھا
تیری تصویر ہی نظر آئی

منحصر سب تِری عطا پر تھا
آخر اُمید میری بَر آئی

سامنے اب مرا مقدر ہے
کس کے در پر میں کس کے گھر آئی

اب چُھپا لیں گے مجھ کو دامن میں
عشق کی ہو گئی ہے شُنوائی

نور اور خوشبوؤں میں پھر شہنازؔ
بھیگنے کو یہاں چلی آئی



گر وہ لمحے شدید دیتا ہے
رحمتوں کی نوید دیتا ہے

وہ فقط لا اِلہ اِلا اللہ
ذرہ ذرہ وعید دیتا ہے

کوئی پل بھی اذاں سے خالی نہیں
اس فضا میں شنید دیتا ہے

دنیا مانگو تو وہ تمھارے لیے
ساری چیزیں خرید دیتا ہے

اور طلب نور کی جو کرتا ہے
اپنے پیارےؐ کی دید دیتا ہے



خود اپنے آپ پر جو مجھ کو آشکار کیا
بنا کے اپنا مجھے تو نے بے شمار کیا

نفی جو ذات کی کر دی تو تجھ کو پہچانا
پھر اپنے آپ سے بھی ٹوٹ کر ہے پیار کیا

یقین کر کے نکل آئے بے یقینی سے
اور اپنے عشقِ مسلسل پہ اعتبار کیا

دعا کے فیض کے اسرار مجھ پہ کھلتے گئے
دیارِ عشق کے رستے کو اختیار کیا

اُسی نے جھولی میں بھر دیں مراد کی کلیاں
اُسی نے ساری خزاؤں کو ہے بہار کیا

وہ نسیم شب کو اتر آیا حجرۂ دل میں
صبحِ اُمید کے گلشن کو لالہ زار کیا



دیتے ندا ملائکہ یہ عرش سے پکار کے
جس کو طلب ہے پیار کی رحمان اسکو پیار دے

دستِ دعا اُٹھائے جو تیرے حضور ہیں کھڑے
ان کی دعا قبول کر ان کو ذرا قرار دے

جو تیرے پاس آ گیا دل کی مراد پا گیا
ان کو خزاں سے دور رکھ نیرنگیء بہار دے

پیاسے کھڑے ہیں تشنۂ لب خالی ہوئے ہیں جام سب
عاشق ترے ہیں مست سب تو مے پلا خمار دے

ہوں ختم ساری ظلمتیں حاصل ہوں سب کو عظمتیں
مردہ دلوں کو رب مرے تو نور سے نکھار دے

در پہ فقیر ہیں ترے کشکول تھام کر کھڑے
بس منتظر کرم کے ہیں تو ان کو دستِ یار دے



پہنچنا چاہو جو لا مکاں تک
تو رفعتِ ذولجلال سمجھو

سمجھنا چاہو جو عشقِ کامل
تو وجہء عشقِ بلال سمجھو

تلاش مرشد بغیر ہو گی
تو راز کھلنا محال سمجھو

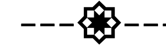
جواب خود ہی ملے گا تم کو
کیا جو اس نے سوال سمجھو

جو دیکھنا چاہو رقصِ بسمل
قلندروں کی دھمال سمجھو

فنا کی منزل کو پا لیا گر
یہ لا ہوت کا ہے کمال سمجھو

نہ پرکھو عشقِ اویس قرنی
صحابیء بے مثال سمجھو

ہے جس کی پرواز انتہا تک
تو اولیاء کا کمال سمجھو



خواہش ہے انؐ کا روضہ نظر کے قریب ہو
یارب بلندیوں پہ مرا پھر نصیب ہو
تو نے دیا ہے تحفے میں مجھ کو درودِ پاک
میری زباں پہ ہر لمحے ذکرِ حبیبؐ ہو

تیسرا حصہ:

درود وسلام



رہِ عشق میں وہ مقام آ گیا ہے
زباں پر درود و سلام آ گیا ہے

ہواؤں نے مجھ کو ندا آج دی ہے
بلاتے ہیں وہ یہ پیام آ گیا ہے

عجب ایک نشّہ سا مجھ پہ ہے طاری
لبوں پر محمدؐ کا نام آ گیا ہے



جب بھی لکھوں میں اپنے محمدؐ کا نام
اُنؐ پہ بھیجوں میں لاکھوں درود و سلام

کہتے کہتے تھکی کب میں صَلِّ علیٰ
دل نے انؐ کو پکارا یونہی صبح و شام

کوئی بھی درمیاں میں نہ حائل ہوا
جب خدا سے ہوئے مصطفیٰؐ ہم کلام

آپؐ نورِ خدا مصطفیٰؐ مجتبیٰؐ
اُن کے نقشِ کفِ پا پہ چلنا مدام

فاطمہ سیدہؓ نورِ عینِ نبیؐ
آپؐ پر ہو گئیں رحمتیں سب تمام

ذکر کے اُن سے ملتا ہے کتنا سکوں
اُن کی محفل کامل کر کریں اہتمام



عشق کی ہیں ابتدا صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ
عشق کی ہیں انتہا صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ

ہر گھڑی ہونٹوں پہ رہتا اسمِ احمد مصطفیٰؐ
وِرد کرتی ہے ہوا صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ

فیض سے انوار سے سینہ منور کر دیا
دھڑکنیں دیتی صدا صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ

ایک پل کے بھی لئے اوجھل نہ ہوں وہ آنکھ سے
دید کر دیں اب عطا صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ

وجد میں ڈوبی ہوئی شہناز نے مانگی دعا
عشق کامل ہو مرا صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ

تحفہ جس دن سے اسے نورِ مزملؐ کا ملا
وِرد ہے شہناز کا صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ



ذات ارفع نورِ مجسّم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

آپ کا ہر فیضان مکرّم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

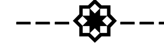
رہبرِ اعظم خُلق مجسم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

آپؐ ہیں آقا شاہِ دوعالم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

آپؐ کے دم سے دنیا محکم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

مجھ کو عطا ہو دیدۂ پُرنم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

لب پر ہو شہنازؔ کے ہر دم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم



کبریا کی ہے ندا عشقِ محمدؐ مصطفیٰ
اور ملائک کی ثناء عشقِ محمدؐ مصطفیٰ

سارے ولیوں کے ولی ہیں حیدرِ علی مرتضیٰ
ان کو بھی رب سے ملا عشقِ محمدؐ مصطفیٰ

سارے عاشق کعبہ پہ آ کر لگاتے ہیں صدا
بھر دے پیالہ تو مرا عشقِ محمدؐ مصطفیٰ

یاں سے خالی ہاتھ جاتا ہی نہیں کوئی گدا
رب ہے سب کو بانٹتا عشقِ محمدؐ مصطفیٰ

چاند تارے پوچھتے صحنِ حرم سے کیا ملا
جھوم کے کہتی صبا عشقِ محمدؐ مصطفیٰ

بھر گئیں جب جھولیاں شہناز کی آئی ندا
ہے یہ اللہ کی عطا عشقِ محمدؐ مصطفیٰ



ہوں گی سایہ فگن رحمتیں صبح و شام
آ گیا ہے لبوں پر محمدؐ کا نام

روبرو آپؐ کے سر جھکائے غلام
پیش کرتے ہیں آقاؐ درود و سلام

گردشیں آج ہی ختم ہوں گی تمام
السّلام السّلام السّلام السّلام

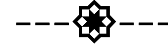
میرے صلِّ علیٰ رحمتیں ہوں دوام
میرے صلِّ علیٰ پہ درود و سلام

ہوں بسر یاد میں آپؐ کی صبح و شام
میرے لب پہ ہر دم محمدؐ کا نام

بھیجیں صلِّ علیٰ پہ درود و سلام
السّلام السّلام السّلام السّلام

چوتھا حصہ:

حرفِ دُعا



خاتم الانبیاء رہنمائے اُمّمؐ
روشنی ہو عطا شمعِ بزمِ حرم
ہاتھ پھیلا کے ہم مانگتے ہیں دعا
بخشوا دیں خطائیں شفیع الاُمّمؐ

ہم خطا کار ہیں ہم سیہ کار ہیں
اپنی غفلت پہ نادم گنہ گار ہیں
آپ اُمت کے والی ہیں سرکار ہیں
سب رسولوں کے نبیوں کے سردار ہیں

بخشوا دیں خطائیں شفیع الاُمّمؐ
روشنی ہو عطا شمعِ بزمِ حرم

ہجر میں آپ کے احمدِ مرسلیںؐ
روتے روتے یہ دیوانے مر جائیں گے
ہم کو پروانہ اذنِ حضوری کا دیں
دن پھریں گے مقدر بدل جائیں گے
ہم بھی طیبہ کی جانب نکل جائیں گے
ربِ کعبہ کرے گا یہ ہم پہ کرم
ہم بھی دیکھیں گے دربار شاہِ اُمّم
روشنی ہو عطا شمعِ بزمِ حرم

بخشوا دیں خطائیں یہ کیجئے کرم
روشنی ہو عطا شمعِ بزمِ حرم
غفلتوں سے نکالا جگایا ہمیں
کام آ ہی گئی آخرش چشمِ نم
ربِ کعبہ نہ ہو اب یہ فیضان کم
بخشوا دیں خطائیں شفیع الاُمّمؐ
روشنی ہو عطا شمعِ بزمِ حرم

دیر و کعبہ میں جس کو ٹھکانہ ملا
اس کو دونوں جہاں کا خزانہ ملا
کملی والے کے دامن میں جو چُھپ گیا
پھر شفاعت کا اس کو بہانہ ملا
بخشوا دیں خطائیں شفیعِ الاُمَمؐ
روشنی ہو عطا شمعِ بزمِ حرم



ملا حرف حرف سجا ہوا
یہ مرے کریم کی ہے عطا

کروں شکر کیسے بھلا ادا
دی حقیر بندے کو یہ ندا

تری مستجاب ہے ہر دعا
ترے دل میں ہوں میں چھپا ہوا

تری چاہتوں کا دیا صلہ
تجھے پیار دینے کو چن لیا

درِ کعبہ پر مرا سر جھکا
تو ہر ایک فیض تھا کھل گیا

مجھے اُس نے پیار سے دی صدا
سرِ عرش گونجی تھی یہ صدا

یہ ترے کرم کی ہے انتہا
مرا قرب تو نے ہے پالیا

ہے شکستہ تیرا یہ آئینہ
اسے بخشی میں نے ہے پھر جِلا

تجھے سب کی ماں ہے بنا دیا
کی قبول تیری ہر اک دعا

ترے بچوں کی بھری جھولیاں
جو بھی مانگا جس نے وہی دیا

ہوئی آنکھ نم مرا سر جھکا
کیا سجدہ اُس کا جو در ملا

نہ خوشی کی تھی کوئی انتہا
ملا رب تو سب ہی ہوا مرا

رمزِ عشق

(ارضِ مقدس پر عطائے خداوندی)

شہناز مزمل



انتساب

رمزِ عشق تک پہنچانے والے کے نام

ہمیں رمزِ عشق بتا گیا ہمیں بابِ عشق پڑھا گیا
وہ محبتوں کا پیامبر ہمیں پیار کرنا سکھا گیا
وہ حسب نسب سے تھا ماورا تھا عجیب اس کا بھی سلسلہ
ہمیں دے کر عشق کا اک دیا کوئے دشمناں میں بٹھا گیا
نہ ہمارے پاس تھے بال و پر نہ تھی آسماں کی کوئی خبر
وہ لگا کے ہم کو دعا کے پر سوئے عرش رب سے ملا گیا
تیرے عشق کا جو اسیر تھا جو محبتوں کی نظیر تھا
دکھا راکھ میں جو دبا شرر تو اسی کو شعلہ بنا گیا
جو سفیرِ عشقِ رسول تھا جو محبِ ربِ ودود تھا
بڑا رتبہ اس نے عطا کیا مجھے ماں کے جیسا بنا گیا



فہرست



شہناز مزملؔ؛ کامیاب شاعرہ

اردو ادب میں اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے ۔آئے دن شعراء و شاعرات کے مجموعہ ہائے کلام منظرِ عام پر آتے اور جاتے رہتے ہیں ۔غزل و نظم کی ترویجی اشاعت اس قدر زیادہ ہو چکی ہے کہ نئے مضامین نکالنا بہت مشکل ہو گیا ہے ۔لیکن ایک المیہ ہے کہ نعت کے حوالے سے اتنا زیادہ کام نہیں ہو رہا جتنا ہونا چاہیے تھا ۔اس صورت حال میں شہناز مزملؔ نعتیہ ادب کو مندرجہ ذیل تین شاہکار دے چکی ہیں :

1۔ جادۂ عرفاں

2۔ نورِ کل

3۔ عشقِ مزمل

ان کے قلم سے عطائے مصطفیؐ کا ایک چشمہ پھوٹتا ہے ۔وہ چشمہ جو نہ صرف پاک ہے بلکہ مثلِ کوثرِ سخن ہے ۔شہناز مزمل سے میرا تعلق ماں اور بیٹے کا ہے ۔اس مجموعے میں شامل اکثر نعتیں حضور ﷺ کے دربارِ اقدس میں اُن کے روبرو کہی گئیں ۔نعتیہ مضامین میں خوبصورت ندائیے کے ساتھ شہناز مزملؔ نے اس پرخطر سفر میں کامیابی سے منزل پائی ۔

شہناز مزملؔ کے نعتیہ اسلوب میں دو چیزیں اہم ہیں ۔ایک معرفتِ ذات اور دوسری ندائیہ اشعار ۔معرفتِ ذات شہناز مزملؔ کا ایسا فکری گوشہ ہے کہ جہاں سے علم و خرد اور معرفتِ حق کا در وَا ہوتا ہے ۔حضرت علیؓ کا قول سچ ثابت ہوتا نظر آتا ہے کہ ”جس نے خود کو پہچان لیا گویا اس نے اللہ کو پہچان لیا“ ۔

میں شہناز مزمل کی نعتوں کا پہلا قاری بھی ہوں اور میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ شہناز مزملؔ کے ہاں مضمون آفرینی بدرجہ اتم موجود ہے ۔یہ بات عیاں ہے کہ نعتیہ شاعری میں گنے چنے مضامین اور استعارات ہیں مگر شہناز مزملؔ نے نئے استعارات اور تشبیہات کا استعمال کرتے ہوئے ایک الگ راہ بنائی ۔اکثر شعراء نعت کہتے ہوئے غلو کا شکار ہو جاتے ہیں مگر شہناز مزمل نے نہایت چابک دستی سے اس سے جان بچائی ۔شہناز مزملؔ بلاشبہ اک عہد ہیں جنہوں نے بے شمار تحائف اردو زبان کو دیے ۔

اس مجموعہ کلام پر سرکارِ رسالت ﷺ کی مہر ثبت ہے ۔دعا ہے کہ مزید مجموعہ نعت شہناز مزملؔ سامنے لائیں گی ۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

سیّد نجم الحسن نجمی

حرف اکادمی ہزارہ



شہناز مزملؔ کا نعتیہ فن

سبھی اصنافِ ادب میں حمد، نعت اور منقبت وہ اصناف ہیں جو پُل صراط پر چلنے کے مماثل ہیں ۔ جو اس پر سے گزر گیا، وہ کامیاب رہا۔ ان اصناف میں جہاں قلم کی ہلکی سی جنبش بھی ہمیں گنہگار بنا سکتی ہے، وہیں قابلِ صد مبارکباد و آفریں ہیں وہ قلمکار جو ان اصناف میں کامیاب طبع آزمائی کرتے ہیں ۔ ان میں بالخصوص خواتین قلمکار قابلِ ستائش و مبارکباد ہیں کہ وہ مطالعہ کے ساتھ ساتھ نعت اور منقبت میں قلم فرسائی کرتی ہوئی نظر آرہی ہیں ۔ ان خواتین شاعرات میں سرزمین لاہور کے دبستان کی مادر، خوش فکر، خوش بیاں اور خوش تحریر شاعرہ شہناز مزملؔ کا نام آتا ہے ۔ شہناز مزملؔ جہاں اک کامیاب غزل و نظم گو شاعرہ ہیں وہیں نعت و منقبت میں بہترین طبع آزمائی کر رہی ہیں ۔ اس سے قبل ان کے تین نعتیہ مجموعے منظرِ عام آچکے ہیں ۔

رمزِ عشق ان کے تحریر کردہ نعتیہ فن پاروں کا مجموعہ ہے ۔ زیرِ نظر مجموعہ میں شامل فن پارے جذبۂ عقیدت سے لبریز ہیں ۔ ان کے کلام میں عقیدت، پاکیزگی جا بجا جھلکتی ہے ۔ تخیل کی پرواز قابلِ ستائش ہے ۔ اک نعتیہ کلام میں جذبۂ عقیدت کا تلاطم دیکھئے ۔

محمدؐ کو اسریٰ کی شب جو دکھایا
ہمیں بھی کرشمہ وہی تو دکھا دے

پھر ایک بار مجھے اذنِ حاضری کا ملے
اب انتظار مجھے پھر تری ندا کا ہے

خود کو محبوب کا غلام سمجھنا عشق کی معراج ہے ۔ تصوف کی دنیا میں اس تصور کو مختلف صورتوں میں پیش کیا جاتا ہے ۔ شہناز مزمل نے بھی اس پر اپنی فکر پیش کی ہے ۔

میں فردِ جرم لئے چپ کھڑی رہی شہنازؔ
یہ معاملہ تو محبت کی انتہا کا ہے

میں جہاں میں سب سے امیر ہوں
درِ مصطفیٰ ؐ کی فقیر ہوں

شہناز مزملؔ نے اردو ادب کو کافی ثمرات دیے ہیں ۔ ان کے قلم کی سیاہی میں اعلیٰ فکر کی تابناکی ہے ۔ اشعار میں جاذبیت ہے ۔ ان کے اشعار قاری کے ذہن میں جاگزیں ہو کر دعوتِ فکر دیتے ہیں ۔ ان کی طویل زندگی، ترقی اور زیادتیٔ علم کے لئے بارگاہِ ایزدی میں دعاگو ہوں ۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو ۔

ساجد خان
کوآرڈینیٹر حرف اکادمی
(ہزارہ)



اپنے ہونے کی کچھ گواہی دے
ہر طرف حق ہی حق سنائی دے

جب بھی آواز دوں میں صلّی علیٰ
مجھ کو روضہ یہاں دکھائی دے

تشنگی دید کی نہ اور بڑھا
جلوہء گنبدِ مینائی دے

راز ہوں آشکار مجھ پر بھی
رسمِ دنیا سے اب رہائی دے

ہاتھ پھیلا کے کب سے میں ہوں کھڑی
منتظر ہے دعا رسائی دے

فیضِ شہنازؔ کو بھی مل جائے
کوچہ عرفان کا دکھائی دے



مے عشق کی پی کر ہی رند نے تجھے پہچانا
اے ساقیء میخانہ بھر دے مرا پیمانہ

گر عشقِ مصطفائی رب نے عطا کیا ہے
پھر وصفِ مصطفیؐ کو مشکل نہیں اپنانا

ٹوٹے نہ کبھی نشہ لب تشنہ نہ رہ جائیں
در پر پڑے ہیں میکش اب کھول دے میخانہ

سب کچھ ہے ڈبو ڈالا اس عشق سمندر میں
بس عشق تماشا ہے اور جلوہء جانانہ

میں اور ذات میری شہنازؔ کھو گئی ہے
کُن کی صدا لگا کر لاہوت پر بلانا



حجرہء عشق میں غنچہ مرے دل کا چٹکا
کھلتی کلیوں کی ہے خوشبو سے حرم بھی مہکا

کعبہء دل میں درودوں کی صدائیں گونجیں
سبز گنبد مری نظروں میں قمر سا چمکا

میرے ماہن میرے طٰہٰ نے پکارا مجھ کو
جذب میں جب درِ احمدؐ کو ہے جھک کر چوما

جب نظر آئی جھلک کملی کو کملی کی کبھی
عشق مستانہ ہے مستی میں بہک کر جھوما

پہنچی در پر جو مُزّمِلؔ کے تو شہناز لگا
خاک نے فرش پہ ہے عرشِ معلی دیکھا



دیرینہ اس کی رفاقت ہے
وہ عشق ہی میری چاہت ہے

تم کیا جانو تم کیا سمجھو
اس عشق میں کیسی لذت ہے

معراج ہے اس کی درد سنو
یہ لمبی ایک ریاضت ہے

پھر بن مانگے سب دیتا ہے
بے لوث محبت عادت ہے

آ کعبہء دل میں جھانک ذرا
بس عشقِ مُزّمِلؔ راحت ہے

شہناز بتادے کون ہے وہ
تو کرتی جس سے محبت ہے



ہیں عطا ہی عطا ہیں کرم ہی کرم
تاجدارِ حرم میرے شاہِ اممؐ

زندگی میں ہر اک رنگ ہے آپ سے
آسماں جیسے روشن ہو ماہتاب سے
ہیں عطا ہی عطا اور کرم ہی کرم
آپ شمعِ حرم میرے شاہِ اممؐ
سب سوالی قطاریں بنائے کھڑے
ہیں دعاؤں کے گجروں سے دامن بھرے
ان کے ایماں و ایقاں کا رکھ لیں بھرم
تاجدارِ حرم میرے شاہِ اممؐ

ان کی دھڑکن درودوں کی مالا بنے
موتی پلکوں پہ ان کی ہیں کتنے سجے
کر دیں ان پہ کرم رکھ لیں ان کا بھرم
تاجدارِ حرم میرے شاہِ اممؐ



مرے آقاؐ مرے آقاؐ
مرے آقاؐ مرے آقاؐ
زباں پہ اسمِ احمدؐ کی صدا ہے
ملی عاشق کو رب سے یہ جزا ہے

ہمیشہ ہی عطا کی بارشیں ہیں
مرا کشکول خالی بھر دیا ہے
ہر اک دھڑکن پکارے ہے محمدؐ
مؤذن ہر طرف میرے ہوا ہے

جبینِ شوق کو میں کیسے چوموں
درِ طیبہ پہ سجدہ کر لیا ہے
تجھے بلوایا ہے شہناز در پر
مُزمّلؔ نے تجھے تحفہ دیا ہے



نورِ احمدؐ کی پھیلی ہوئی روشنی
زندگی ، زندگی ، زندگی ، زندگی

مہرِ تاباں کے آنے سے ظلمت گئی
تیرگی بھی کرن بن کے روشن ہوئی

سوکھی ہر شاخ پھر سے ہری ہوگئی
اب خزاؤں میں بھی ہر کلی ہے کھلی

کون آیا یہاں کیسی دنیا سجی
چہچہاتے پرندوں نے آواز دی

رقصِ بسمل میں شہناز گم ہوگئی
یہ معطر فضا نغمہ زن جو ہوئی



آپ ؐ تھوڑا کرم مجھ پہ فرمائیے
در پہ بلوائیے ، در پہ بلوائیے

عشق پیالہ مرا خالی ہونے نہ دیں
تشنہ لب عشق کو جام پلوائیے

کالی کملی کی ہی دیکھ لوں اک جھلک
خواب ہی میں مرے آپ آجائیے

بانٹوں گجرے سلاموں کے آ کر وہاں
اب درودوں کی مالا بھی پہنائیے

منتظر ہے سماعت یہ سننے کو اب
حاضری تیری شہناز اب چاہیئے



ہر بقا کو دوام آپ ؐ سے ہے
رب تو بس ہم کلام آپ ؐ سے ہے

آسماں چاند اور ستاروں کو
اونچا حاصل مقام آپ ؐ سے ہے

آپ ؐ کے نور سے سجی دنیا
بزم کا اہتمام آپ ؐ سے ہے

آپ ؐ اُم الکتاب ہیں آقا
رب نے بھیجا پیام آپ ؐ سے ہے

بیٹھی حیرت کدے میں گم شہناز
سارا یہ انصرام آپ ؐ سے ہے



جی چاہتا ہے پر میں لگا کر اڑا کروں
خواہش ہو جب بھی مکہ مدینہ پہنچ سکوں

ہر سمت میرے آقا ہی بس جلوہ نما ہوں
یہ کعبہء دل آئینہ خانہ میں بنا لوں

میری نظر کے سامنے ہو مسجدِ نبوی
چپ چاپ اس کو بیٹھ کر یونہی تکا کروں

آباد اسمِ ذات سے ہو حجرہء وجود
وردِ درودِ پاک ہر اک سانس میں سنوں

شہناز کو نہ ہوش رہے ارد گرد کا
صلِّ علیٰ میں پڑھتی رہوں جھومتی رہوں



بے قراری مری اور بڑھنے لگی
ورد صلِّ علیٰ کا میں کرنے لگی

درد لذت بنا کیف چھانے لگا
سیڑھیاں عشق کی پھر سے چڑھنے لگی

میری پلکوں پہ موتی چمکنے لگے
اپنی چنری میں ان کو میں بھرنے لگی

مصطفیٰؐ، مصطفیٰؐ، مصطفیٰؐ، مصطفیٰؐ
اسمِ اعظم محبت سے پڑھنے لگی

پھر سکوں مل گیا دل کو چین آ گیا
نور رستے پہ شہنازؔ چلنے لگی



شکر الحمد میں ڈوبی ہوں سر بسر
پھر سے تقدیر لائی ہے ان کے نگر

مجھ کو جاں سے بھی پیارے ہیں صلِّ علی
عشق کا مجھ کو میرے ملا ہے ثمر

نور کے جھٹپٹے میں اچانک دکھا
جھلملاتا ہوا میرے آقا کا در

میں تو مدہوش عشقِ مُزمل میں تھی
سامنے ان کو پایا اٹھی جو نظر

کوئی تقدیر میری بدل نہ سکا
خاک کو کر دیا مصطفیٰؐ نے گہر

کھو ہی جاتی یہ شہنازؔ رنگینی میں
گر نہ بنتے مُزَمِّلؔ مرے راہبر



اُمّتی ، اُمّتی ، اُمّتی ، اُمّتی
وقت نزع زباں پر یہی بات تھی

رات بھر رو کے سجدوں میں کی التجا
کہہ دے اُمت مری تو نے ہے بخش دی

رب نے مخصوص لوگوں کو تھا چن لیا
جن سے نوری محمدؐ کی امت بنی

آپؐ نے ہے شفاعت کا وعدہ کیا
روزِ محشر گواہی بھی دیں گے وہی

مومنو! یہ بشارت ہے سب کے لئے
رب ہے ان کا ولی جن کے ہیں یہ نبیؐ

میں ہوں رحمان تو اب آئی ندا
رب نے آوازشہنازؔ کی جو سنی



پائی تسکین عشقِ فراواں نے تھی
سجدہ کرنے کو خُلدِ بریں مل گئی

شوقِ دیدار پورا مرا ہو گیا
جالیوں پہ نظر میری جیسے پڑی

میری نظروں میں دل میں وہی تھے بسے
آئینہ خانہ دل کی یہ نگری بنی

کملی کھوسی گئی کیف و وجدان میں
وردِ صلِّ علیٰ کا ہی کرتی رہی

کیف آور تھی شہنازؔ کی وہ نماز
سجدے سے سر کو اپنے اٹھا نہ سکی



کبھی تو در پہ بلا لیں مجھے مرے سرکارؐ
غلام اپنا بنا لیں مجھے مرے سرکارؐ

نحیف آبلہ پا در پہ آقا آ جاؤں
کبھی جو آپ پکاریں مجھے مرے سرکارؐ

دکھائیں رب کو نہ میرا یہ نامہء اعمال
کہ روزِ حشر چھپا لیں مجھے مرے سرکارؐ

گناہ دیکھ سکے کوئی بھی نہ عاصی کے
کرم کریں تو بچا لیں مجھے مرے سرکارؐ

بھٹکتی پھرتی ہے شہناز در بدر کب سے
ٹھکانا اپنا دکھا دیں مجھے مرے سرکارؐ



آپؐ آئے تو زندگی آئی
ظلمتوں نے بھی روشنی پائی

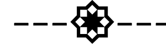
ہادی سب کے ہیں میرے صلِ علیٰ
ذاتِ اطہر سے بندگی پائی

انؐ کی ہر بات قرآنی تفسیر
انؐ کے ہر لفظ میں ہے دانائی

وہ سراج و منیر داعی ہیں
نورِ رب سے ہے روشنی پائی

میرے آقاؐ میں در پہ حاضر ہوں
روضہء پاک دیکھنے آئی

آپؐ شہناز کے ہیں دل کے مکیں
کیف آور ہے اب جبیں سائی



آپؐ کے دم سے روشن چراغِ جہاں
ظلمتوں میں تھی گم ساری خلقت یہاں

رب نے آویزاں لوح و قلم جب کیا
اس نے لکھا تھا اسمِ محمدؐ وہاں

کیا محبت ہے عاشق کی معشوق سے
ان کی خاطر بنائے زمیں آسماں

عرش پر تھا ملائک نے سجدہ کیا
لیکن ابلیس انسان سے بدگماں

ہے ابد سے ازل تک کا یہ سلسلہ
یونہی چلتا رہے گا سدا کارواں

لب پہ شہناز کے رہتی ہر پل دعا
ساتھ ہوں اپنے وارثِ کون و مکاں



مجھے پھر سے آقاؐ مدینے بلا لیں
اسے آئینہ خانہ پھر سے بنا دیں

پھروں گی میں طیبہ میں صحنِ حرم میں
مجھے شاہا گنبدِ خضریٰ دکھا دیں

بنا لائی ہوں میں سلاموں کے گجرے
درودوں کی مالا جو گنیا کو لا دیں

مرے عشق کی کوئی حد ہی نہیں ہے
مجھے کیف و مستی کی دنیا دکھا دیں

چلی آئی شہناز کشکول تھامے
درِ مصطفیٰؐ کا گداگر بنا دیں



تو نہاں ہو ذرا ڈھونڈتی میں پھروں
ہو اگر روبرو تجھ کو دیکھا کروں

جانے کیوں ہر گھڑی ہے تری آرزو
چین عاشق کو لینے نہ دیتا جنوں

میری سانسوں میں دھڑکن میں بس تُو ہی تُو
اس لیے ہر گھڑی باوضو میں رہوں

عشق کے دائرے میں ہی محصور رکھ
جیسا تُو چاہتا ہے میں ویسی بنوں

اب تو شہناز کی ہے یہی جستجو
دوریاں ختم ہوں پاس تیرے رہوں



ہم عشقِ مزمل کا بھی چرچا نہیں کرتے
عاشق ہیں مگر عشق تماشا نہیں کرتے

کشکول بڑھاؤ ذرا کچھ مانگ کر دیکھو
منگتوں کے وہ دامن کو مرادوں سے ہیں بھرتے

حق کہنے سے سچ کہنے سے کب ہوتے گریزاں
عاشق تو محمدؐ کے کسی سے نہیں ڈرتے

اے کاش کبھی ہوتے محمدؐ کے صحابی
پلکوں کو بچھا دیتے جہاں سے وہ گزرتے

اپنی تو حقیقت یہ ہی شہناز مُزَمِّلؔ
جیتے بھی فقط ان کے لئے ان پہ ہیں مرتے



آج دنیا میں پیارے نبیؐ کا ظہور
چھٹ گئیں ظلمتیں اور پھیلا ہے نور
آ رہی ہے ندا مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
عشق کی ابتداء مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ
جھومتی ہے فضا مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ
رب نے بھی کہہ دیا مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

عرش پہ شور ہے کون آیا یہاں
ہر ملک نے کہا مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

نور سے جب بنایا گیا آپ کو
رب کی تھی یہ ندا مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

کوزہ گر! خاک کا مرتبہ بڑھ گیا
نور سے نور کا دائرہ بڑھ گیا
چاک پر لکھ دیا مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

فخرِ کون و مکاں یا نبیِؐ خدا
زینتِ آسماں یا نبیِؐ خدا
عاشقوں پہ عطا مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

عید ہے یہ نبیؐ جی کی خوشیاں بھی ہیں
جشنِ سرکار ہے اور کلیاں بھی ہیں
دل مرا کھل اٹھا مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ



اُمّتی مجھ کو بنا دیتی ہے جن کی نسبت
فخر و اعزاز بڑھا دیتی ہے ان کی نسبت

فیکوں میں ہے چھپا راز کوئی کیا جانے
خاک کو نور بنا دیتی ہے کُن کی نسبت

نورِ فرقان نے بخشی ہے تقدس کی ردا
شب مرے واسطے روشن ہوئی دن کی نسبت

دیکھتی مکہ کے رستے میں ہوں چٹیل سے پہاڑ
دل کو بھاتے ہیں بہت سرو وثمن کی نسبت

جس محبت کے میں مخزن کی امیں ہوں شہناز
خوش نصیبی ہے مری طرزِ کہن کی نسبت



مری دھڑکنوں میں اذاں پھر ہوئی ہے
بلاتے ہیں آقاؐ ندا یہ سنی ہے

درودوں سلاموں کے گجرے پہن کر
مؤذن فضا نور سے بھر گئی ہے

مسافر مدینے کے تیار سارے
عجب دل میں اک کھلبلی سی مچی

مجھے عشقِ احمدؐ نے ہے فیض بخشا
ہر اک سانس صلِّ علیٰ کہہ رہی ہے

ہوا عشق کامل ہے شہناز تیرا
مُزّملؔ نے پھر مجھ کو آواز دی ہے



خاتم الانبیاء ؐ، الامیںؐ الامیںؐ
مرحبا مصطفیٰؐ، آفریں آفریں

کارواں عشق کا لے کر آیا کہاں
ہے معطر فضا عنبریں عنبریں

اس مؤذن فضا نے ہے جادو کیا
ہیں زمین و زماں سب ہی سجدہ نشیں

روح کے تار سارے ہی بجنے لگے
نغمہ زن ہے ہوا دل نشیں دل نشیں

عاشقوں کو مدینہ بلانے لگا
بانہیں پھیلا کے شہناز وہ مرمریں



اے مرے عشق مجھے اور نہ رسوا کرنا
یہ جنوں میرا زمانے سے چھپا کر رکھنا

کوچہ ء یار سے نکلے تو سمجھ میں آیا
کوچہءغیر میں جانے سے بھلا کیوں ڈرنا

آئی ہوں شہرِ تمنا میں بڑے مان کے ساتھ
خالی ہے جام مرا عشق کی مے سے بھرنا

دیکھوں روضے کی میں جالی ترا منبر چوموں
میرے سجدوں کا مقدر ہو ریاض الجنۃ

لے کر آئی ہے بہت پیاروں کے نامے شہناز
دیکھ کر تحفے مرے آقاؐ کہیں اَنظر نا



مدحتِ شاہ دوعالمؐ میں ہوں کھوئی جیسے
چاندنی چاند کے ہالے میں سموئی جیسے

اس طرح دل میں اترتا گیا اسمِ احمدؐ
نور کی کرنوں سے چنری ہو بھگوئی جیسے

برسی انوار کی بارش جو درِ اقدس پر
اس نے ہے ساری کثافت مری دھوئی جیسے

آنسوؤں کی جو لڑیاں دراقدس پہ بہیں
با وضو کلیوں سے مالا ہو پروئی جیسے

آئی شہناز ندا حاضری ہے تیری قبول
جاگی قسمت مری ایسی کہ نہ سوئی جیسے



نورِ مرسل نورِ ربی نور بحرِ بیکراں
فرش سے تا عرش پھیلا ایک نوری سائباں

ایسا منظر تو ملائک نے کبھی دیکھا نہ تھا
آسماں پر ہر طرف تھی کہکشاں ہی کہکشاں

روک دی محبوبؐ کی آمد پہ نبضِ کائنات
محوِ حیرت رہ گئی تھی گردشِ ارض وسماں

ایک حد تک ہی گئے جبریلؑ سوئے منتہا
منتظر تھا عشق تنہا جب وہ پہنچے لامکاں

کب تصور کرسکی معراج کا شہناز آنکھ
وہ بنانا چاہتا ہے کب کسی کو رازداں



ہے کہاں تاب یہ مجھ میں کہ کروں مدح و ثنا
مجھ کو سب کچھ ہی عطا تیرے کرم سے ہی ہوا

دوڑی آتی ہوں ترے پاس دعائیں لے کر
تیرے دربار میں آ کر ہی سکوں ہے ملتا

شکر ہے میرے خدا شکر کروں کیسے ادا
ممتا کی جھولی سدا پیار سے بھر کر رکھنا

قیمتی ہر ایک خزانہ مرے سلطان کا ہے
اس سے بڑھ کر تو اثاثہ نہیں کوئی میرا

تو نے ناچیز پہ کر دی ہے سخا کی بارش
مجھ کو فاروق بھی عمران بھی احمد بھی ملا

ان سے آباد مرے دل کی ہے دنیا شہناز
مان ایمان ہے تو شان ہیں نعما مینا



باب انوار کھلنے والا ہے
تیری قسمت میں اب اجالا ہے

جس نے خود شاہ کو ہے سونپ دیا
اس کو شاہا نے خود سنبھالا ہے

ہر گھڑی لب پہ ہے درود مرے
اسم اعظم کی پہنی مالا ہے

درِ اقدس پہ چھائی مدہوشی
کیف بھی ہو گیا دوبالا ہے

مل گیا اذنِ حاضری شہناز
رنگ اب عشق کا نرالا ہے



عشق کی انتہا خاتم الانبیاءؐ
بھر دیں پیالہ مرا مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ

رب جو راضی ہوا در پہ بلوا لیا
کعبہ دکھلا دیا سجدہ کروا دیا

جو بھی حاضر ہوا اور سوالی بنا
کر دی جود و سخا جو بھی مانگا ملا

مہرباں رب ہوا در عطا کا کھلا
ہر طرف وہ ہی تھا کیف سا چھا گیا

معجزہ اک دکھا نورِ کل مل گیا
عشق شہناز کا اب مکمل ہوا



جو پاس ہے مرے سب فیض مصطفیٰؐ کا ہے
عطائیں رحمتیں سارا کرم خدا کا ہے

کہاں تھی تاب کہ پرواز کرتی خاک مری
یہ سلسلہ جو بنا اس کی ہی رضا کا ہے

پھر ایک بار مجھے اذن حاضری کا ملے
اب انتظار مجھے پھر تری ندا کا ہے

بھرا ہے دل کو مرے مامتا کے جذبے سے
یہ معجزہ تو مرے ربِ کبریا کا ہے

میں فردِ جرم لئے چپ کھڑی رہی شہناز
یہ معاملہ تو محبت کی انتہا کا ہے



مدحتِ صلِّ علیٰ سے ملتی مجھ کو روشنی
مدحتِ نور الہدیٰؐ سے پائی میں نے زندگی

نوری پیکر، نورِ سرور، نور ہیں آقاؐ مرے
پاتی ان کے نور سے ہے کہکشاں تابندگی

راز کیسے کھل سکے گا عشقِ احمدؐ کا کبھی
کس میں ہے جرات کہ عاشق سے کرے وہ بات بھی

جب فضاؤں میں کبھی گونجا درودِ مصطفیٰؐ
دھڑکنوں میں گونج صلِ اللہ کی سب نے سنی

معرفت کا آپؐ شاہا ایک بحرِ بیکراں
ڈوبے اس میں عشق کی ناؤ بھی اب شہناز کی



آپؐ خیر الوریٰ آپ نور الھدیٰ
آپؐ ہیں مصطفیٰؐ آپؐ صلِّ علیٰ

آسماں اور زمیں میں ہے پھیلا ہوا
آپؐ کی نسبتیں آپؐ کا سلسلہ

کوئی اتنی ریاضت نہیں کر سکا
کہ بلاتا اسے عرش پر کبریا

کہکشاں سے دیا سارا رستہ سجا
تھا مزمل کو براق لینے گیا

آج بھی کتنا مغرور غارِ حرا
پاس ٹھہرے مرے خاتم الانبیاء

فخر شہناز کو بھی تو حاصل ہوا
اس کے بھی ساتھ ہر دم ہیں صلِّ علیٰ



شوقِ دیدار ہے شوقِ دیدار ہے
سامنے آپؐ کے یہ دلِ زار ہے

آیا طیبہ سے پیغام تو جھوم اٹھے
کیا ترنم ہے کیسی یہ چہکار ہے

دل کی کلیاں چٹک کر ہیں گُل بن گئیں
کیسی پھیلی فضاؤں میں مہکار ہے

مل گئی ہے ندا میرے صلِّ علیٰ
دور رہنا بہت اب تو دشوار ہے

مل گیا جب بلاوا کہ شہنازؔ آ
قافلہ یہ مدینے کا تیار ہے



درودوں کے گجرے سلاموں کی ڈالی
درِ مصطفیؐ کے لئے ہے سجالی

مؤذن ہواؤں میں اب سانس لوں گی
مرے سامنے ہوگی روضے کی جالی

تہجد پڑھوں گی میں صحنِ حرم میں
سنوں گی وہاں پر اذانِ بلالی

کرم کی نظر میرے آقا کریں گے
عطا وہ کریں گے جو مانگیں سوالی

نوازیں گے بھرپور چاہت سے آقا
نہ کشکول شہنازؔ کا ہوگا خالی



نوری پیکر جب اس میں آتا ہے
آئینہ خانہ جگمگاتا ہے

جب سے صیقل ہوا محبت سے
عکسِ احمدؐ مجھے دکھاتا ہے

جو مری جسم و جاں کا محور ہے
حجرہء دل میں آتا جاتا ہے

کس نے پھر پیار سے پکارا ہے
کوئی طیبہ میں پھر بلاتا ہے

خوب قسمت نے یاوری کی ہے
قافلہ پھر مدینے جاتا ہے

پر ہیں اڑنے کو تولتی شہناز
عشق پروانہ پھر بناتا ہے



کوئی تو کعبہء دل میں ہے آکے اب ٹھہرا
لگایا خیمہء جاں میں ہے نور کا ڈیرہ

یہ ورد کرتی ہواؤں نے سب کو بتلایا
پڑھو درود تو دیکھو گے نور سا چہرہ

ازل سے میں تو دوانی ہوں کملی والے کی
کوئی لگا نہ سکا میرے عشق پر پہرہ

میں ان کے در کی گدا گر ہوں اتنا کافی ہے
انہوں نے بھر دیا دامن عطاؤں سے میرا

ہوئی ہوں عشق محمدؐ میں جب سے گم شہناز
خدا کا شکر مصائب نے پھر نہیں گھیرا



انہی کے نام سے سجتا رہا سخن میرا
انہی کے نام سے شیریں رہا دہن میرا

نہ لفظ پاس مرے اور جراتِ اظہار
بنا ہے اسمِ محمدؐ کمالِ فن میرا

نبیؐ کا فیض ہے پھیلا ہوا زمانے میں
وہی خزینہ مرا وہ ہی مال و دھن میرا

نہ سوز و ساز نہ آواز نہ ریاضت ہے
شگفتہ ان کے ہی دم سے ہوا لحن میرا

مجھے بلاتے ہیں اکثر بڑی محبت سے
خیال رکھتے ہیں کتنا شہِ زمن میرا

مجھے شہناز حضوری کا نامہ جب بھی ملے
سجے درودوں سلاموں سے پیراھن میرا



مرا عشق بھی لازوال ہے مری عاشقی کا کمال ہے
مجھے اذنِ حاضری مل گیا مرا عشق وجہِ وصال ہے

درِ طیبہ پر ہے بلا لیا مجھے پیار کتنا وہاں ملا
مجھے قدموں میں ہے بٹھا لیا رکھا کتنا میرا خیال ہے

مرے دل کو سوز سے بھر دیا ملی چاہتوں کو مری جزا
مرے سر پہ ہاتھ جو رکھ دیا مرے زخم کا اندمال ہے

مرے مصطفیٰؐ مرے مرشدا مجھے جامِ عشق کریں عطا
دمِ حشر کملی میں ڈھانپ لیں مرا آپؐ سے یہ سوال ہے

میں درِ نبیؐ پہ پہنچ گئی تو ملائکہ کی ندا سنی
تو ہے جس کے در پہ کھڑی ہوئی یہ تو نورِ ربِ جمال ہے

اسی نور میں میں نہا گئی پسند آ گئی مری عاجزی
درِ فیض مجھ پہ تھا کھل گیا تو شہناز کتنی نہال ہے



ہیں روح میں بسے ہوئے صلِ علیٰ صلِ علیٰ
خوشبو کی طرح دل میں اتر جاتے مصطفیٰؐ

کشکول تھام کر ہوں کھڑی صحنِ حرم میں
دامن کو معرفت کے خزانے سے بھر دیا

سب انتظام جانے کا خود آپؐ نے کیا
پروانہ جب بھی اذنِ حضوری کا ہے ملا

وہ میزبانِ اعلیٰؐ ہیں رحمت ہیں بانٹتے
خالی کوئی جھولی نہیں رکھتے مرے شاہا

سجدے سے بھلا سر کو اٹھا پاؤں گی کیسے
شہناز کا دل عشقِ نبیؐ سے ہے بھر گیا



نفیٔ ذات کر کے خود کو ہم آزاد رکھتے ہیں
ہم عاشق ہیں محمدؐ کے انہیں دمساز رکھتے ہیں

بسا لیتے ہیں جب بھی عشق کی بستی کوئی دل میں
تو اس بستی کو ان کی یاد سے آباد رکھتے ہیں

ذرا دیکھیں تغافل کیش کیسے بچ کے جائے گا
محبت کی ذرا گہری سی اک بنیاد رکھتے ہیں

کہا کس نے کہ عاشق عشق میں ہوتا مقید ہے
سرور و کیف و مستی تو اسے دلشاد رکھتے ہیں

خود ہی باہر نہیں آتے کبھی عشقِ مسلسل سے
متاعِ عشق کو قبضے میں کب صیاد رکھتے ہیں

کبھی شہناز کو مجنوں بنا دیتا جنوں اس کا
کبھی اس کے جنوں کا نام ہم فرہاد رکھتے ہیں



میں جہاں میں سب سے امیر ہوں
درِ مصطفیٰؐ کی فقیر ہوں

مرا ان سے ملتا ہے سلسلہ
میں ہوں اُمّتی بے نظیر ہوں

مجھے فخر اپنے نسب پہ ہے
شہِ انبیاءؐ کی سفیر ہوں

جو صحیفہ لائے مرے نبیؐ
ان ہی لفظوں کی میں اسیر ہوں

کیا ارفع شاہؐ کی ناز کو
میں تو خاک ہوں میں حقیر ہوں



بھیجی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا صحنِ حرم سے
محظوظ ہو رہے ہیں محمدؐ کے کرم سے

کامل ہے یقیں ساتھ ہے معبود ہمارا
مل جائے گی نجات بھی پل میں ہمیں غم سے

طیبہ میں شب و روز ہے انوار کی بارش
آراستہ ہیں محفلیں بس آپؐ کے دم سے

ہے نعمتِ عظمیٰ یہاں جنت کا وہ گوشہ
تحفہ جو ہے اُمّت کو ملا باغِ ارم سے

در چھوڑ کے ہے آپؐ کا جانا ہوا دشوار
شہناز کو ہے عشق بہت شاہِ اُممؐ سے



معاف کروانے کو آئے ہیں خطائیں آقاؐ
لے کر آئے ہیں بہت ساری دعائیں آقاؐ

کتنے لوگوں نے سلاموں کے ہیں گجرے بھیجے
ہیں فضاؤں میں درودوں کی صدائیں آقاؐ

آپ کے در سے نہیں جاتے سوالی خالی
جھولیاں بھر کے یہاں سے سبھی جائیں آقاؐ

سر جھکائے ہیں کھڑے آپ کے در پر یہ فقیر
ان کے کشکول تحائف سے سجائیں آقاؐ

دو جہانوں کے شہنشاہ کا در ہے شہناز
فیض و انوار سوالی یہاں پائیں آقاؐ



آپ محبوبِ خدا آپ محبِ ختمِ رسلؐ
بھیجتا خود ہے درود آپ پر مولائے کُل

عشقِ احمدؐ میں پہنچتا جو درِ اقدس پر
آپؐ کے نور سے جاتی ہے کثافت سب دھل

کوئی دشمن نہیں سب دوست ہی لگتے ہیں یہاں
اتنی بے لوث ہے چاہت کوئی دیتا نہیں جُل

گونجتی رہتی فضاؤں میں درودوں کی صدا
ہے موذن یہ ہوا گیت ہے گاتی بلبل

تشنہ لب سب ہی ہیں شہناز یہاں پر عاشق
عشق کی مے سے ہی بھر دیں ذرا خالی چھاگل



فنا میں بھی بقاء دکھلا رہے ہیں
فنا فی اللہ ہوتے جا رہے ہیں

مقام افضل محمدؐ مصطفیٰ کا
وہی فضل و کرم فرما رہے ہیں

تصور پھر سے روشن ہو گیا ہے
درِ طیبہ کی جانب جا رہے ہیں

ودود یا ودود ذکر کر کے
عطائیں رب کی کتنی پا رہے ہیں

یہ ہے شہناز کتنی خوش نصیبی
قریب ان کے ہم ہوتے جا رہے ہیں



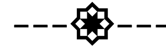
عاشقی کے خمار میں گم ہوں
میں تو بس ان کے پیار میں گم ہوں

مجھ کو چھیڑو نہ اے ہواؤ تم
انتظارِ بہار میں گم ہوں

کوئی کب مجھ کو ڈھونڈ پائے گا
عاشقوں کی قطار میں گم ہوں

ہوں پرندوں کی طرح مدح خواں
عشق کے لالہ زار میں گم ہوں

وجد شہناز پر ہوا طاری
حیرتوں کے دیار میں گم ہوں

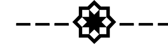


خوشبوؤں کے پیرہن میں خوبصورت رات تھی
نور کی برسات میں وہ نور کی سوغات تھی
نور کے ہالے میں پنہاں آپؐ ہی کی ذات تھی
نور کے پیکر نے مجھ سے بات کی وہ نعت تھی

ثنائے عشق

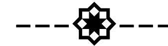
(گل رنگ مجموعۂ عقیدت)

شہناز مزمل



انتساب

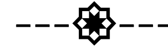
ثنا خوانِ احمدِ مرسلؐ کی ثنا
محمدؐ صلّے علیٰ کے نام



درود پڑھ کے سکوں دل کو تو مل جاتا ہے
مگر ہم عشقِ محمدؐ دکھا نہیں سکتے



فہرست



لاہوت کا مسافر

لاہوت کی لگن عاشق کو مجنوں بنا دیتی ہے اور چین سے نہیں بیٹھنے دیتی۔ اور پھر عاشق جب دنیاو مافیہا سے بے خبر انہی کا ہو جائے، تو سب کچھ بے معنی نظر آتا ہے۔ جادۂ عرفاں پہ سفر کر کے نورِکل کا رستہ ملا اور عشق تماشا شروع ہو گیا۔ عرفان کی ڈگڈگی بجتی رہی جس میں مدہوش عاشق کی رسائی عشقِ مزمل تک کروا دی اور پھر رمزِ عشق کی سمجھ آئی تو متاعِ عشق نے کشکولِ گدائی تھما دیا۔ اور دل پکارا کہ

ہم نے تو تیرے عشق میں کیا کیا نہیں پایا
پہلے تو تیرے عشق تماشے نے نچایا
کشکولِ گدائی کا لیے ہاتھ میں نکلی
اندر کے قلندر نے بہت شور مچایا

اور اس کے شور میں سر کو دھنتی جذب و مستی میں کھو گئی۔ لاہوت تک پہنچنا بہت مشکل کام ہے۔ اس کے لیے ثنائے عشق کی سیڑھی پر چڑھنا پڑا جو عطائے عشق کا باعث بنے اور منزلیں طے ہوتی چلی جائیں۔

عاشق کی زباں پر ہے ہر وقت ثنا کن کی
مشہود کو، شاہد کو ملتی ہے صدا کن کی
کر لیتا ہے طے عارف جب جادۂ عرفاں تو
لاہوت پہ جا کر ہی آتی ہے صدا کن کی

اب یہ ثنائے عشق کس طرح لاہوت تک پہنچاتی ہے، اس کی منتظر ہوں۔ عطائے عشق کا نزول جاری ہے اور شاید اس سے منزل کا کچھ تعین ہو سکے اور مسافر اپنی منزلِ مقصود پا سکے۔

دعاؤں کی طالب ہوں۔

دعا گو:
ڈاکٹر شہناز مزملؔ
ادب سرائے، 125۔ایف، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 0300-4275692

حمداتِ باری تعالیٰ



نبیؐ تیرا رب ہے غفور الرحیم
بلا وجہ کب دے عذابِ علیم

نہیں شک کہ چن لیتا ہے بندوں کو
دکھاتا ہے سب کو رہِ مستقیم

ہے کب عمر اور بانجھ پن کی بھی قید
وہ جب چاہے بخشے غلام العلیم

کوئی لاعلاج اور لاچار ہو
شفا اس کو دیتا رحیم و کریم

نشانی ہے شہنازؔ ہر چیز میں
اگر آپ رکھتے ہیں عقلِ سلیم



مجھے ہے کس لیے بھیجا گیا یہاں مولا
مجھے تو اپنا بھی ملتا نہیں نشاں مولا

اگر کبھی مجھے اپنا سراغ مل جائے
جو مجھ پہ ہوگا عیاں پھر نہ ہو نہاں مولا

جو دیکھوں یار کا جلوہ تو چھلکے پیمانہ
ہے چشمِ شوق نے دیکھا نیا جہاں مولا

نہیں ہے خواہشِ دنیا کہ اس میں کھو جاؤں
دوبارہ پاؤں گی خود کو بھلا کہاں مولا

رہے گی کیسے یہ شہنازؔ تجھ سے دور بھلا
یقین بھی ہے مرا اور ہے گُماں مولا



ڈھونڈتے پھرتے ہیں تجھ کو تو ہے ہر جا کو بہ کو
لاکھ پردوں میں نہاں ہے پھر بھی ظاہر ہو بہو

الرحیمُ الخبیرُ العظیمُ الودود
عشق میں ہو کر فنا مٹ جائے فرقِ ما و تو

جانتی ہوں تیرے کُن کہنے سے دنیا بن گئی
پھر بھی جانے ہر گھڑی رہتی تری کیوں جستجو

کیا کثافت دھل کے میری کر دے گی مجھ کو لطیف
سامنا کیسے کروں گی کیسے ہوں گی رو برو؟

لب کشائی کی نہی جرات مجھے شہناز اب
لفظ ہیں خاموش میرے کیا کروں گی گفتگو



قدر کی شب میں ہے ہر سو نور کا ڈیرہ لگا
سب ملائک کا زمیں پر آج ہے پھیرا لگا

رک گئی گردش زمیں کی عرش ساکت ہو گیا
دیکھا جلوہ قدر کا تو وقت بھی ٹھہرا لگا

معتکف جتنے بھی تھے سب کی جبینیں خم ہوئیں
رقصِ بسمل بھی ہوا انوار کا گھیرا لگا

چاند تاروں نے بنائی کہکشاں افلاک پر
عشق پر ہے حسن کا کتنا حسیں پہرا لگا

لب پہ ہے شہناز سب کے الوھابُ الرحیم
یا ودود میں چھپا معبود کا چہرہ لگا

شبِ جائزہ

نور ہی نور ہے یہ شبِ جائزہ
یہ ہے رب کی عطا آرہی ہے ندا

آخری شب ہے رمضان کی مومنو!
لوٹ لو رحمتیں بانٹے ربِ العلیٰ

عید کے سلسلے میں جو ہے کھو گیا
فیض اس شب کا کب ہے اسے مل سکا

عرش پہ شور دیکھو یہ کیسا مچا
مانگنے والوں کا ایک تانتا بندھا

جس نے شہناز اس رات کو پالیا
رب کو پانے کا افضل ہے یہ راستہ

ربِ مامتا

خدا جو مامتا خود ہے
دعا کی انتہا خود ہے

اسے جب بھی پکارا ہے
جواباً دی صدا خود ہے

غلط جانا ہے ہم نے یہ
غلط مانا ہے ہم نے یہ

ہماری ناروائی پر
ہماری بے وفائی پر

ہمیں رستے میں چھوڑے گا
وہ ہم سے ناتا توڑے گا

نہیں ایسا نہیں ہوتا
کبھی ایسا نہیں دیکھا

ہو بچہ ضد پہ آمادہ
تو ماں مارے اسے زیادہ

تحمل سے ہے سمجھاتی
گلے سے اس کو لپٹاتی

اسے کھانے کو کچھ دیتی
بلائیں اس کی وہ لیتی

بہل جاتی جو ننھی جاں
سکوں پاتی ہے پیاری ماں

غلط تیرا رویہ تھا
گناہ نے تجھ کو گھیرا تھا

تجھے اس کو منانا ہے
ذرا نزدیک جانا ہے

تو اپنی میں کو کم کر دے
سرِ تسلیم خم کر دے

جھکا سجدے میں سر اپنا
سکوں پائے گا تو کتنا

وہاں ماں بھی کھڑی ہو گی
بہاروں کی گھڑی ہو گی

ویرانی لوٹ جائے گی
ندا جینے کی آئے گی



روبرو آئے، تہجد میں ندا آتی ہے
مانگنے والا کہاں ہے؟ یہ صدا آتی ہے

جب بھی پھیلایا ہے دامن کو درِ اقدس پر
اس نے بھر ڈالا ہے کہ اس کو حیا آتی ہے

کس قدر پیار سے اس لمحے بلاتا ہم کو
ایسی آواز ہے جو دل میں اتر جاتی ہے

جو بھی ہے مانگنا بن سوچے تقاضا کر لے
کیسی سرگوشی سماعت سے یہ ٹکراتی ہے

کس قدر دیتا خزانہ کہ اٹھانا مشکل
نور کے وقت یہ جھولی خود ہی بھر جاتی ہے

حمد کو دیتا صدا ہے جو مزمل شہناز
وجد میں ڈوبی ہوئی دوڑتی آ جاتی ہے



جو بھی عاشق ہیں محبت سے دعا کرتے ہیں
کب برا سوچتے اور کچھ بھی برا کہتے ہیں

منفی سوچوں سے نکل آتے ہیں عاشق جب بھی
بات کہنے کے کیلئے لفظ چنا کرتے ہیں

شکر صد شکر ہوئے ''میں'' کی لطافت سے بری
کوئی کچھ بھی کہے چپ چاپ سنا کرتے ہیں

ہے کرم اس کا کہ رتبہ دیا ماں کا تجھ کو
ایسے رتبے تو مقدر سے ملا کرتے ہیں

خود خدا بھرتا مرادوں سے ہے جھولی شہناز
جو بزرگوں کے لئے لاٹھی بنا کرتے ہیں



نظر میں ہیں اس کے سبھی متقین
وہ چن لیتا ان میں سے ہے عابدین

ناممکن کو ممکن بناتا ہے وہ
ہر اک کام اس کا ہے صد آفرین

نہ اعمالِ بد کو چھپا پاؤ گے
پکڑ لے گا پیشانی سے مجرمین

جو تسبیح ربِ العلی کی کرو
تو شامل ہو اس میں جو ہیں ساجدین

وہ واحد ہے اس کو احد مانو تم
یہ پیغام لائے سبھی مرسلینؑ

پھر حق سچ کو پا لے گی شہناز تو
اگر تیرا اس پر ہے کامل یقین



جھکا کر سر بہ چشمِ نم میں تیرے در پہ حاضر ہوں
لبوں پر آ گیا ہے دم میں تیرے در پہ حاضر ہوں

حطیم و ملتزم کو دیکھ کر بے تاب ہیں سجدے
جبیں کو کر رہی ہوں خم میں تیرے در پہ حاضر ہوں

بہت ہے اوج پر قسمت کہ میرا میزباں تو ہے
عطا کی بارشیں شاہم میں تیرے در پہ حاضر ہوں

احد ہے تو مرے آقا کہ الا اللہ بھی تو ہے
تو کر دے مجھ کو اس میں ضم میں تیرے در پہ حاضر ہوں

طلب شہناز کو ہے دید کی نورِ بصیرت دے
نہیں ہے کوئی بھی اب غم میں تیرے در پہ حاضر ہوں



کیوں ڈر گئے ہیں ناگہانی ان وباؤں سے
کیا آپ کو لگتی ہیں بڑی یہ خداؤں سے

اللہ تو احد بھی ہے اور صمد بھی
وہ ہم کو دور رکھے گا ساری بلاؤں سے

سجدے میں سر جھکائیں ذرا مانگ کے دیکھیں
توبہ کریں کہ دور رہیں گے خطاؤں سے

آقا اٹھائے ہاتھ ترے در پہ کھڑے ہیں
بدلے گا تو نصیب ہمارے دعاؤں سے

شہناز دل میں نورِ مزمل اتر گیا
محسوس شرم کرتے ہیں یارب گناہوں سے



تو ہی خالق تو ہی مالک ہے تو ہی ربِ العلیٰ
معاف کر سب کی خطا دے نا سزا لے نا بچا

ذات ارفع ہے تری تو ہے ستار العیوب
سر جھکائے ہیں کھڑے سب کے گناہوں کو چھپا

ہاتھ پھیلائے ترے در پہ چلے آئے ہیں
پھرتے کشکول اٹھائے تجھے دیتے ہیں صدا

ہم تو بندے ہیں ترے مان بہت ہے تجھ پر
لے کے جائیں گے نہیں آج یہ خالی کاسہ

تو ہی کہتا ہے پکارو مجھے سب کچھ دوں گا
تیرے وعدے پہ یقیں اپنا بھی الحمد بنا

کن فیکون کا مالک مرے مولا تو ہے
بخش شہناز کو تو نورِ مزمل کی ضیاء



رابطہ تھوڑا سا ٹوٹا ہے اعادہ کرلیں
اک دفعہ اور حضوری کا ارادہ کرلیں

خود ہی بھیجیں گے وہ پیغام بلانے کا ہمیں
دردِ الفت کو عقیدت کو زیادہ کرلیں

مدحتِ صل علیٰ لکھتا رہے خامہ مرا
فکر کی دنیا کو کچھ اور کشادہ کرلیں

ذات کی اپنی نفی کرکے مٹادیں خود کو
معافی نامے کو ہی اب اپنا لبادہ کرلیں

اب برا کام کوئی بھی نہ کریں گے شہناز
کعبے میں جا کے یہ رحمان سے وعدہ کرلیں



پہلے تو خامشی سے وہ سب دیکھتا رہا
مخلوق نے جب عقل کے گھوڑے دوڑا دیے

غیرت پھر اس کی غیض و غضب سے بپھر گئی
اور اس نے ہر انسان کے چھکے چھڑا دیے

کب تاب اس کے جوش کی نادان لاسکے
بس سر جھکا کہ نام اسی کو تھما دیے

رحمان کی رحمت کی گھٹا جھوم کے برسی
اور داغ سارے چہروں کے اس نے مٹا دیے

چمکا سبھی کی راہوں میں جب نورِ مزمل
شہناز نے بھی ہاتھ دعا کو اٹھا دیے



کڑا ہے وقت تو اس سے ذرا نہ گھبرائیں
خدا کے سامنے ہی ہاتھ اپنے پھیلائیں

کیوں لے کے پھرتے ہیں کشکول اپنے ہاتھوں میں
پٹخ کے توڑیں اسے دور پھینک کر آئیں

خدایا روک دے بڑھتی ہوئی یہ بادِ سموم
یہ کھلتے پھول یہ کلیاں کبھی نہ مرجھائیں

بھلا سبھی کے لئے مانگو گر ہو انساں تم
نہ تپتی تیز ہوا سے بشر یہ کمھلائیں

ہے در پہ آگئی شہناز اقا سب کے ساتھ
ہیں سب کے ساتھ مزمل ندائیں یہ آئیں



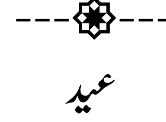
یہ کس نے کہہ دیا تم سے کہ عید آئی تھی
یہ عید کیسی تھی رب العلیٰ جدائی تھی

نہ کعبہ ہم کو میسر نہ گنبدِ خضرا
عجب طرح سے سجائی گئی خدائی تھی

یہ دل کا آئینہ روشن تھا نور سے ان کے
اسی نے آس ملاقات کی دلائی تھی

اٹھا کے ہاتھ دعا کے لئے میں بیٹھی رہی
صدا لبیک کی دل نے مجھے سنائی تھی

پروتی موتی رہی میری چشمِ تر شہناز
تمام عمر کی یہ ہی مری کمائی تھی



عید

ہیں چار سو خموشیاں عجیب سی یہ عید ہے
نہ مسجدوں میں رونقیں خدا کی یہ وعید ہے

نہ منتظر کسی کے ہم نہ اپنا کوئی منتظر
نہ کوئی ہم جلیس ہے نہ دوستوں کی دید ہے

نہ قہقہے نہ زمزمے نہ خوشبوئیں نہ رت جگے
گلے نہ مل سکیں گے ہم وبا بڑی شدید ہے

پکوان میں ہے پھیکا پن فضا بھی پھیکی لگ رہی
جو بھی ہے کافی ہو گیا کب الفتِ مزید ہے

مزاج ہیں بدل گئے کہ دورِ رفتہ آ گیا
کثافتیں ہیں ڈھل گئیں شہناز یہ شنید ہے

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم



مرے حق میں محمدؐ کا غلام ہونا بہت کافی
نگر میں میرے آقا کے قیام ہونا بہت کافی

مرے صل علیٰ کا معجزہ قرآنِ ربانی
عمل کا فلسفہ ہے یہ پیام ہونا بہت کافی

ہمیں در پہ بلاتے ہیں ہمیں جلوہ دکھاتے ہیں
مؤذن اس فضا میں ہم کلام ہونا بہت کافی

ہے کتنا فخر کہ نسبت محمد مصطفیٰؐ سے ہے
نظر میں انؐ کے ذرے کا مقام ہونا بہت کافی

سکوں شہناز کو ملتا درودِ پاک پڑھنے سے
ملے اذنِ حضوری تو سلام ہونا بہت کافی



ہیں عرش سے آتی یہ ندائیں حضوؐر آئے حضوؐر آئے
سنی ہیں عشاق نے صدائیں حضوؐر آئے حضوؐر آئے

زمیں کے سینے پہ نور چمکا سحاب رحمت کے چھا گئے ہیں
چھٹے یہ ظلمت کرو دعائیں حضوؐر آئے حضوؐر آئے

برس رہے ہیں چمکتے موتی یہ حجرۂ دل سجا ہوا ہے
درود پڑھتی ہیں سب فضائیں حضوؐر آئے حضوؐر آئے

ہر ایک عاشق چمکتی شب میں چراغ تھامے پکارتا ہے
محبتوں کے دیے جلائیں حضوؐر آئے حضوؐر آئے

لیے سلاموں کے مہکے گجرے کھڑی ہے شہناز کب سے آقاؐ
ہوائیں یہ جھوم کر بتائیں حضوؐر آئے حضوؐر آئے



ہیں دعا ہی دعا میرے صل علیٰ
رحمتوں کی ندا میرے صل علیٰ

جب بھی آنکھیں ہوں نم شوقِ دیدار سے
دھڑکنیں دیں صدا میرے صل علیٰ

ورد جب بھی کروں اسمِ احمدؐ کا میں
در پہ لیتے بلا میرے صل علیٰ

روضہء پاک پہ آکے سجدے کروں
ہو مؤذن ہوا میرے صل علیٰ

ناز شہناز کو تو مزمل پہ ہے
رستے دیں گے بنا میرے صل علیٰ



حضورؐ آپ کا اسوہ جہانِ رحمت ہے
یقین آپ کا اپنا گمانِ رحمت ہے

ہر ایک پل ہے درود و سلام ہونٹوں پر
جو کلمہ جاری ہے وردِ زبانِ رحمت ہے

تجلیات کی انوار کی ہیں برساتیں
نبیؐ کا روضہء اقدس تو شانِ رحمت ہے

کب ایسا معجزہ دیکھا تھا چشمِ حیراں نے
یہاں کا ذرہ بھی رطب للسانِ رحمت ہے

ہے سب کو فیض ہی شہناز پنجتنؑ سے ملا
یہ خانوادہ پیمبر کا جانِ رحمت ہے



عشق کی ابتدا خاتم الانبیاءؐ
عشق کی انتہا خاتم الانبیاءؐ

آپ خیر الوریٰ آپ نور الھدیٰ
آپ صلی علیٰ خاتم الانبیاءؐ

جو بھی حاضر ہوا اور سوالی بنا
کرتے جود و سخا خاتم الانبیاءؐ

چار سو نور ہی نور پھیلا ہوا
ضوفشاں ہے فضا خاتم الانبیاءؐ

دیکھو دنیا میں فخرِ مبیں آ گیا
دیں ملائک ندا خاتم الانبیاءؐ

رب جو راضی ہوا روضہ دکھلا دیا
دل پکارا مرا خاتم الانبیاءؐ

جب مزمل ملے معجزہ ہو گیا
عشق شہناز کا خاتم الانبیاءؐ



مرے آقاؐ ترستی ہوں دکھا دیں نور کا جلوہ
بلا لیں در پہ اب اپنے سجا دیں نور کا جلوہ

ہر اک سو روشنی پھیلے نظر جب آپؐ آجائیں
درِ اقدس پہ حاضر ہوں بہا دیں نور کا جلوہ

مرے صل علیٰ شاہا میں ذرہ خاکِ پا کا ہوں
بنا دیں اک مجھے تارا پہنا دیں نور کا جلوہ

ہوائیں بھی موذن ہیں یہ کیسا رقص بسمل ہے
کریں ظلمت بھی تھوڑی کم بنا دیں نور کا جلوہ

مکمل کیفیت وجدان کی شہناز پر طاری
عجب نورِ مزمل ہے بڑھا لیں نور کا جلوہ



کرم کی منتظر آقا یہ میری گریہ و زاری
کبھی تو رنگ لائے گی مری توبہ شرمساری

جھکا کر سر میں روضے پر کھڑی ہوں احمدِ مرسلؐ!
میں حاضر کب سے ہوں در پر کہ ہو گی اب مری باری

اٹھا کر گٹھڑیاں اعمال کی کاندھوں پہ لائی ہوں
ہے مجھ کو علم زادِ راہ میرا ہے بہت بھاری

مگر مجھ کو یقیں ہے بوجھ یہ میرا بھی کم ہو گا
کثافت ابرِ رحمت سے مری دھل جائے گی ساری

عطا جو دو سخا کا کیا ہے کہنا ان فضاؤں میں
درودِ پاک ہے شہناز کے ہونٹوں پہ اب جاری



مرا کامل یقیں وہ ہیں مرا کامل گماں وہ ہیں
کڑی دھوپوں میں میری چھاؤں میرا سائباں وہ ہیں

تلاشِ نور میں نکلے ہو کتنے قافلے لے کر
بھٹکتے پھر رہے کیوں جا بجا منزل نشاں وہ ہیں

کہاں پر کھو گئے عرفان کے روشن منارے سب
کرے گی تیرگی نہ کچھ کہ نورِ جاوداں وہ ہیں

کروں صلِ علیٰ کا ورد تو گونجے جہاں سارا
مزمل ہی مرے مرشد مرے وجہِ بیاں وہ ہیں

ملے شہناز کو رستہ سراجِ ہادیٔ عالمؐ
وہی منزل ہیں میری اور میرِ کارواں وہ ہیں



کہہ سکوں کب قصیدہ میں شاہِ زمن
سر جھکائے کھڑے سارے ہی اہلِ فن

فکر بنجر ہوئی لفظ خاموش ہیں
اب کہاں مجھ میں باقی ہے تابِ سخن

ہیں معطر ہوائیں مؤذن جہاں
ہے درودوں سے ساری فضا نغمہ زن

گل و لالہ سے روشن زمیں طیبہ کی
بدلی سب نے قبا بدلے ہیں پیرہن

کیسی ہے کیفیت جب سے آئی یہاں
کملی والے کی کملی دریدہ دہن

بندگی کا قرینہ کب آتا اسے
کیسے بتلائے شہناز اب حالِ من



حقیقت معرفت کی علم و عرفاں سے ہی کھلتی ہے
بشر کو آگہی خود کو پرکھنے سے ہی ملتی ہے

عجب سی اک طلب ہے جو حقیقت کھولتی مجھ پر
درِ اقدس پہ جانے سے نئی تعبیر بنتی ہے

خدا جانے وہ ساحر ہیں یا کامل ذات ہے ان کی
پڑھیں صلِ علیٰ تو ہر کڑی مشکل بھی ٹلتی ہے

ستارے ماند پڑ جاتے ہیں کرنیں منہ چھپاتی ہیں
کہ جب کون و مکاں میں روشنی ان کی اترتی ہے

مثال اس کی نہیں ملتی عطا جب ان کی ہوتی ہے
ادھوری فکر پھر شہناز کی لفظوں میں ڈھلتی ہے



بلا لیں ہم کو آقا جی مدینہ یاد آتا ہے
وہاں گزرا وہ رمضاں کا مہینہ یاد آتا ہے

بہت ہی بیقراری ہے عجب بے کیف سے ہیں دن
مدینے میں سجایا ہر شبینہ یاد آتا ہے

تصور سے ہوئی کب دور آقاؐ مسجدِ نبوی
جڑا صحنِ حرم میں اک نگینہ یاد آتا ہے

تمنا ہر گھڑی رہتی زیارت کے لئے پہنچیں
مجھے وہ جالیاں منبر، وہ زینہ یاد آتا ہے

مرے شاہِ زمن شہناز کو پھر سے بلا لیجئے
حضوری حاضری کا وہ قرینہ یاد آتا ہے



اک عجب کیف و نور طاری ہے
بس درود و سلام جاری ہے

ہر گھڑی دید کی ہی چاہت میں
میں نے تو زندگی گزاری ہے

دیکھ کر مکے اور مدینے کو
روح میں اک کرن اتاری ہے

جب بھی ہے اذنِ حاضری پایا
اس نے جیون کی راہ سنواری ہے

کیا ندا ہے مرے مزمل کی
ہم کو شہناز بیٹی پیاری ہے



سلام آلِ نبی پر جنہوں نے بخشی حیات
سلام آل نبیؐ، بنے جو سب کی نجات

کوئی بھی لفظ نہ بزمِ خیال میں اترا
سلام آلِ نبیؐ پر ملا ہے حرفِ ثبات

فقیر ہوں نہ قلندر نہ سالک و عارف
سلام آل نبیؐ پر دی عشق کی سوغات

نہ زادِ راہ کوئی اور متاعِ دنیا بھی
سلام آلِ نبیؐ پر عطا کی ہے برسات

سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا عشق سے پہلے
سلام آل نبیؐ پر سکھایا اسم ذات



نوری پیکر جب اس میں آتا ہے
آئینہ خانہ جگمگاتا ہے

جب سے صیقل ہوا محبت سے
عکس احمدؐ مجھے دکھاتا ہے

جو مرے جسم و جاں کا محور ہے
حجرہء دل میں آتا جاتا ہے

کس نے پھر پیار سے پکارا ہے
کوئی طیبہ میں پھر بلاتا ہے

خوب قسمت نے یاوری کی ہے
قافلہ پھر مدینے جاتا ہے

پر ہیں اڑنے کو تولتی شہناز
عشق پروانہ پھر بناتا ہے



انہی کے نام سے سجتا رہا سخن میرا
انہی کے نام سے شیریں رہا دہن میرا

نہ لفظ پاس مرے اور نہ جرات اظہار
بنا ہے اسمِ محمدؐ کمالِ فن میرا

نبیؐ کا فیض ہے پھیلا ہوا زمانے میں
وہی خزینہ مرا، وہ ہی مال و دھن میرا

نہ سوز و ساز نہ آواز نہ ریاضت ہے
شگفتہ ان کے ہی دم سے ہوا لحن میرا

مجھے بلاتے ہیں اکثر بہت ہی چاہت سے
خیال رکھتے ہیں کتنا شہِ زمنؐ میرا

مجھے شہناز حضوری کا نامہ جب بھی ملا
سجا درودوں سلاموں سے پیراہن میرا



بھیجی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا صحنِ حرم سے
محظوظ ہو رہے ہیں محمدؐ کے کرم سے

کامل ہے یقیں ساتھ ہے معبود ہمارا
مل جائے گی نجات بھی پل میں ہمیں غم سے

طیبہ میں شب و روز ہے انوار کی بارش
آراستہ ہیں محفلیں بس آپؐ کے دم سے

ہے نعمتِ عظمیٰ یہاں جنت کا وہ گوشہ
تحفہ جو ہے امت کو ملا باغِ ارم سے

در چھوڑ کے ہے آپؐ کا جانا ہوا دشوار
شہنازؔ کو ہے عشق بہت شاہِ اُممؐ سے



مجھ کو بنا دے مولا ثنا خوانِ مصطفیٰؐ
اک نور دل میں اترے دکھا شانِ مصطفیٰؐ

جبریلِ امیں ساتھ گئے فخرِ مبیں کے
کرتے رہے ملائکہ ارمانِ مصطفیٰؐ

عشقِ نبیؐ میں کھو گیا جو بھی بشر یہاں
بیشک نظر میں اس کی ہے عرفانِ مصطفیٰؐ

پڑھتے درود ہر گھڑی احمدؐ کے امتی
بھولے کبھی نہیں وہ فرمانِ مصطفیٰؐ

پایا بہ فیضِ صلِ علیٰ رفعت و عروج
چھوڑے کبھی شہنازؔ نہ دامانِ مصطفیٰؐ



اگر تو وعدہ کسی سے نبھا نہیں سکتے
تو زندگی میں بھلائی بھی پا نہیں سکتے

درود پڑھ کے سکوں دل کو مل تو جاتا ہے
مگر جو عشق ہے دل میں چھپا نہیں سکتے

چراغ آپ کی چاہت کے دل میں جلتے ہیں
یہ کعبہ دل کا یونہی تو سجا نہیں سکتے

دکھائیں کیسے نبیؐ جی کو داغ ہم دل کے
گزرتی دل پہ جو ہے وہ سنا نہیں سکتے

تڑپ ہے گنبدِ خضرا کی دید کی شہناز
بنا بلائے وہاں پر بھی جا نہیں سکتے



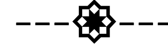
دعاؤں کا تسلسل ہے جبیں خم آستاں پر ہے
عجب پر کیف منظر ہے نظر کون و مکاں پر ہے

مدینے کے سفر میں تیز دھوپوں کی کسے پرواہ
کہ زائر کی نظر تو چھتریوں پر، سائباں پر ہے

درودوں کی صدائیں عرش پر اور فرش پر گونجیں
کہاں ہے فیض زیادہ فیصلہ کرو بیاں کا ہے

ہر اک بندہ کرم کے سائے میں تیرے یہاں مولا
علم امن و اماں کا تیرے اس شہرِ اماں پر ہے

تحفظ ہے مزمل کا تو پھر شہناز کو کیا غم
محافظ اس کا اک بیٹھا ہوا عرشِ زماں پر ہے



عشق میں خود کو جب مٹاتی ہے
لیلیٰ مجنوں سی نظر آتی ہے

کھلنے لگتے ہیں باب حیرت کے
زندگی آئینہ دکھاتی ہے

اے ہواؤں ذرا ٹھہر جاؤ
ہم کو طیبہ سے ندا آتی ہے

کتنا مشکل ہے ہجر کا موسم
لو تمنا کی جھلملاتی ہے

تو نہاں ہو کے بھی عیاں ہو اگر
تشنگی اور بڑھتی جاتی ہے

عشق وحشت جنوں و کرب کا نام
سلسلہ یہ توقعاتی ہے

کس طرح پائی عشق کی منزل
یہ تماشا تو حادثاتی ہے

دید کا لمحہ جب ملے شہناز
روح کب جسم میں سماتی ہے



مومن ہیں روشنی ہیں زمانے کو بتائیں
اس تیرگی میں شمعِ عقیدت بھی جلائیں

کتنا کرم ہوا ہے حضوری کے بعد سے
ہر سمت ہمیں آپؐ کے جلوے نظر آئیں

ہے کتنی خوش نصیبی کہ طیبہ میں آ گئے
پڑھ کر درود حال ذرا دل کا سنائیں

تسکین ہم کو بخشے گی قربت رسول کی
قدموں میں ہم حضورؐ کے سر اپنا جھکائیں

شہناز ساتھ لائی ہے اک قافلہ اپنے
سحاب رحمتوں کے برسنے چلے آئیں



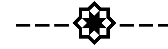
دیکھو وہ سامنے ہے خیابانِ محمدؐ
اس دل میں جا گزیں ہوا ارمانِ محمدؐ

ہر دم درود بھیجتی ہوں صلِ علی پر
آئے نظر کبھی رخِ تابانِ محمدؐ

جلوہ نگہ میں ہر گھڑی ہو آپ کا شاہا
میں بھول نہ پاؤں کبھی احسانِ محمدؐ

جس نے بھی چاہ سے ہے پکارا وہ اسی کے
سب کو ہے پیار کرنا ہی شایانِ محمدؐ

تکلیف زندگی میں نہ آئے گی کبھی بھی
شہناز نے بھی تھاما ہے دامانِ محمدؐ



کبھی دیکھی نہیں تھی نور کی برسات کیا کہنا
مقدس پائی ہم نے رات یہ سوغات کیا کہنا

ملا اِذنِ حضوری اور جبیں کو آستانہ بھی
تھمایا جس نے اپنا ہاتھ اسکی ذات کیا کہنا

سلام و منقبت

حضرت علیؓ کے یومِ پیدائش پر

ہے کتنا مقدس یہ دن آج کا
کہ تشریف لائے علی مرتضیٰؓ

کرم کیسا رب نے تھا اپنا کیا
نور سے ان کے روشن تھا کعبہ ہوا

دوست اک سچا پیارے نبیؐ کو ملا
اپنی جاں کا بھی حصہ انہیں تھا دیا

ساتھ ہر جا رہے تھے علی مرتضیٰؓ
جاں سے پیارے انہیں تھے جو صلِ علیٰ

مصطفیٰؐ مرتضیٰؓ کو جو اپنا لیا
ان کے صدقے سے شہناز کو سب ملا

شہادتِ علیؓ

ہے کربلا کی ابتدا شہادتِ حضرت علیؓ
ہے عاشقی کی انتہا شہادتِ حضرت علیؓ

تلاوتِ قرآن کے دوران موت کی قبول
دکھاتی کیسا زاویہ شہادتِ حضرت علیؓ

لگائی جس پہ ضرب ہے وہی نبیؐ کا پیار ہے
عدو نہیں یہ جانتا شہادتِ حضرت علیؓ

ملائکہ نے سائے میں اپنے ہے ان کو لے لیا
کہرام عرش پر بپا شہادتِ حضرت علیؓ

شہناز کی ہے بے بسی کہ لفظ سب خموش ہیں
یہ واقعہ ہے سانحہ شہادتِ حضرت علیؓ



معرفت چاہیئے تو قربِ علیؓ کا پاؤ
ان کو پھر ساتھ لیے پاس نبیؐ کے جاؤ

ایک پل میں ہی بدل جاتی ہے دل کی دنیا
پھر جہاں پہنچے وہاں سے نہ پلٹ کر آؤ

فیض پا لیتا ہے شہناز کوئی جب عارف
اس کو چاہت کے سوا رہتا نہ کوئی چاؤ



کربِ کربلا

کربل میں کیسا بین ہے
انّی پہ اب حسینؓ ہے

نواسہ مصطفیٰؐ کا ہے
علیؓ کا نورِ عین ہے

یہ فاطمہؓ کا لاڈلا
حسینؓ ہے حسینؓ ہے

معراج ہی یہ عشق کی
پکارتا یہ زینؓ ہے

باطل سمجھ نہیں رہا
صدائے حق حسینؓ ہے

---❁---

معرکہء کربلا

معرکہء کربلا عشق و جنوں کی داستاں
ابتلاء یہ سانحہ عشق وجنوں کی داستاں

جو بھی گزرا جو ہوا رب نے تھا سب بتلا دیا
تھی یہ خالق کی رضا عشق وجنوں کی داستاں

گرتا تھا لاشے پہ لاشہ اور اٹھاتے تھے حسین
صبر کی ہے انتہا عشق وجنوں کی داستاں

سب چراغوں کو بجھا کر فیصلہ اک کر دیا
بن گئی حق کی حیا، عشق وجنوں کی داستاں

حیف اک طاغوتی لشکر قتل کرنے کو بڑھا
بین کرتی تھی فضا عشق و جنوں کی داستاں

باری باری سب نمازِ حق ادا کرتے رہے
سجدے میں سر جو کٹا عشق وجنوں کی داستاں

رسیوں کے طوق میں کومل حسینہ تھی اسیر
خطبہء زینبؓ بنا عشق وجنوں کی داستاں

ان شہیدوں کے لہو سے آج بھی روشن جہاں
آج بھی ہے مشعل جاں عشق وجنوں کی داستاں

حسینیت کی انتہا

مظلومیت کی ابتدا کربلا کربلا
حسینیت کی انتہا کربلا کربلا
العطش کی ہے صدا کربلا کربلا
مسافرت کی ہے سزا کربلا کربلا

فاقہ وہاں کیا گیا کربلا کربلا
صبر و رضا کی انتہا کربلا کربلا
عبادتوں کا دائرہ کربلا کربلا
ریاضتیں مجاہدہ کربلا کربلا

شہادتوں کا سلسلہ کربلا کربلا
عاشق ہوئے بے دست و پا کربلا کربلا
نیزے پہ شاہِ کربلا، کربلا کربلا
سموں تلے روندا گیا کربلا کربلا

الوداع الوداع کربلا کربلا
سب نے پکار کر کہا کربلا کربلا
یہ معرکہ یہ واقعہ کربلا کربلا
تاریخ کا ہے سانحہ کربلا کربلا

---❋---

یزیدیت کی انتہا

یزیدیت کی انتہا کربلا کربلا
طاغوت حد سے بڑھ گیا کربلا کربلا
شمر شیطان تھا بنا کربلا کربلا
یزید جانور ہوا کربلا کربلا

بچوں کو پانی کب دیا کربلا کربلا
نیزوں پہ تھا چڑھا دیا کربلا کربلا
زد میں علی اصغرؓ ہوا کربلا کربلا
کٹوا کے سر حسینؓ کا کربلا کربلا

نیزے پہ تھا اٹھا لیا کربلا کربلا
زینبؓ کو بے ردا کیا کربلا کربلا
سکینہؓ کو مارا گیا کربلا کربلا
خیموں کو تھا جلا دیا کربلا کربلا

قیدی انہیں بنا لیا کربلا کربلا
اک حشر بپا تھا ہوا کربلا کربلا
سب آسماں تھا دیکھتا کربلا کربلا
فرات بھی روتا رہا کربلا کربلا



زمانہ ان کیلئے ہے زماں حسینؓ کا ہے
زمین زادو سنو آسماں حسینؓ کا ہے

کٹایا سجدے میں سر اور لہو لباس ہوا
ہوا ہے جس کا مکمل گماں حسینؓ کا ہے

بنے ہو حق کے امیں تو بڑھاؤ آگے قدم
تجلیوں کا یہ منزل نشاں حسینؓ کا ہے

شہید کس نے محمدؐ کے لاڈلے کو کیا
یہ ظلم کب بھلا شایانِ شاں حسینؓ کا ہے

فضا میں گونج ابھی العطش کی باقی ہے
فرات آج بھی نوحہ کناں حسینؓ کا ہے

سلام آلِ نبیؐ پر ہو ہر گھڑی شہنازؔ
مکیں دلوں میں ہیں ہر دل مکاں حسینؓ کا ہے



محورِ گردشِ دوراں کا تماشا دیکھا
فاصلہ بڑھتا گیا قرب کو ہٹتا دیکھا

غمِ جاناں نے بھی تصویر بدل لی اپنی
اس کو پہنا غمِ ہجراں کا لبادہ دیکھا

بعد مدت کے سبھی اپنوں کے چہرے دیکھے
ٹوٹنے والے تعلق کا اعادہ دیکھا

وصلِ یاراں کے تو قصے تھے پرانے سارے
معرفت ڈھونڈنے نکلے نیا جادہ دیکھا

رقصِ بسمل میں ہوئے گم سبھی ایسے شہناز
ہر قلندر کے بڑھے ہاتھ میں کاسہ دیکھا

فاتحِ کربلا

عرش پہ گونجی صدا
آئی ملائک کی ندا
تحفہ کیا رب نے دیا
اے جانِ سرورِ انبیاءؐ
پسرِ شیرِ کبریاؓ
جگر گوشہءِ سیدہؓ
ہے برادرِ مجتبیٰؓ
شبیرؓ فاتحِ کربلا
روشنی دِیں کی بنا
ہو سلام اے کربلا

تمت بالخیر

30+ YEARS OF EXCELLENCE
WWW.ADABSARAAE.COM | WWW.SHAHNAZMUZAMMIL.COM



ماں دبستانِ لاہور
دخترِ پنجاب، نازِ پاکستان
ڈاکٹر شہناز مزمل

- فاؤنڈر چیئر پرسن: ادب سرائے انٹرنیشنل
- پرنسپل: کنسلٹنٹ ماروِل سسٹم لٹریری ریسرچ ونگ
- سفیر: سوشو آن برائے اُردو سوشل
- سرپرست: وقارِ پاکستان ڈیجیٹل لٹریری ریسرچ کلاؤڈ
  - دریچۂ ادب ◆ سلطان فاؤنڈیشن
  - بزم خالد نصر ◆ قادری فاؤنڈیشن ◆ یافرٹی وی

Since 1987



www.adabsaraae.com www.shahnazmuzammil.com

+92 302 7844094
urdusukhan@hotmail.com
https://twitter.com/urdusukhan
facebook.com/nasirmalikpoet/





www.urdusukhan.com ART LAND, Chowk Azam. Distt. Layyah (Punjab) Pakistan